

هي القهناد

١٠٦

مترجمه بیاض لانا علی خان صاحب غرضی

۱۹۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ قدیم بابل و نینوا

راہنمائی قدیم کی نتائج سمجھنے کے واسطے اگر ہمہ اندازہ کیا جائے کہ نہایت صریحی طور پر باگل
پیشین گروہوں کے بموجب کوئی نہایت ہی آباد اور زرخیز اور وسیع شہر دنیا میں نہایت تہوڑے
عرصہ میں آباد و نہایت و نابود ہو گیا ہے تو وہ قوریت مقدس اور دیگر قدیمی تاریحوں اور
پیشین گروہ پرستوں کی ذہنی سلسلہ روایات کے موافق شہر بابل ہے۔

شہر بابل کی تعمیرات اور اسکی ابتدائی شان و شوکت

تینوں کی بربادی کے بعد دنیا میں اپنی وسعت اور انسانی دولت مندی اور سرسبزی یا بلند فکری کثرت
کے لحاظ سے شہر بابل کی آبادی و تعمیر انسانی عقل اور محنت اور کاریگری کی ایک مکمل مثال تھی اسکی
شہر نہایت کی دیواریں جو دنیا کی بڑی عجائبات میں سے شمار کی گئیں ہیں اپنی تعمیر اور مضبوطی اور نہایت
سے نہایت کا نمونہ پیش کرتی تھیں کہ انسانی قوت اور صناعت کی نسبت فطرت کی ہنرمندی زیادہ متجاوز
صرف ہوتی ہے کیونکہ ابھی بناوٹ کی طرز و وضع ہی کچھ اس قسم کی تھی جبکہ ایک تیلج کو توڑا یا پتھیاں
ہو سکتا تھا کہ ابھی تعمیر یا مکمل انسانی قوت اور کاریگری سے باہر ہے اور محض قدرتی صنعت کاری کا کام
نہایت جہت انگیز مجموعہ ہیں اس شہر نہایت کے متصل سہیلین دلیل کا تہخانہ تھا جسے بعض مورخین غزو
کی تصویر کہتے ہیں اور قوریت کے بموجب وہ ایک خاص دیوناہل بابل کا تہخانہ یا تمام بابل میں شہر
بزرگ اور نہایت محترم سمجھا جاتا تھا کہ پیش اسکی وسعت اور رقبہ ایک میل کے پھیلاؤ میں تھا اور سطح
زمین سے اسکی بلندی ایک فرانگ ذیل کا آٹھواں حصہ ہے کہ نہ تھی اسکی چاروں طرف نہایت
مستحکم دیواروں اور چوڑوں پر پتھری سامان کے پوزوں اور ٹکڑوں کو بچھا کر ایک ایسا منظر انسان کے
پیش نظر کیا گیا تھا جو ہر طرح کے میوہ دار اور پہرہ دار درخت اور سنہرے اور لالہ و نارنگی اور پتھری
پوشے لگے ہونے لگے دور سے یہ مصنوعی نباتاتی جنگل ایک معلق باغ معلوم ہوتا تھا اور اسکی

اہل بابل نے اسکا نام ہی باغ متعلق رکھا تھا۔

ایں بات سے اس کا دل بھی بے قرار رہا تھا۔
 کے علاوہ دریا کھڑات پر جو اس شہر کے وسط میں سے ہو کر گذر رہا تھا، پتھر کا ایک مضبوط بند شہر کی حفاظت
 کی غرض سے بنایا گیا تھا جس میں سلطنت نے بحیرہ و پیر صرف کیا تھا اور کچھ شک نہیں کہ بلحاظ اپنی عمر
 ساخت اور عجیب موقع پر واقع ہونے کے یہ بھی شہر کے ایک نہایت دل فریب منظروں میں سے تھا۔
 اس شہر بنا میں جس کا کسی قدر ذکر ہو چکا ہے ایک سو دروازے نہایت موٹے فولاد کے لگائے
 گئے تھے جن پر تیل کے موٹے موٹے پتھر چڑھے ہوئے تھے۔

اور شہر کے قریب ہی مریائے فرات سے ایک بہت بڑی مصنوعی جھیل نکال کر شہر کے بعض حصوں کی طرف پہنچا دی گئی تھی یہ سب اسباب اور ذرائع ایسے تھے جو انسانی فنانڈ سیرمی کے نہر موت اور قوی کا ریگورٹو ایک عجیب نمونہ پر پیش کیے ہوئے تھے۔ اسکے علاوہ باشندگان شہر کی سبز سبزی و متول کی یہ حالت تھی کہ کئی بار بادی سے پہلے بابل نے زمانہ کو یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس سے زیادہ دلتھند اور تاباں اور دفرہ بحال شہر دنیا میں اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ اسکے حکمرانوں کی ذہنی اقتدار حکومت اور سلطنت بابل کے زمانہ

کمال شباب میں اور اکی بر بادی سے ۱۰۰ برس پہلے ملک جو مورخ اس طرف گزے ہیں یسے جو لوگ
کیکاؤس اور اکی جو را اور غورینہ فوج کے داخلہ بابل سے قبل اس مقام کی سیاحت کر چکے ہیں انکا
یہ خیال بطور یقین لگتی اس شہر کی نسبت مشہور ہو گیا تھا کہ یہ شہر کبھی برباد اور کبھی زبردست سے زبردست
قوت سے ہر پہنچ نہوگا۔ مگر انکا یہ خیال غلط تھا کیونکہ مختلف لشتوں اور متواتر نسلوں کے گزرنے
اور زمانے کے قاعدہ کے بموجب بتدریج یہ نہایت ہی دلفریب شہر بھی منیت و نابود ہو گیا۔

اور آہستہ آہستہ اس شہر کو زوال سے اُس قدر گریز کر چکا تھا کہ اربعین میں اسکی وہ ساری دولت و حشمت فنا ہو گئی اور سولے سنان اور عورتاں کے اب کچھ بھی وہاں نظر نہیں آتا ہے اب کابھرا تو کسی زمانہ میں بس شہر کو بال اعظم کہتے تھے اسکے چاروں طرف جاہ و جلال اور

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

شہریت منکوت اور دوتندی کا مینہ برس ہا تھا اور جب اسکا زوال شروع ہوا تو ایسی پائالی ہوئی کہ اس کا منہ
میں جو سافر اس طرف جاتے ہیں اور اسکے خرابوں اور کہندوں کو تلاش کرتے ہیں تو شکل سے انکا نشان
دستباب ہوتا ہے۔

عقیدہ پریشین گویاں شہر بابل اور اسکے تمام ملک و سلطنت کی بربادی کی بابت توریث مقدس اور دیگر کتب
انبیاء میں بانی جاتی ہیں گو اسکے مضامین میں یہودیوں وغیرہ کی جہالت اور نقص کے باعث بہت
کچھ تحریف ہو گئی ہو تاہم وہ اپنی ابتدا ہی سے اس وقت تک مختلف مدتوں میں پڑی رہی ہے
حکومت ملک بابل کی اگر کچھ برابر ہی کر سکتی تھی تو سمرین کا لڈیا کر سکتی تھی جو نہایت زرخیز اور چتر تھا
دولت و شہریت کہتی تھی اور جسکے باعث آغاز سنہ عیسوی تک خود بابل کی ناموری کا نشان قائم رہا
ہے اور ایک زمانہ میں یہاں کی سلطنت کی ماتحت تمام مشرقی دنیا تھی گویا انیشیا کا کوئی قطعہ انکی
اجگراری سے علیحدہ نہ تھا۔

بعض متورخین خود اس ملک کو جس میں شہر بابل آباد اور اسکا دار السلطنت تھا کا لڈیا کہتے تھے
لیال سلطنت بابل اور خاکہ یہ شہر ایک نہایت ہی خوش فضا اور عموماً مسطح اور ہر وار قطعہ ارض تھا
جسے درہائے فرات اور دجلہ کے پانیوں نے نہایت سرسبز اور کان فرنا دیا تھا اور بسبب اسجد
پیداوار کے دولت و شہرت یہاں کے باشندوں سے قول ہارگی تھی ان دریاؤں کے علاوہ اور
بہی بہت سے چشمے اور نہریں اور چھوٹی چھوٹی ندیاں تھیں جن سے بعض فرات اور دجلہ
کا لکر تمام ملک میں پھیلا دی گئی تھیں اور بذریعہ باقاعدہ کلوں کی آب سانی کے تمام سطح سلطنت
سرسبز اور شاداب و مرفہ حال تھا ان سب حالتوں کے دیکھنے اور اپہر غور کر نیسے یہ خیال پیدا ہوتا تھا
کہ اہل بابل اپنی ہنرمندی اور علم و دانش اور دنیاوی جاہ و شہر کے اور دولت پیدا کرنے میں کیسے کمال
اور ہوشیار تھے اور اس میں شک نہیں ہے کہ ایسی ہی حالت نے انکو اپنی صالح حیثیت کے خوف و
یاد بلکہ اسکی جستی سے بھی بالکل منکر کر دیا تھا۔

ہیرودوٹس یونانی مورخ لکھتا ہے کہ بابل کی زرخیزی اور متول کی حالت جب تک کوئی
شخص انہوں سے نہ دیکھے اسکو منکر ایک چیز تاک انسانہ یقین کر گیا اور اگرچہ سمرین یونانی
بھی سرسبز اور حاصل خیزی میں اپنا عادل اور نظیر نہیں کہتی ہے مگر اسلئے کہ مملکت بابل
ملا کو شہریت پرست مورخ کی تاریخ ۱۱ پتہ ایگس رانس ہٹری وغیرہ اسٹرابو کی تاریخ ۱۱ پتہ ایگس رانس روتھ

کی سرسبزی اور زریزی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی ہے۔
 بہر حال بابل کی ملکی حالت مذکورہ کے بعد سلطنت موصوف کے انتظامی اور اسکے دیگر پہلوؤں پر
 لحاظ کرنا اور ملکی تفصیل اس موقع پر لحاظ باہر نکالنا ضروری ہے۔
 سلطنت ایران نے جب کالڈییا وغیرہ بابل کو فتح کیا ہے تو یہ تمام ملک گورنٹ ایران کا
 ماتحت ہو گیا تھا اور اسکا ایک نہایت معین اور سرسبز جزو سلطنت سمجھا جاتا تھا علاوہ ان گھوڑوں
 کی تعداد کی بولگی اور جنگی خدمات کی غرض سے سرزمین کالڈیاسالانہ طور پر فراہم کرتی تھی بعض
 اوقات ضروری حالتوں میں اُسے شترنہز ارگھوڑے گورنٹ ایران کی طلب پر ایک مہم کے جو
 کر دیے ہیں اور علاوہ ایک معمولی اور واجب خراج کے جو ہر سال اس صوبہ سے سلطنت ایران
 کو وصول ہوتا تھا ضرورت کی وقت گورنٹ موصوف اس ملک سے مقدار آدمی جنگی کاموں کے
 کے واسطے بہرہ کی کر سکتی تھی کہ جو خاص ایران اپنی وسیع سلطنت کی کثیر آبادی سے کہ
 ریس پائمنٹ سے ہندوستان تک محیط تھی م فراہم کر سکتی تھی۔ یہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ
 علاوہ شہر بابل کے اسکے اطراف میں بھی تقریباً دس دس کوس کے فاصلہ پر اور یہی بڑے
 بڑے چار شہر آباد تھے کلدانی عظمت کا ثبوت صرف اسی سے نہیں ہوتا ہے کہ اُسے ابتدائی
 بڑی بری فتوحات حاصل کی تھیں اور مرد اور اسکے خاندان کے لوگوں نے تمام ایشیا میں
 ایک نہلکہ بجا دیا تھا اور تخت نصر کے محلہ بیت المقدس اور اسیرے یہودیان شام اُس کے ہاتھوں
 سے ہوئی تھی اور اُس کی آخری تباہی اور بربادی سے کوئی اعلیٰ ثبوت اسکی قوت اور کثرت
 دولت کا دل کشا ہے بلکہ اگر ہم سلطنت اسیریا اور اسکے بڑے بڑے شہروں کی نسبت جو یکے بعد
 دیگرے مختلف اوقات میں قائم ہونے سے تحقیقات اور ذکر کریں تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائیگا
 کہ بابل عظیم کی تباہی کے بعد ان سلطنتوں نے کیسے کیسے وسیع شہر صرف اسکی عمارتوں کو کہو کہ
 کہ اسکے مصالحہ سے آباد کیے تھے نہایت نامور شہر شیلوشیا جسکے کھنڈراتک اطراف وصل وغیرہ
 میں موجود ہیں شہر بابل کی عظمت کی گواہی دے کہ ہے ہیں۔ جو اسکے کثیر مصالحہ کو توڑ کر مختلف
 سامان عمارت سے سیلوکس یکیلیر بادشاہ اسیریا نے جو اسکندر عظیم کا زبردست جانشین تھا
 دو سو تیراٹھ برس قبل سنہ عیسوی کے آباد کیا تھا پہلی صدی عیسوی میں اس شہر کے باشندوں
 کی تعداد چھ ہزار ہزار ہونے کے چھ لاکھ سے زیادہ شمار کی گئی تھی جو خاص شہر بابل

کی آبادی کا سوال حصہ تھی یہ حالت سیلوکس کے دورہ حکمرانی میں شہر مذکور کے لیے قائم رہی تھی اور جب یارتھیا قوم میں سلطنت بابل اور شام منتقل ہوئی تو انہوں نے سیلوکیا کی بودوباش بوجہ خرابی آب و ہوا اور چند مصالحہ ملکی کے چھوڑ دینے ضروری سمجھی اور آخر اس حکمران خاندان نے شہر اعظم کے جانشینوں سے علیحدہ تھا اپنا دار السلطنت دریائے دجلہ کے محاذی ایک موضع میں منتقل کر دیا جس کا پیش نام کہا گیا تھا۔ شہر مذکور میں پارسی قوم کے بادشاہ بوجہ گرم قطعہ ملک پر دھچک ہونے کے اکثر موسم سرما بسر کرتے تھے ہر حال شہر مذکور ہی بابل ہی کے مصالحہ سے بنایا گیا تھا اور پارسیوں انجیروں اور مہاروں کو اس کے خراب شدہ مصالحہ اور پتروں وغیرہ سے جھگڑائی اعانت ملی اس کی اتنی مقدار تھی کہ انہوں نے بغیر کسی دوسری جگہ کے تلاش کیجئے ایسا جوا اور خوشنما شہر نہایت تیز سے عرصہ میں آباد کر لیا اور ایک زمانہ میں وہ مقام جو صرف ایک گاؤں تھا اور جس کا نام بھی کوئی نہ جانتا تھا دنیا کے بہت بڑے قدیمی شہروں میں شامل ہو گیا اس کے علاوہ بابل کی بربادی کی بابت جو پیش گوئیاں پوری ہو چکی تھیں انکی چھ صدی کے بعد پھر کلدانی قوم نے اور چنانچہ عظیم الشان شہر اسی سرزمین شہر بابل میں بسائے تھے جنہیں سے ارثی میثا سب سے زیادہ آباد تھا اور اس کی وسعت اس زمانہ کے شہروں میں بہت بڑی ہوئی تھی اور اس کے علاوہ تمام آگے متعلقہ آبادی پہنچے جھگڑہ موضع اور قصبے اس کے تحت میں تھے اور قریب قریب آباد تھے وہ بھی صرف بابل ہی کے مصالحہ اور اس کے کھنڈروں سے کہو کہو در بنائے گئے تھے یہاں تک کہ جس زمانہ میں جولین فیصر روم نے اس ملک پر حملہ کیا تو بقول گبن مورخ کے یہ وسعت آبادی ہم اپنی آبادی اور باشندوں کے ایک نہایت مسر سبز اور دولت مند اور مرفہ حال ملک پایا گیا تھا مورخین قدیم سمجھتے ہیں کہ زمانہ انبیاء بنی اسرائیل سے یا بابل کی تباہی کے بعد سے اس وقت تک اس قطعہ ملک کی جاہ و شوہ اور دولت و عظمت کسی زمانہ میں اس قدر نہیں دریافت ہوتی ہے جس پر خسرو پر ویز شہنشاہ ایران کے عہد میں تھی ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس بادشاہ کی بودوباش اور سکونت کی جگہ اکثر مقام آرتھ میثا یا دست غراوین تھی جو دریائے دجلہ کے ساحل پر آباد تھے اور خاص دار السلطنت واسطے پیکے آٹھ سو سے شمالی جانب ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تھا اس کے قریب وجوار کی چراگاہیں بقول گبن مورخ کے بیشمار مویشی اور بھڑوں اور بکریوں اور مختلف قسم کے پالتو چوپایوں سے مامور تھیں اور تمام منبرہ زاروں اور باغوں میں حکمران اور تیر

اور طاووس اور شتر مرغ اور کلنگ اڑتے پھرتے اور اپنا پیشیں رکھتے تھے ۹۶۔ مابقی شاہ مذکور کی خدمت کے واسطے ہر وقت خیل خانہ میں موجود رہتے تھے اور اپنا شاہی کے سامنے چہ ہزار سپاہی چار کر بستہ ہر وقت موجود رہتے تھے ان کے علاوہ بارہ ہزار غلام حبشی اور ترکی خطائی نامہ سکانات اور قلعہ شاہی کی حفاظت کرتے تھے خسرو کے شاہی مہبط میں چہ ہزار گھوڑے اور کچا قدر خچر موجود تھے اور جب کبھی وہ شکار یا کسی ضرورت سے سفر کرتا تھا تو بارہ ہزار بڑے قد کے اونٹن ہزار سا ساں بار برداری لاد جاتا تھا جنہیں شیخے وغیرہ اور سا ساں راجت اور عیش شامل ہوتا تھا اور اسے قسم کے اور چھوٹے قد ہی آٹھ ہزار اونٹ اچکے پاس تھے جن سے ضرورت کے وقت مختلف بار برداری کا کام لیا جاتا تھا۔

اور اسکے علاوہ بعد مال و دولت اور طرح طرح کے خزانے اور دینے اور بیہار جو اہرات اور عطریات اور بے انتہا شک و عنبر اور ریشم اور سونے جاندی کے انبار اسکی ملکیت میں تھے جو ایک سو تہ خانوں میں کہ نہایت عمدہ پتھر کے بنے ہوئے تھے محفوظ رکھے گئے تھے نامہ لوح اس پر متفق ہیں کہ یہ سب خزانے اور ذخیرہ اور ایسا کثیر اور بے انتہا ساں جاہ و شہر جسے دیکھ کر عقل انسانی دنگ ہو جاتی تھی اور جسکی معیت دنیا بدھو جانے پر ایک خاص عبرت ہوتی ہے صرف بابل کے فتوحات سے کہ کائنات کو ماتہ لگا تھا جو ایرانی خزانوں اور سلطنت میں اس زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا۔

آٹھویں صدی عیسوی میں شہر سامرہ اور ہارونہ اور جسر بک کی آبادی کثرت کے باعث ایک ہو گئی تھی ان شہروں میں ایک سرگرمی دیکھ کر کہ گئی تھی وہ انتہائیں بل کی لائی تھی کالہ یا کی سرزمین میں یہ سب مقام داخل تھے جو ابتدائے آبادی بابل سے اس زمانہ تک اپنے متول اور گرم موسم اور دریائے دجلہ اور فرات کی مختلف نہروں سے دنیا میں نہایت محمود زمانہ اور زرخیز قطع آبادی شمار کیے گئے تھے و حقیقت و دنیا میں یہی آبادی اور زرخیز شہر تھے جگہ آباد ہو جانا انسان کے ذہن میں ہی نہیں آ سکتا ہے اور اس زمانہ کی حالت کے بموجب ایسے شک نہیں کہ سرزمین کے عام معنوں پر لحاظ کیا جائے تو وقت

میں بعض موشیں پر بک کا قول ہے کہ بعد از قول طغائے بغداد کو حال تھا یہ ایک سو تہ سلطنت بابل کی ثروت اور دولت کا تھا اور بہت سی باتوں میں صرف الف لیلہ کے قصوں کے اعتبار پر یہ لوگ بڑے تعصب کے ساتھ خلفائے بغداد کی طرز حکومت کو سلطنت کفار بابل سے تشبیہ دیتے ہیں ۱۰۰۔

تک دنیا میں کوئی اور ملک اسکے برابر سرسبز اور آباد نہیں دریافت ہوتا ہے۔

شہر بابل کی بربادی کی ابتدائی اسباب اور اسکی نسبت مختلف پیشین گوئیاں

سرسبزین کھلانہ دکانہ دیر اور بابل کی بربادی کی نسبت صد ہا پیش گوئیاں ہوتی چلی آتی ہیں اور انسانی نسل کا ایک بہت بڑا سلسلہ نشت و ریشہ ان پیشین گوئیوں کے اظہار اور شمار کو محفوظ کرنا چلا آتا ہوتا جو آخر کار ایک ماہد میں اپنے بیج کے نمودار کر دیکے واسطے مکمل ہو گئے ہیں کلام نہیں ہے کہ فیصلہ ہائے آسمانی یا خدا کی پیشین گوئی سے جو انصاف ہوتا ہے یا جس کی امر کا تصفیہ دکانہ احدیت سے ہوتا ہے وہ محض اس قسم کے نتائج کا سبب یا باعث ہی نہیں ہوتا ہے اور نہ سرسری اور معمولی ہوتا ہے بلکہ واقعی اور نہایت تحقیقی اور حدود و اجول اور یقینی ہوتا ہے اور اسی کی شکل یہ فیصلہ ہی ہے جو سرسبزین بابل کے واسطے طرفہ بعین میں نمودار پذیر ہو گیا ہے۔ سچ پوچھیے تو باشندگان کھلانہ یا کالدیہ اور بابل کے واسطے نہایت منصفانہ پاداش اس عذاب سے زیادہ موزوں انسان کے خیال میں نہیں آسکتی اور جو بغور فکر اور خیال کرنے پر ہر قائل معاد اور ایماندار کے لئے تلاطمی ایمان اور اسکی ایک نہایت ہی مؤثر تاثیر عبرت کا باعث مل سکے ان پیشین گوئیوں کو بیاں بیان کیا جائے۔

یا ان واقعات کا ذکر کیا جائے جو بربادی بابل کی تحریک سلسلہ سے متعلق ہیں ان حالات کی صراحت اور تفصیل ہی اس موقع پر ضرور ہے جنکے باعث خاندان نمرود اور نجت نصراور اسکے بعد صدیوں تک فرمانروایان بابل جو دیگر اقوام سے ہمیشہ حالت مصیبت اور بربادی میں رہے اور جب قدر اکثر بادشاہوں نے اس بات کی کوشش کی کہ سرسبزین بابل میں کوئی ایسا منظر قائم کیا جائے جو اسکی قدیم شان و شوکت کا نمونہ ہو اس سے زیادہ عجیب انقلابات نے اسکی عمارتوں اور نہ صرف قدیم بلکہ جدید آثار تعمیرات انسانی کو ایک عجیب راستہ معدومی پر ڈال دیا تھا یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ کس طرح نہایت ہی اندازہ کے ساتھ یہ بربادی اس طبقہ انسانی اور اسکی یادگاروں کی وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہے جو زندگانی ظاہری کی آہستگی میں لاشائی طور سے مصروف تھا اور جبکہ یہ خاص اصول حیات تھا کہ عیش و راحت دینا صرف انکو ذمہ رکھتے تھے ہر حال جب قدر بربادی ہوئی اسکے اسباب سے آگاہی قدیم تاریخوں کی ذریعہ بخوبی ہوتی

یہاں پر کیا ضرور ہے کہ ایسے بدکاروں کے سینے جو کچھ فیصلہ کیا گیا اور جو محدودی انہیں حاصل ہو
 وہ انکے کچھ کر دار کے واسطے ہونی ضروری تھی۔ کیونکہ اس نہایت ہی مغرور اور حدود پر خدا فرما کر
 طبقہ مخلوق سے جزو ایمان بالکل سلب ہو گیا تھا اور نہ صرف شدیدت پرستی بلکہ مادہ پرستی اور
 خود پرستی اور ایک علاوہ سجدہ فضائل ذمہ لینے عالمگیر ناکاری اور اس کے فراموشی کی نہایت
 ہولناک اور خوریزہ نظام جنگ و شکر و سنگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تجرہ اور معاملات خدا شناسی میں
 حاکم سرکشی اور متمدنی طرح کی سفاکیاں اور ہر اہم کے عیوب بطور ہنسناں ملک اور قوم بلکہ
 اس تمام طبقہ میں جہاں جہاں اہل بابل کی حکومت رائج تھی۔ اور ایک عجیب سلسلہ پسندیدہ
 میں مختلف نسلوں اور پیشاں رشتوں کے گزرتے رہنے سے استحکام حاصل کرتے جاتے تھے
 گویا یہ سب تقاضا جو ہر آئینہ ذات انسان کے واسطے عیوب میں داخل رکھے گئے ہیں گویا
 گردہ کی طبیعت ناہیہ ہو گئی تھی۔ لہذا غیرت اہی اور دیا کے حیثیت قناری کا یہ نقصان ہر طرح نہایت
 موزوں وقت پر ہو کہ یہ لوگ تباہ و برباد اور انکا ملک اور سامان سلطنت تہ خداوندی کو
 و فقائیت و نابود ہو گئی جو ہر دہ عالم پر چنک دنیا قائم ہے اپنی بربادی کی یاد دگار اہل مذہب
 کے دلوں میں قائم رکھینگے۔

انکی جنت پرستی اس قدر ذلیل اعتقادات اور سر اسر غلط اصول سے مرکب تھی اور ایسی مہل آگ
 مذہبی کا معدن تھی یا انہوں نے مذہب کے نام کو اپنی نہایت تشویر اور حد درجہ وحشیانہ اور
 حیوان فہمستی اور نہایت بعیت ذاتی جذبات اور فضول اور لغو بیجا دن اور اختراعات میں
 ایسا مخلوق کر دیا تھا کہ انکی عالمگیر طور پر شایع اور رائج ہونے کی باعث انکا مذہب مہلک
 اور وحشیانہ رسم و رواج کا خزانہ ہو گیا تھا اور اس درجہ مضر شاک اور خراب نتیجہ اس سے
 پیدا ہونے لگے تھے کہ خود کافر اور بت پرست قدیم موصوفین نے جنہیں ہر فرد و دش یونانی
 اور ستر اور غیرہ شامل ہیں اہل بابل کی اس مادہ پرستی اور نہایت مشکبہ اور ذلیل طرز زندگی
 اور عام طور سے انکی مذہب کو شدت سے عجز کہا ہے اور بوجہ تحریک تہذیب انسانی کی تھا
 غصہ اور نفرت کے ساتھ انکی نہایت مذموم اور قابل نفرت اعتقادات پر بخشنہ چینی کی ہے
 اگرچہ اہل کلاہ یا کلاہ نہیں لینے ساکین کشور بابل میں دو تہندی اور شدت کی انتہا نہ تھی
 جسکے ذریعہ وہ عجیب و غریب حیرتیں اور عالی حوصلگی کا اظہار وقتاً فوقتاً اخراجات میں کرتے رہتے
 تھے مگر انہیں سایہ جلال و رحمت کبریائی کا اثر جس سے لازوال برکتیں پیدا ہوتی ہیں اور جس سے

انسانی وجود پر خاص مراحم کا اختصاص ہے ذرا ہی نہ تھا وہ تمام تر خدا کے ذوالجلال کے وجود
مخفی اور جاہل تھے اور انکی قدرت بالغہ اور ارادت کاملہ کے منکر تھے اور باطل انسانی مخترعات
موسمی اور بشری کاریگریوں اور صنایعوں پر حقانیت مذہب کے عقائد سے شیفہ اور دلباختہ
تھے اور جو کچھ انسان اپنے ہاتھ سے بنا سکتا ہے وہی اہل بابل کے نزدیک از روئے مذہب
قابل احترام تھا اور انکی عظمت تمام سطح ملکوت شمار دارض اسیر یا پر محیط تھی جو آخر ایک قسم
کی بیہوشی و تباہی کا باعث ہوئی کہ اس سے زیادہ مناسب انکی ثبت پرستی کی پاداش اور
انکے مظالم کے دل و دماغ کی خرابی اور گوشمالی کی تدریس نصیب ہی نہیں آسکتی اور یہ تباہی باطل
بموجب تحریر کتاب انبیاء و صحایف سماوی سابقہ ایک خاص حکم الہی کی تعمیل ہوتا ہی جو حضرت شیبا
بنی کے ذریعہ ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔ یہ حکم بشمار فقرات میں انبیاء سابقین اور رہبانین
یہود کے ذریعہ اب تک تدریس اور دیگر صحائف میں جو اس وقت تک نیرنگی و دستبرد زمانہ سے محفوظ
اور مجموعہ کتب عتیق میں چلی آتی ہیں موجود اور بحسنہ سندرج پایا جاتا ہے۔ ہم آگاہی ناظرین کو
کے واسطے اسکا خلاصہ اس موقع پر جرح کرتے ہیں اور یہ یقین دلاتے ہیں کہ مورخین قدیم نے
جو کچھ انکی تحقیقات بربادی اپنی تاریخوں میں ذکر فرمایا ہے اسکو بہ لحاظ واقعات بربادی
شہر بابل کا بل نطابق ہے۔

حکومت و شہر بابل کی بادی کی نسبت انبیاء کرام سابقین کی مشین گوئی

ہر ایک عالم کی آواز بطور ایک بڑے محبہ و مددگار کے انسان یا بادشاہت اقوام کی ایک متحدہ
اور مجموعی آواز کے بلند ہے۔ رب الافواج نے لڑائی کے لئے جہار فوج کو جمع کر دیا ہے نہایت
کثیر اقوام اور لشکر عظیم ایک دور و دراز قطعہ ارض کنارہ دنیا سے یا کنارہ آسمان سے حکم قاسم
رب الافواج جلی ہی ہیں اور اس کے غصے اور قہر کے لمحہ انکے ساتھ ہیں اس من کو انکی ذرا فوج
کر جہد و تلافی اس سرزمین کی بربادی اور نیست و نابود کرنے کے واسطے نہایت قہر
غصہ کے ساتھ آئینگا وہ گنہگاروں کو قبل اسکے کہ اس سرزمین سے جلا وطن یا خراب ہوں یا
گر چھ میں انکو چھلی کے انڈے کی مثل سکاروں گا اور اس ہیٹھ کی طرح انکو گرفتار کر دھکا جسے کسی نے
نے نہ گرفتار کیا ہو۔ جو شخص ان فوجوں کے مقابل میں پایا جائے گا وہ پیوند زمین کر دیا جائے گا۔

اور ہر ایک شخص جس سے اہل بابل کا مقابلہ ہو وہ تلوار سے انکو کھڑے کھڑے کر ڈالینگا۔

میں اہل بابل کے خلاف جنگاں رہا کروں گا ان کی محلات کو ویران کروں گا انکی سامان سلطنت نیست و نابود ہو جائینگے اسنے خرد را در سر کشی خاک میں ملا دیکھا نہ انکی چاندی منقوش رسیکی اور نہ طلا سے احمر اور نگہ گاتی ہوئے جو اسہرت میں کوئی چلا اوتا سبب کی پیدا کر سکیگا۔ ہر طرف دیرانی کو میں اپنے قبر سے مسلط کروں گا تو میں اور بشمار دانی گروہ ان لوگوں کی زندگی خاک میں ملا دیگی جو خدا کے رب الانواج سے سر کشی کرتے ہیں اور جو بیل اور سیٹا پر کی پرستش میں اپنی دین را لگان کرتے ہیں۔ انکی کھاہن نوجوان آدمی توڑ کر کھڑے کھڑے کر ڈالینگے اور انکے بچوں پر جو باؤں کے پیٹ میں بھی ہوگی کوئی رحم نہ کیا جائے گا اور نہ انکی آنکھیں چھوئے جائیں گے۔

سرزمین بابل جو تمام سلطنتوں کی غفلت اور اہل کالہ کی غیور قوتی اور زینت و دریا پیش ہے اسکی حرمت اور عزت اور جلال و شوکت اور غریبی اسطرح نیست و نابود کر دی جائے گی کہ اسطرح تھا قاہر و قادم مطلق نے شہر مائے سدوم اور عمورا کو کوٹ نہی کے عہد میں برباد کر دیا تھا۔ اور اسکے تمام باشندے نیست و نابود اور فنا ہو گئے تھے۔

اسیں کہی سرسبزی اور آبادی ہونے پائے گی اور اگر چہ پستین اور نیلیں گذر جائیں گی مگر اسیں آباد اور کسی قسم کی عمارت نہ بنیں اور نہ سڑکیں بنیں اسیں آئندہ لعین ہوں گے۔ اور نہ گھڑے اسیں اپنے کٹے چرائینگے واسطے لایینگے بلکہ شعلی دزدے اور وحشی جو پائے اسکی سرزمین پر لوٹتے پھر گئے اور حد درجہ کی افسردگی اور غمگینی اسپرسلط اور محمور ہوگی۔ ہر جگہ اسیں چنید و بوم کا مسکن اور نشین ہوگا اور بہت پیدا اور پیداوار بابل کے بت پرستوں کا ایک نہایت پیارا دیوتا تھا جسکا نصبت بدن شیر اور نصف بکرے کی صورت میں ہوتا تھا اسنے ہر کرناں میں مصروف ہوں گے اور نہایت درجہ کی شعلوں کے دزدے اور ویران طراہ کے پرندان گروں میں جہاں اسوقت نہایت بگاڑا ہل بابل فتنہ عشرت و حش میں مدہوش ہیں شور و غل مچاتے پھر سینگے اور چپکلیان اور چھوٹوں اور نہایت کثیر تعداد میں حشرات الارض اور بڑے بڑے اڑدے اور شیطان اسنے نہایت ہی حسد اور آہستہ اور بازیب و زینت محلات اور ایوانوں میں سکونت اور بود و باش اختیار کرینگے گھر چہرے اہل بابل کے انتہا کر لینی چاہتے تھے اور کہا جائے گا کہ کس طرح ظالم اور بدکاروں جو بابل کی دیواروں کی اندر نا کاریوں اور بت پرستی میں مصروف نیست و نابود اور برباد کئے گئے اور

کس طرح طلائی شہر شہر بابل بنے نام و نشان کر دیا گیا۔

تمام سامان عیش و طرب اور مساباہ و لعب و ملائیں اور قبرستانوں میں بند ہیں اور سوائے چنگیز
کی آواز کے صدائے برید و سرود کا نشان ہی نہیں ہے۔ کیرے کوڑے تیرے جسم میں پیل جائینگے
اور نہایت چھوٹے چھوٹے کیرے تجھے ڈھانپ لینگے۔ تو دوزخ کے نہایت عمیق غاریں ڈال دیں گے
اور تیرا قبرستان ایک نہایت مکدرہ اور اندوہناک منظر منظر کا نمونہ ہو گا۔ میں بابل کی آبادی
اور اسکے اطفال یعنی اسکے بیٹوں اور بیٹیوں اور شوہروں اور بہائیوں کا نہایت قہر کی آئندہ سے
واقع وقوع کر دوں گا۔ یہ رب الافواج فرماتا ہے۔ میں بابل کی آبادی کی خاک و دوزخ کے ساتویں طبقے میں
ڈال دوں گا۔ میں سیر سیلاب آب کی تلخی اور نہایت مصیبت انگیز گرداب محیط کر دوں گا تمام سرزمین
بابل بربادی اور بربائی کے واسطے بیٹے دور و دراز کے اقوام کے واسطے خاص کر دی ہے۔

میں ایک دم سے اسیر بنی ہی کی جھاڑ و پھیر دوں گا اور طرح کوڑا کسی اچھی جگہ سے صاف کیا جائے گا
میں تمام دو تہندی اور شروت اور سرسبز بلبل کو جھاڑ دوں گا۔ نہایت جلال اور جبروت کی بی بی بابل
کی بھابی اند و گہنی اور پائمالی سے بدل جائے گی اسے چھ کیروں کے غذا کر دینگے جائینگے اور
اسکے محکانات پر میں ان اقوام کو مسلط کر دوں گا جو دشمن کی انگوٹھا کر کے نیست و نابود کر دینگے
اور میرا بی پائمالی ہوگی کہ اسے دختر کا لہیا تیرا نام و نشان ہی لوگوں کو نہ ملے گا۔ رب الافواج
فرماتا ہے۔ بابل کا زوال حتیٰ ہے اور کبھی بربادی اور تباہی ضروری ہے اور اسکی سبب اور
موتین نیست و نابود کر دیے جائینگے اور وہ ٹکڑاں میں ملا دیں گے۔ رب الافواج فرماتا ہے
کہ میں تجھے تیرے دریاؤں کو بہاؤں گا اور یہ فرماتا ہے کہ کیکے کانیں پکڑ لیا ہے اور میری ہر طرح
کی خوشنودی کا پابند ہے اور میں بادشاہوں کی مکروں کو در کھلے ہوئے دروازوں کے نشان
کہو لوں گا۔ اور یہ بہا ٹھک کہی بند نہ ہونگے بل بابل کے مٹ پرستوں کا ٹیٹ بزرگ ہر گلوب
کر دیا جائے گا۔

نیچے اترا اور دختر کا لہیا اور تاریکی و ظلمت میں مقیم ہو اور گرد و غبار میں سکونت اختیار کرے۔ اسے بابل
کی دختر و شیرہ زمین پر پیشہ جاب تخت زریں تیرے واسطے نہیں ہے اسے دختر کا لہیا۔
خاموش ہو کر بیٹھ جا اور تاریکی اختیار کرے کالہ لیر کی بی بی کیونکہ تو اب سلطنتوں کی چوٹی زیادہ
عرصہ تک نہ کھلائے گی۔ تو کہتی تھی کہ میں ہمیشہ کے واسطے ناقون ملک رہوں گی اور تمام سر
زمین بابل جہاں جہاں بلیں کا نام اترنے کے ساتھ لیا جاتا ہے میں شامل رہوں گی و رب الافواج

الجد قہر و جلال فرماتا ہے کہ بابل کی ہر ایک چیز نیست و نابود کر دی جائے گی۔ میں سرزمین کا لایا
کو سخت سنراؤ لگایا اور اسکی ایک نہایت ہی ہولناک دواہی بربادی ہوگی اور میں اپنے سب احکام
اور الفاظ کی اس سرزمین پر تعمیل کروں گا جو اسکے خلاف، یعنی ظاہر کیے ہیں اور بہر سب اس
کتاب میں لکھا ہوا ہے جمیع برمیانی سنے اقوام بابل و کالدا کے خلاف پیشین گوئی کی ہے۔
رب الافواج نے بابل کی تباہی کی بابت نہایت سچے احکام نازل کیے برمیانی کی معرفت یا رشاد
فرمایا ہے کہ تو اقوام میں اپنے کو ظاہر کر اور عام اطلاع دے اور نہایت گر حوشی کے ساتھ تیرے دل
مستعد ہو جا اور عام میں اس حکم قاسم کی اشاعت کرو اور ہرگز پوشیدہ نہ رکھو۔ اور بیکار کر اور چلا کر
کہا ہے کہ بابل ضرور میڈا والوں کے ہاتھ سے فتح کر لیا جائے گا کالدا کے باشندے مودی
دروندوں کی طرح قتل ہو جائیں گے بلی نیست و نابود ہوگا اور اسکا مندر توڑ کر خاک میں ملا دیا جائے گا
اور اگ اسکو جلا دے گی کہ اس سے زیادہ کوئی شے دنیا کی نہ جلائی گئی ہوگی۔

میر و پیچ کے تھانے اور ایوان کے مکڑے مکڑے کر دیئے جائیں گے اور اسکی مساری پر تمام دنیا
کو عبرت ہوگی اسکی تمام مورثین توڑ ڈالی جائیں گی۔ ملک کے شمالی جانب کے اسطرف اور بہت دو
اسطرف سے اسکے خلاف ایک خونخواری آنے والی ہے وہ رب الافواج کے حکم سے آئیگی
جو اسکی سرزمین اور مکانات اور کہلیاؤں اور تمام نہایت جسموں کو نیست و نابود اور سمار
اور فنا کر دیگی۔ کوئی بھی عمارت زمیں باقی نہ رہی جائے گی۔ اسکی دلاور جوان جو اپنے نیزوں کو
صفوں میں بلند کیے ہوئے ہوں گے تمام سرزمین بابل کو جنبش دیدہیں گے اور تزلزل
کر دیں گے اور دونوں یعنی انسان اور حیوانوں کو متفرق اور منتشر کر دیں گے۔

بس کہ فراموش کر سن میں خود بابل کے خلاف شمال ملک سے نہایت سخت اقوام کے ایک
بڑے گردہ اور جماعت کے جلائے کا سبب ہوگا اور وہ بابل کے خلاف سہرات کو اپنا فرض
سمجھیں گے اور شہر پناہ بابل کی دیواروں تک قتل کرتی چلی آئے گی اور بابل کا اسطرح محاصرو
کرے گی کہ تخت نصر کی اولاد داخل رہیں گی آخر بابل اس قوم کے گھوڑوں کی ٹھوکروں سے پھمال
کیا جائے گا۔ اسکے تیز اور نیزے سے میرے ہوں گے جو کبھی نہایت طاقت دار اور تجربہ کار سپاہی
کے ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز فضول اور بے نتیجہ نہ پہنچنے جائیں گے اور سرزمین کالدا بابل پر باد چوگی
اور اسکی بربادی مستحکم ہوگی۔ اس طرح رب الافواج فرماتا ہے۔ دیکھو تیرے خیرین حال اقوام کہ
وہاں بابل ہی بربادی ڈال دی جائے گی اور ہر طرف کہندروں کا جنگل اور ایک عبرتناک دیر

ہو جائے گا۔ وہ ایک نہایت خشک اور بے آب و گیاہ زمین کر دی جائے گی جو ایک ہولناک
 تباہی کا منہ ہوگی کیونکہ رب الافواج کا غضب و قہر کسی کو تباہ نہ کرنے دے گا بلکہ وہ تمام برہمن
 اور میت و نابود و فریاد کرنے والے ہاتھوں کو اگر کوئی نہیں دے گا۔ اس کی بنیاد میت و نابود اور پامال کر دیا جائے گی
 اور ان کی مردہ اسیں مگر سرنگوں ہو جائیں گی۔ کیونکہ رب الافواج کی یہی مرضی ہے اور یہ مرضی اس پر
 صرف نافذ ہونی چاہیے۔ کیونکہ اسے جو کچھ کیا ہے وہ نہایت گناہگار کی کا نشان ہے جس کی پاؤں
 اس کے سامنے سے طے کرنا چاہیے۔ زراعت کو بابل سے کاٹ لینا چاہیے اور فصل خریف میں
 اس قدر برائی چلائی ضرور ہے اور عام خونریزی اور شیش زنی کے خوف کی وجہ سے اس کے باشندے
 اپنی قوموں اور خاص اپنے لوگوں میں پھرتے پھرتے اور وہ اپنی خاص زمینوں میں فرار ہو جائیں
 اسے ایرانی تاج و تخت ارض میراث کے خلاف آگے بڑھنا اور یہاں تک اس کے خلاف اور شیر
 باشندگان شہر کے بگاڑنے کی مخالفت کر کہ وہ اس کے بعد بالکل ایران ہو جائے۔ اس سرزمین
 سے لڑائی اور ہولناک معدومی اور عظیم الشان بربادی کی آواز بلند ہے تمام جہان کا بسوا
 کو قتل و سکو قلع و قمع کرے گا اور اقوام میڈیا کے ہاتھوں کو قتل کا لہجہ اور بابل و عظیم کی باؤ
 اور تباہی ہوگی جسے تیرے واسطے ایک جال پیلا رکھا ہے اور اسے سرزمین بابل تو رہیں
 پہنچ کر بے قابو کر دیا جائے گی اور اس گرفتاری کی تنگدلی بالکل خبر نہ ہوگی تیرے سہریاں
 اور مستحکم شہر نہ حملہ آوروں کو نہ دیگی اور دریائے فرات تیرے لیے سمندر کی ہولناکیوں کا
 پرانا دہ ہو جائے گا بلیں جو ایک مردہ پتھر یا ایک نہایت ناپاک ظرات میں سے پیل شیر نے
 گھر کر بنایا ہے سرنگوں کر دیا جائے گا اور ان کی ذیل پر پیش پستہ کبرا واسطے صفحہ دہر سے معدوم
 کر دیا جائے گی نیز مرد کو دیکھنے والے عبرت کی نظر سے دیکھیں اور اس میں ہر طرف سانپوں
 اور چنڈو بوم اور ویرانی کا سن ہو گا اسے دشمن کا لہجہ تلاش کر کے گرفتار کر لیا جائے گی اور
 تیرے حسن و جمال پر کسی کو رحم نہ آئے گا اور اس کی وجہ سے کہ تو نے رب الافواج اور ملک الملوک
 کے خلاف ہمیشہ اپنا طرز عمل رکھا ہے۔

رب القدر نے اپنا سلج خانہ کھول دیا ہے اور اپنے قہر کا ہتھیار بند کر دیا ہے۔ کیونکہ سرزمین کا لہجہ
 کے لیے رب الافواج کا یہی کام ہے نہایت دور سرحد کے اس طرف سے آؤ اور اس کے خلاف
 اسے ایران کے سپاہیوں کے خزانوں اور تمام ذخیروں پر قبضہ کر لو اور اس کے اوپر خاک ڈالو

اور اسکو بہا تکس بر باد کرو کہ اسکا نام نشان نکلے باقی رہے۔ تیر اندازوں سے یہ کہہ دیا جا کہ وہ بابل کی مخالفت کریں اور اپنی کمائیں اپنی طرفت کرویں اور اسکے گرد ہی فوجیں چلا دیں اسکی باشندوں میں سے کوئی شخص نہ پائے اسکی تمام حالتوں میں تباہ کر دینا چاہیے کیونکہ اسنے خدا سے کفر کیا ہے۔ خلاف سب کام کئی ہیں اور اپنے بکھرے سرکشی میں یہ بہر وقت خوش رہتے تھے۔ اسکی خلاف وہ خدا پرستوں کا تھا۔ تھے اور مقدس خدا سے اپنا قہر نازل کرے گا۔ اسنے فوجوں کی سرکار پر کر جائیں گے اور اسنے سب باشندوں سے جو لڑائی کے قابل ہوں گے اسدن اپنا ملک قتل اور نیست و نابود کر دیے جائیں گے۔ اس طرح ربا لا فواج فرماتا ہے (دیکھیں میں تیری مخالفت اور دشمنی پر ہوں۔ اے سرزمین بابل تو بہت مغرور ہوئی تھی۔ کیونکہ میرے گم سے تم جو غرور کرتا ہے وہ مغرور ہو کر کہا کرتا ہے اور اسکو پہر لٹنا نصیب نہیں ہوتا۔ اور میں اسنے شہروں اور قصبوں میں آگ لگا دینے والا ہوں میں اسنے باشندوں کو خاک میں ملا دینے والا ہوں میرے قہر کی تلوار اسی ہے ایک شمشیر ہے۔ میرے قہر کی آگ تیری زمین کو جلا دیگی اور تیرے تمام اطراف میں پہیل کر چکاو نیست و نابود کر دے گی۔ اہل کالدیا پر ایک تلوار آگ اور خون کا مینہ برسا رہی ہے۔ اس طرح ربا لا فواج فرماتا ہے اور اسنے بابل کے سب شہر والوں پر تلوار ہے اور اسنے حکما اور تمام دانشمندوں اور علمبرداروں اور شیوخوں کے ساتھ اپنی تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔ تلوار ہی اسنے دکلا پر کھینچی ہوئی ہے اور تلوار ہی اسکی شہر دار اور طاقتند سپاہیوں پر سایہ آغل ہے اور تلوار ہی اتنے گھوڑوں اور اسنے چیرکوں اور ایل کو گون پر ہے جو اسنے وسط میں بود و باش رکھتے ہیں۔ وہ سب مرد جو تیار ہو کر لڑائی میں مشہور ہیں یا رانیوں کے مقابل میں عورتوں کے قتل ہو جائیں گے اور اسنے ہر انبیہر تلوار ہے اور وہ لوٹ سہے جائیں گے اسکے حصے یا مال کر دے جائیں گے۔ کیونکہ وہ بتوں اور ناہک عورتوں کی پرستش کا گہریں یہ سب جتنے شک کرے جائیں گے جسے دھڑل ہیرا ہے۔ یہ پٹھے اسکے بڑا پر پٹے لگیں گے ویرانوں اور غیر آباداں مقامات کے درمیان اور وحشی پر اسے اور وحشی جانور اور چاروں طرف سے حیوانات آئیں۔ کیونکہ اسنے حقیقت کر چکے۔ اور وحشی جانور اسے کھا لیں۔ اور وہ چھتہ کیر اسنے غیر آباداں میں گئی اور اگر چہ نسلیں اور پیشین گذر جائیں گی مگر وہ آباد ہوں۔

جس طرح کسی زمانہ میں انضیہ مہوم و غمہ کو خدا پر باد کر دیا ہے اس طرح ربا لا فواج ارشاد فرماتا ہے

کہ سرزمین بابل کی یہی اس قدر بربادی اور پامالی ہوگی کہ کوئی انسان ہمیشہ کے واسطے اس میں سکونت نہ کرے گا اور نہ کسی زمانہ میں نسل انسانی اس میں عمارت بنائی گی۔ دیکھو ایک عظیم الشان گرد انسان شمال کی طرف سے آئیگا اور کنارہ زمین سے متحد بادشاہ اور عظیم الشان اقوام اس طرف حملہ آور ہوں گے۔ وہ اپنی کائنات اور نیرے اس طرف اٹھائے ہوں گے۔ اور وہ نہایت سختی کریگا اور اپنی طرف سے دم کا مطلق ظہور نہ ہوگا اور انکی آوازیں سمندر کے پانی کے غڑنے کی طرح تمام سرزمین بابل میں گونجنی پھرنگی اور وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور ہر ایک انہیں سے صفا بابتا ہوئے ہوگا کہ جس طرح لوگ رانی کے لیے جاتی ہیں۔ میں اس طرح سے دختر بابل وہ تیرے خلاف حملہ آور ہوں گے۔ بابل کا بادشاہ انکے حملہ اور یکایک انکے داخل ہونے کی اطلاع پائے گا مگر اسکی عقل سلب ہو جائے گی اور اسکے ہاتھ موم کے ہو جائیگے اور وہ اپنی بیدست و پائی سے کچھ کرے گی اسکی حالت نہایت الم و نہاک اور جگر سوز ہوگی اور حملہ آوروں کے قابو میں آجائے اور اپنے قتل ہونے کی سامان دیکھ کر وہ اس طرح ڈکر آئیگا جس طرح زچا در دزد کی تکلیف سے ڈکراتی رہی دیکھو وہ بلندی جاہلوں کی طرف سے شیر کی طرح اس ملک میں جتنی آمادی بخت اور حکم ہے اور شکر کرے گا کہ اس ملک کے بعد پورا غلبہ اور کامل تسلط ہو گا اور ایک ایسا شخص جو چکی کی طرح گردش کرنا رہتا ہے میں اس ملک پر تسلط کرے گا کیونکہ وہ میری مرضی کا پابند ہے اور وہ جو میرے واسطے وقت مقرر کرے گا۔ اور وہ ان سب کی جو میرے سامنے موجود ہیں گلہ بانی کرے گا رب الافواج کا مطلب بابل کی بربادی ہے اور کالایا کو بائیں شاہ اور پامال کر دینا ہے کیونکہ اسکی بربادی کا زمانہ قریب آگیا ہے اور میں بابل میں بیکہ پائے دے دے پیوں گا جو اس پر لکھا ہے۔ چیلینگے اور چون مقرر ہوا ہے اس دن وہ سرزمین ناپاک مٹ پرستوں سے باطل خالی ہو جائے گی اور اس طرح سرزمین کالایا میں بربادی چاہا جائے گی اور اسکے باشندے سڑکوں پر مقتول پڑے ہوں گے۔ ارض بابل یکایک دھل پڑے اور برباد ہو جائیوالی ہے۔ دے لے آپ کی حالت پر اگر اسکی احتیاج ہو تو اسکی یقین ہو تو اس کے واسطے روغن لمباں و نوشہارہ کا استعمال کر اہم بابل کو شفا دینی چاہتی تھی مگر وہ خود اپنی صحت سے نفرت کرتی ہے۔ وہ بیماری اور صحت پر غافلی ہے وہ اپنا اہما ہو جانا نہیں چاہتی۔

رب الافواج شاہان میڈیا کی روحوں کو اٹھایگا جو بابل کی خلافت کریں گے اور اسکو تباہ کر دینا گئے دختر بابل تو نے بہت بلکی یہی غزانہ جمع کیا ہے۔ تیرا اور تیری بلع اور حرص کا آخر کیا

وقت قریب آگیا ہے۔ رب الافواج خود مسلح ہے کہا جاتا ہے۔ اس حکم کو یقین کے ساتھ سمجھ کر میں ایسے آدمیوں کے ساتھ تہیہ حمله کر دینا چاہتا ہوں کہ وہ تہیہ مقابلہ میں غالب آجائیں۔
 دیکھ میں تیرے مخالف ہوں۔ اسے قابلِ بربادی کہہ دو۔ جہاں بابل رب الافواج فرماتا ہے
 جو سب زمینوں کا تباہ کرنے والا ہے وہاں میں تہیہ اپنا ہاتھ مسلط کر دوں گا اور تجھ کو چٹانوں
 سمیت گرا دوں گا۔ اور میں تجھ کو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دوں گا زمین میٹھ جائے گی ایک جہنم اکٹرا لیا گیا ہے
 اور قومیں تیری پہچانی جاتی ہے اور منادی کھینچتی ہے کہ وہاں کی ہر ایک شے تیرے خلاف
 تیار رہی کریں۔ تیری مخالفت پر اراکات مبنی استیقاؤ کو آمادہ کر دیا گیا ہے۔

تیرے خلاف سب اقوام کربتہ میں جتنے باعثِ میٹھیا کے بادشاہ آسودہ ہیں اور تمام
 بابل میں زلزلہ پڑ جائے گا۔ اور عیسیٰ زیل جائے گی۔ ہر طرف سے بربادی اور پامالی بابل پر
 محیط ہو جائے گی۔ اور اہل کالدیہ کی رو جس عذاب میں دیدی جائیگی کیونکہ خدائے قدیر کا
 ہر ایک ارادہ بابل کے خلاف ہے۔ ایسے پلٹے کہ سرزمین بابل کو باطل مکتوت ویروح سے خالی
 کر دیا جائے گا اور اسکو باطل ویرانہ کر دیا جائے گا۔ بابل کی نہایت زبردست اور طاقتور اور
 صاحبِ دولت اشخاص لڑائی میں مارے جائیں گے وہ گہروں میں گس کر دپوش ہو جائیں گے
 گہروں میں روک لیئے جائیں گے۔ اور ابھی قوت باطل فضا ہو جائے گی۔ وہ عورتوں کے شہسوار
 خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گہروں میں آگ لگا دیں گے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے
 دروازوں کو توڑ ڈالیں گے۔ پس اس طرح ایک سی حالت سب کی ہو جائے گی اور ایک سے
 دوسرا اس خبر کو سنیں گے کہ دشمن کس طرح آجائے گا شہر میں داخل ہو گیا اور ہر طرف قاصد اور خبر
 اور جاسوس اور گونبدے دوڑتے پھریں گے اور کوشش کریں گے کہ شاہ بابل کو معلوم ہو جائے
 کہ اس شہر کا خاتمہ قریب پہنچ گیا ہے اور دشمن کی فوج کس طرح پوشیدہ طور پر ہتھیاری
 کے ساتھ بابل کے اندر داخل ہو گئی ہے اس شہر کی زندگی کافی کا وقت پورا
 ہو گیا ہے۔

اس طرح رب الافواج خدائے اسہائے فرماتا ہے کہ دختر بابل اب ایک مردہ زمین کے
 مانند ہو گئی ہے اس کے آخری وقت اور اس کے شدید ظلموں اور نہایت ذلیل کر تو فوں نے
 اس کی روح کو اور خود کو مردہ کر دیا ہے ابھی ابھی اس کے خاتمہ کا وقت آئیوا ہے اور یہی
 وقت بابل اور تمام باشندگان اور سلطنت بابل اور اس کے بادشاہ کے واسطے نہایت

میت و نابود کر دینے والا ہے۔ میں اسکی طرفی کے واسطے اسکا سمندر دریا سے فرات خشک کر دوں گا اور اسکے چشموں کو سکھا دوں گا اور تمام کال دیا اور بابل کی گناہوں سے بہرہ نئی زمین ایکسہ علی ہوئی اور پانیال شدہ مٹی کا ڈھیر ہو جائے گی جیسں اڑھو ہے اور نہایت سب حشرات الارض اپنا سپر گاہ اور مسکن بنائینگے جو نہایت عبرت انگیز حالت ہر شخص مسافر پر عدم سکونت اور موجودگی کسی انسان کی دکھائی کر دینگے۔

میں اسکی گرمیوں کے موسم میں اسکی مذہبی تیو ہا ریں قسم کی قایم کر دینگا کہ وہ وہاں بنے تھے ہو کر سو رہینگے اور ایسی فینہ سوئینگے کہ کہنی نہ پیدا ہوں گے۔ اسکے بعد سمندر بابل پر موج زن ہوگا اور اسکی بڑی بڑی لہریں تمام سرزمین کال دیا اور بابل پر لہرائی لینگی تمام شہر اور قبضہ تباہ کر دیے جائینگے اور بابل پر زمین خشک اور سراسر ریت کا میدان ہو جائے گی اور یہی زمین ہو جائے گی کہ جہاں کوئی آدمی اپنا مسکن اور مسکن نہ بنائے گا اور آدمی کا کوئی بچہ اسیر نہ گزے گا اور نہ انسانی نسل وہاں قیام کرے گی اور میں بیل کو سزا دینگا وہ اونہ کر دیا جائے گا اور اسکی پستش بے نام و نشان ہو جائے گی اور اسکو پوجنے والے پانیال کر دیے جائینگے اور اسکے مندر کا نام و نشان نہ رہیگا۔

یہ ضرور ہے شہر بابل باطل نیست و نابود ہو جائے۔ اسکی شہر شاہ سار کردی جائیں اسکی سب دیوارین گر کر خاک میں ملا دی جائینگی اسنے انیلک یا فارس زمین کال دیا پر قابض اور سلطہ ہوجا اسے مسیڈ یا دوڑ کر اکرپ الافواج سنے شاہاں مسیڈ یا ایران و وسط ایشیا یا عراق بحجم اسکی روحوں کو ایسے برا بھونچہ کیا ہے کہ وہ بابل کے اور کال دیا کو پانیال کر دیں اور اسکی مخالفت اور نیست و نابود کر دینے اور اسکے باشندوں کے قتل و غارت کے واسطے اپنے تمام گردہوں کے ساتھ آمادہ ہو جائیں۔

بربادی بابل

تمام اقوام عراق و ایران و شام کی سلطنت بابل سے مخالفت کیکا اسکیاں شہنشاہ ایرانی اسکی کال دیا اور سرزمین بابل پر نہایت پر جوش و خروش اسکی تلبیر چنگ۔ بابل میں اسکا دتعلہ اور بابل کا قتل عام

موجودہ اور نامزدی اور طریقہ جس سے اس سطر کو کیا دس نے فتح کیا اور قبضہ بابل کے متعلق مفصل واقعات کی پیشین گوئی اور سلطنت بابل کے انجام کار کی حالت اور ان سب کی اطلاع پہلے ہی سے گولہ خدایوں پر پیشہ دنیا سابق کی زبانی تمام باشندگان بابل کو معلوم اور اطراف کالڈیا میں شایع تھیں اور گوم انہوں نے اسکی اعلیت پر یقین نہیں کیا تھا لیکن مؤرخ قیصر اور ماہرین علم قدس الامام کو ہر مہر جو بلی باپ تحقیق کو پہنچا ہے کہ بابل کی تباہی اور کینہ و دنا ہو کر دینے کے واسطے شاہان فارس اور عراق وغیرہ (سیڈیا) اس بڑائی پر نہایت متحیر و اتفاق کے ساتھ تھی اور ہم خیال ہو گئی تھی کہ سلطنت بابل اور کالڈیا پر نہایت سرگرمی اور متانت سے اور لشکر جوار کے ساتھ متعلقہ حملہ کر دیا جائے۔ کیا دس بعض مومنین کچھ روئے و کچھ کالڈیا دس ہی کہتے ہیں جو تمام شاہان فارس کے سلسلے میں ایک نہایت ہی اولوالعزم اور کثیر بخشش بادشاہ ابران گذار ہے جسے زمانہ میں سلطنت فارس کی شہت اور عظمت اپنی پیشتر و زماں و اوس سے وہ چند ہو گئی تھی لیکن سب سے زیادہ اس سلطنت اسیر یا و بابل کی بربادی و تخریب پر اعلیٰ مشہور و دولت اور بے انتہا زور حال کے باعث کئی خبریں تمام دنیا میں مشہور ہو گئیں تھیں بڑی گرم جوشی سے آدہ تھا اور اس فوج کشی سے قبل وہ اور بھی کئی دفعہ اس ملک پر حملہ کیا تھا اگرچہ بد فہمی اور اسلئے درجہ کی تباہی اور میر علم بابل اور نیز اپنی فوج کے باعث بڑی ناکامی ہوئی تھی۔ مگر اسکی یہ پوریش صرف ایرانی فوج سے ہوئی تھی۔

اس واقعہ حالت حملہ کی بابت جتنا کہ تھی کیونکہ سلطنت بابل کی مخالفت میں عام جوش عام سرزمین شام و عراق اور اطراف سلطنت کالڈیا میں پھیل گیا تھا اور اسکے علاوہ خود اندرون سلطنت بابل میں ایک پوشیدہ ناراضی حکام اور خاندان شاهی سے پیدا ہو گئی تھی اور جو کچھ کی طرح فساد داری اور حفاظت بابل کی سبب کو کہا رہی تھی حکام بابل کا ظالمانہ اور نہایت مکرر طرز حکومت اب ایسا ناگوار ہو گیا تھا کہ منسلک ملک کے باشندے اس بات کے دل سے غور و فکر کرتے تھے کہ اب اس سرزمین میں اس قسم کا انقلاب ہو جائے کہ موجودہ حکمران شہنشاہ کا نام و نشان ہی باقی نہ رہے بلکہ ہزار ہا جگہ از بسوں کا حال تھا چونکہ اسکی عظمت اور ثروت اور دولت و کرامت و فوجی قوت کا تجربہ اکثر موقعوں پر ان لوگوں کو ہو چکا تھا لہذا ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ کسی طرح اس سلطنت کا خاتمہ ہو اور ہیکو ان خزانوں اور زیادہ از دہم و قیاس مال و دولت

کے لوٹ اور خارت کرنیکا موقع ہاتھ آئے۔ مگر تباہی کرنے کی انہیں سے کسی کو جرأت نہ
 بڑی تھی شاہ کیکاؤس کی اس آمادگی پر سب بادشاہ اور چھوٹے چھوٹے فرمانروائے شہزادے
 ہو گئے اور اس طرح انہوں نے اپنی از روئی ملی پوری کر کے نہایت مشکل زادہ کر لیا تھا لیکن
 چونکہ ایک نہایت ہی دور اندیش اور بڑا مدبر بادشاہ تھا اس نے ان سب سلاخیوں سے ایک خاص
 خاص سلسلہ اتحاد بلکہ بعض سے کہتے اور قربت قائم کر کے اپنی عجیب ہر دلعزیزی ان سب میں
 پیدا کر دی تھی۔ اور جسکا پہلی غلب اور نتیجہ یہ تھا کہ کسی ضرورت پر سب سلاخیوں کی خواہش
 شریک ہو جائیں۔ اور ہر طرح کی مدد پر آمادہ ہوں۔ چنانچہ یہ بال اسکا پورا ہوا اور اس نے ان
 نے جو فارس اور بابل کے قرب و جوار میں حکمران تھے اور جنگا ذکر سابق میں ہو چکے تھے انہیں
 تمام خزانہ اور فوج اور لشکر کیکاؤس کو حوالے کر دیئے اور انہیں متفقہ کر کے کیکاؤس کے ہاتھ
 میں دیدی گئی تھی۔ درحقیقت اس فوج کشی اور جنگی کال طور سے انجام دینے کے لئے انہوں نے
 مذکور سے بڑھ کر ہزار ہا سپاہیں اور کوئی بادشاہ ان ممالک میں نہ تھا۔

یہ امر ہی قابل ذکر ہے کہ علاوہ ان بادشاہوں یا کیکاؤس کے تمام خود سر اقوام مشرق وسطیٰ بابل
 اس ایرانی غزیت اور درادہ کے مشہور ہوئے ہر گورنمنٹ بابل کے خلاف میونگے نہ تھے اور
 ان اقوام میں ایک چند اس غرض سے کھڑا کیا گیا تھا کہ ایک اس سلطنت پر نہ کر سکیں
 درحقیقت جو شاہ بابل کے زیر حکومت ہے ایک بڑی جمیعہ انسانانی کر اس چندہ میں
 ہیں جو ہونا چاہیے تمام اقوام ذریعہ منادی اور ایک خاص باسلام یا شری کی یہ تمام
 یہ اگر دیکھا گیا تھا کہ ہر ایک ان کو جو سرزمین بابل اور کالیدیا پر تباہی مچا رہا تھا
 سب بابل کے خلاف شاہ کیکاؤس کا شریک ہونا چاہیے۔

اس عرصہ میں کیکاؤس نے اپنی خاص اور اہم غرض کے لئے ان اقوام اور سر بائیکٹوں
 کی رعایا اور افواج کے ساتھ جو کارروائی اختیار کی تھی وہ اب انسانی حالہ کے موافق اور
 اخلاق کامیابی حاصل کرنے کے واسطے نہایت ہی اچھے درجہ کی تھی۔
 اس نے باغی خانان کرینیکا کو جو سلطنت بابل کے ایک قسم کی قوت اور استقلالت تھا
 کی رعایا بننے انیا بائیک تلخ و فرمان بنا لیا تھا اور نیز اس فوج کو کہ کوہ شاہ مرزا سے
 باغی ہو گیا تھا اپنی دلدی اور چالاک سے مغلوب و سیر کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے انہیں
 فرمانروا کے خاص اور اہم غرض کے لئے اپنی فوج کو بول لیا تھا اور انہوں نے

ایسی بہت تشفی کی اور مناسب برتاؤ کے ساتھ دسکو ایسا فرمانبردار بنایا کہ وہ کیکھاؤس کے خاص فوج میں بہرتی ہو گئی۔ اُس نے ہاں رکھنے کے باشندوں کو بھی جو اطراف شام میں تھے اور بڑی ثروت اور قوت رکھتے تھے تالیفِ قلوب کے نہایت مؤثر ذریعوں سے اپنا ہوا خواہ اور مطیع بنالیا تھا۔ چنانچہ جب وقت آیا ہے تو یہ سب شاہِ بابل کے خلاف بغاوت پر آمکھ رہے ہوئے اور انکی بغاوت اور خود سری اور فردی سے جو سلطنتِ بابل کے ساتھ انہوں کی تھی حملہ آور شاہِ ایران کو مدد بخیر بابل اور سرزمینِ کالدیا کے فوج کرنے میں حاصل ہوئی تھی۔ یہ سب لوگ اگرچہ دشمن کی رعایا تھے لیکن کیکھاؤس کی مدبری اور عجیب چمپدہ نیک فرجامی یا تالیفِ قلوب کے برتاؤ کے باعث اس طرح اسکے تابع و ماں ہو گئے تھے۔ جس طرح اسکی دانشمندانہ اور نہایت ہی عالمانہ طرزِ عمل اور مدبرانہ طریقہ حکمرانی نے سلطنتِ فارس اور سیٹیاکی رعایا کو اسکا ایکے لی خیر خواہ اور جاں نثار اور ہر طرح اسکے ارادے اور خیال کا کیکر بنا دیا تھا۔ ہر حال اتنا کیکھاؤس نے اس عظیم گروہ کو اپنا معین اور شریک بنا کر مذکور متحدہ افواج سے سلطنتِ بابل پر متواتر حملے کئے شروع کیے جنکا جواب اگرچہ سردارانِ بابل نے بھی وقت پر دیا مگر آخر کیکھاؤس کی شان و مصلوہ اور تدابیرِ عالمانہ کے سامنے انکی ولیری کچھ کام نہ آئی اور اسی طرح اگرچہ بابل کی فوج نے جنیر سیٹیا کی گورنٹ کی فوجیں بھی شریک تھیں بڑے جوش و خروش سے کیکھاؤس کا مقابلہ کیا لیکن تاہم انکو ہر دفعہ سخت ناکامی ہوئی اور کیکھاؤس شہرِ شہر اور ضلع پر ضلع فوج کرتا ہوا سلطنتِ بابل کے اندر بڑھتا چلا جاتا تھا ان شکستوں اور ناکامیوں سے تمام انتظامِ فوجی سلطنتِ بابل کا متزلزل ہو گیا تھا اور ایک عجیب کہل ملی عام طور سے سرزمینِ کالدیا میں پیدا ہو گئی تھی تاہم برابر فوجوں پر فوجیں کیکھاؤس کے مقابلے کے واسطے چلی آتی تھیں لیکن یا تو اس وجہ سے کہ ایک بظہرِ عادت عیش پرستی اور نیندِ ذلیل کاہلی کے گرداب میں وہ پہنچے ہوئے تھے وہ رموزِ جنگ سے بالکل ناواقف ہو گئے تھے اور یا کیکھاؤس کے تدابیرِ جنگ کے اصول نہایت ہی زبردست تھے انکو ہر دفعہ ناکامی ہوتی تھی اور شکستِ فاحش ملتی تھی اور شدید نقصان اُنہا کو بابل کی فوج پیسا ہو جاتی تھی ہمارے رائے میں تو اسکی ناکامی یعنی اہل کالدیا اور افواجِ بابل کی پسپاہی نہ صرف انکی نیتِ پرستی اور انکی نہایت کمزور بد اعمالی اور انکی حدودِ بہائمِ خصلتیں اور خدا ناشناسی کا نتیجہ نہیں بلکہ بابتِ خائن کائنات کے احکامِ قطعی نافذ ہو چکے تھے اور جو تمام سرزمینِ باشندگیاں

اسیر مابین بطور پیشین گوئی صدیوں سے مشہور نہیں۔

بہر حال ایک مقام پر بابل اور سیٹیا کی متحدہ افواج نے ٹری سرگرمی اور حد درجہ استحکام کے ساتھ کیجاؤس کی فوج کو جو دریائے سولج کی طرح بے خوف و خطر اندرون ملک کی جانب تسلط کوئیٹھ کیے پڑتا چلا آتا تھا روکنا چاہا اس معرکہ میں بڑی شدید اور گہسان کی لڑائی ہوئی نتیجہ میں بابل اور سیٹیا کے دو بڑے سرداران سلطنت سارڈس اور کیریکس ایک کثیر حصہ فوج شام کے گرفتار ہوئے اور ایسی شہنشاہ اور عظیم الشان فوج بابل اور سیٹیا کو اس موقع پر ایسی سخت سخت ہوئی کہ یہاں سے جو یہ لشکر مہیا کیا کہے تو اسے سوارے شہر بابل اور کسی جگہ دم نہیں لیا نہ تمام سرداروں اور خود شاہ بابل کو اب روال ملک سلطنت کا یقین کا ل ہو گیا تھا مگر باہر ہنسے کیلانی تسلط اور نہایت خبیث نفسانی جذبات نے کچھ ایسا اس مخلوق کو اپنے قابو میں کر لیا تھا کہ انکو خدا کے واحد کے وجود کی جانب اور اپنے اعمال پرستہ ہونے کی طرف مطلق توجہ نہ ہوئی۔ اور بجائے اسکے کہ وہ شاہ کیجاؤس سے اپنی خطرات ملک کے بچاؤ اور آزادی کے واسطے کوئی خاص معاملہ یا گفتگو کرنے یا تحفظ سلطنت کی غرض سے اور کسی قسم کی تدابیر پر کار بند ہوتے وہ ایک عظیم الشان محبت انسانی کے ساتھ خاص شہر بابل میں جو حقیقت دشمن سے امان پانیک واسطے نہ تو خدا سے بچنے کے لیے ایک نہایت ہی بڑی اور مستحکم مقام تھا داخل ہو کر شاہ بابل محصور اور پناہ گزین ہو گئے اور اسکے بعد بوجہ اس اطمینان کے کہ اس شہر پر زبردست سے زبردست دشمن کو بھی کسی حال میں فتح نہیں حاصل ہو سکتی ہے وہ سب کے سب پہلے سے زیادہ اپنی بدکاریوں اور شدت سے بہت پرستی اور شہرت نوشی اور طرح طرح کے لہو و لعب کے اشتغال میں مصروف اور مشغول ہو گئے تھے۔

اس طرف کیجاؤس جسے اپنی فتوحات کی نہایت پہل لوہ پر مکمل ہو جانے کا کمال یقین ہو چکا تھا اور جس کے ہر امی اور خوشوار سپاہی بہیڑیوں کی طرح دشمنوں کے شکاک کے لیے بھین ہوئے تھے اور کسی طرح نہ رکتے تھے جہاں اس خوشخواری اور شہنشاہی سے اپنی دہاک بٹھاتا اور اپنی فتوحات کو نہایت سرگرمی سے پورا کرتا چلا جاتا تھا اسکے ساتھ ہی جو دشمن اسکے قابو اور قید میں آجاتے تھے ان پر نہایت لطافت اور مہرحم شاہانہ مہذول کرنا تھا اور انہیں سے ان کے کو محض اس خیال پر چھوڑ دیتا تھا کہ اسکے قلب اب بہ طور تک شاہی بابل کی خواہاں ہی نہ تھا کہ کبھی گئے۔ چنانچہ اسی خیال اور امید پر اسے مذکورہ افسران بابل سارڈس اور کیریکس کو بہت

اس ملک کے لیے کیا انجام ہو نہی الا ہے خود کی سیالیاں اور بڑے بڑے اسکے بعد دیگرے ناراض ہوتے چلے جاتے تھے اور بغاوت اختیار کرتے جاتے تھے۔ اس نہایت پر جوش و آوری میں چونکہ بابل کی اندرونی جانب بمشقی کی غرض سے کینکاؤس کی طرف سے ظاہر ہو رہی تھی اور سینا کے چھوٹی بڑی بٹھان اور اچیچینا کے فرمانروا ملکہ فرغیا اور بوجارٹ کی حکومتیں بھی اسکے ساتھ تھیں اور قدم قدم پر بیکار ہو چکا تھا۔ اس میں غلہ نشان گروہ انسانی کے ساتھ حملہ آوری میں آئے بیدل ہو جانے لگے۔ ایک پیش گوئی کے (اس حملہ کی کابل تصدیق ہوئی۔) کہ دشمنی جانب کب بابل سے بڑی بڑی قوتیں حملہ کر سکیں اور جو کسا سیالیاں تھیں ان کو اور غنی وغیرہ نشان میں بابل پر موجود ہونے کا یہ لکھا جا چکا ہے کہ قریب اس حالت کے کہ نہ ہنسا بڑا جھگڑا مختلف اثرات کا فوجی اثرات سے بابل پر یورش کرنے کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت کے لیے کہڑا ہو گیا تھا۔ اسے چند عرصہ بابل پر فوج کشی کی تھی۔ اس میں شکست کا ہی افسوس تھا، چوتھی تھی لیکن جب سیلے اتفاق اور ان تمام روساء و سرداروں کی بہت سے آرزوئیں زیادہ تر جماعہ خود اپنے اس کے سلاطین بابل کا نشان تھا۔ اسے بابل پر یورش کی تو آخر چند روز بعد ہی جنگ آریوں اور مقابلے سے ہار سکودینا وغیرہ ہوا۔ اس کے بعد وہ شہر بابل کی شہزادہ کی بیٹی وغیرہیں ساتھ ہو کر پہنچا اور یہ نہایت ہی عمدہ شہر میں اس وقت تک کہ یہ بالکل باکروہا کو آئیں۔ ملک بھر میں یہ خاص شہر بابل کی فتح کا شہر بابل کیلکائوس کو پہنچا ہے۔ معرکہ آرائی یا جنگی کارروائیوں کے زیادہ تر جمیع تائید و وسایل بابل کا ہی ہیں۔ پرتی اور دہشتیں ایک خاص حکمت عمل سے ہوا تھا۔

حجرت کینکاؤس نے حدود بابل پر اس یورش میں حملہ کیا ہے تو اس کے ہمراہ صرف چالیس ہزار سوار اور فیصل کے ساتھ اور ان کے سوا اور بھی سبے حدود دیگر امدادی اقوام کے ساتھ۔ اس کے علاوہ ایک لشکر قباہ شہرہ برداروں اور تیراندازوں کی بھی اس کے ہمراہ تھی۔ اپنی نہایت نو مزید کھ نیزہ و تیر سے دشمنوں کو ہلاک کرنے اور بابل کا خزانہ ہانسنے کی غرض سے اس کے ہمراہ نہایت تھوڑے دلیری سے چلی جاتی تھی۔ سب حال اب ہلکے بہ لڑکر باچا ہے کہ بعد ایک عظیم الشان سلسلہ فوج اور نیز بابل کے اکثر بڑے بڑے حصص فتح کر لینے کے کینکاؤس اس لشکر ہزار اور پر جوش سامان جنگ کے ساتھ رود و شب کوچ کرتا ہوا شہر بابل کی دیواروں کے نیچے پہنچا یہاں پہنچنے کے بعد اس نے اس خیال پر کہ شاید کسی طرف اس قسم کا موقع دریافت ہو جائے جو اسے شہر کی غرض سے بہت زیادہ دشوار گزار نہ ہو پہلایہ کام کیا کہ اپنی خاص ارکان فوج اور بڑے بڑے سردار

کو ساتھ لیکر دیوار شہر پناہ کے گرد گشت لگایا اور نہایت اذازہ کے ساتھ ایک بردست جنرل کی طرح
 گرد آوری کی اور اسکے بعد اس نے اپنی تمام فوج کو شہر کے گرد احاطہ کر کے ڈال دیا اور اس طرح یہ
 پیشین گوئی پوری ہوئی کہ در اندون اس شہر بیٹے بابل کی چار طرف گرداگرد اپنی چھاؤنی ڈال دی
 ہے اور وہ ایک دل اور کام میں متفق ہو کر بابل پر حملہ کرنے کی غرض سے صف آرا ہوئے ہیں
 بہر حال کچھ عرصہ تک کیس کا دس دن ٹھکریں اور اس موقع کے چال کرنے کی کوشش اور تدبیر میں
 مصروف رہا کہ دیوار شہر پناہ کا ایسا کوئی حصہ اسکے قابو میں آجائے جس سے نہایت خفیہ طور
 پر یہ آسانی ہو سکے کہ فوج شہر میں داخل ہو جائے اور یا کوئی آسان راستہ یا طریقہ فیصل شہر تک پہنچ
 جانے کا مل جائے مگر اس خیال میں عرصہ تک اسکو ناکامی ہی اور اس کی تمام کوششیں اور تدبیریں
 جو اس خیال کے پورہ کرنے میں وہ روزانہ عمل میں لاتا تھا بے سود جاتی نہیں بلکہ اسکو اٹا اس بات کا
 خوف پیدا ہونے لگا تھا کہ شاہ بابل اور اسکے سرداروں نے کوئی خاص دھوکے کی کارروائی
 کا منصوبہ نہ کیا ہو اور کسی وقت غفلت میں شاہ مذکور شہر سے نکل کر اس کی فوج پر حملہ نہ کرنے
 کیونکہ گو کیا دس کی فوج نہایت بکدل اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تھی اور بہتر
 دشمنوں کی طرح مدد کر کے آرائی سے بخوبی واقف ہو گئی تھی تاہم بوجہ فوج مذکور کی ایک عجیب کثرت
 کے اس کے قیام اور دشمن سے قابل اطمینان حفاظت کا کوئی قابل انتظام ابھی تک نہیں
 ہوا تھا۔ بہر حال اس کشمکش اور مختلف تدابیر میں ناکامی حاصل کرنے کے چند روز کے بعد ایک
 روز کیا دس اپنی فوج کے مقابل میں گھوڑے پر سوار ہو کر استادہ ہوا اور اس نے یہ حکم دیا
 کہ تمام فوج دستہ دستہ ہو کر اپنی جائے قیام سے چل کر خاص خاص مقامات پر جو ابھی شہر
 پناہ کے گرد اسکے قیام کے لیے بغرض تحفظ فوج و محاصرہ شہر مناسب سمجھے گئے تھے وہی قیام
 کرے۔ اگرچہ یہ مقامات متفرق تھے تاہم اس کی فوج کا سلسلہ قیام یکے پس ایک کا قیام کیا گیا تھا کہ
 معمولی ہدایت و اطلاع پر سب فوج ایک جگہ جمع ہو جائے۔ اسے یہ حکم دیا کہ سب سے اول
 سوار جو اس طرح کے جنگجو ہیں انہیں اور ان کے بھائیوں اور سواروں کا موقع آج آج ہی اسے
 ہر ایک دستہ کی تعداد کو نہایت اذازہ کے ساتھ دونا کر دیا اور جو لوگ اس فوج میں زیادہ بہتر
 اور فنون جنگ سے ماہر تھے انکو سمینہ اور میرہ فوج میں کیا اور ان اطراف کی نگرانی اور ہر
 قسم کی حفاظت کی انکو بخوبی تاکید کر دی۔ اور جو کمزور یا اسے درجہ کے سپاہی یا سوار وغیرہ تھے
 انکو کلب (وسط) فوج میں رکھا۔ دشمنوں مشہور یونانی مورخ بزرگ کے نزدیک اس قسم کی

اگر جنگی اور ترتیب فوج سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کیا اس رٹائی کے ان دونوں فوجوں
 ایسے حملہ آوری اور اپنی حفاظت کی تدابیر کے اصول کو باقاعدہ قائم رکھنے میں بہت ہی طر
 ماہر اور وقت کا رچکا تھا۔ بہر حال جب اپنی فوج کی ترتیب وہ اس طرح کرچکا تو اس عظمت
 نشان سے مع کثیر فوج کے وہ دیوار شہر پناہ کے اوپر صف آرا ہوا اور باد جو دیکر ایک کثیر
 تعداد اس فوج میں اس قسم کی تہی جو بالکل غیر منتظم حالت میں تھی مگر کسی قسم کی انتظامی
 پانچ اور ہر ٹوکسی شخص کی کیا مجال تھی کہ جو کیا کوس کے حکم کے مخالف ذرا ہی جنبش کر سکے اور
 اسکی ہدایت کے خلاف کوئی کارروائی کر سکے اور اس طرح اس پیشین گوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ
 دور اہل کے خلاف کھیاں طہر یہ صف آرا ہوں گے اور ہر ایک شخص اسکے مقابل صف آرائی
 میں مستعد نہ ہو سکتا تھا۔

چنانچہ مخالفت کا مال بھی اسوقت قابل ذکر ہے اور اس موقع کی تصویر آپ کے سامنے پیش
 ضرور ہے جو ان سالوں سے حملہ تھا جنہر اطمینان کر کے اہل بابل نہایت فراغت کے ساتھ
 شہر کے اندر خاموش بیٹھے ہوئے "یش و عشرت میں مصروف تھے۔ شہر کے گرد اگر ایک ٹہری
 عربیہ اور عین خستہ قبیح ہوتی تھی جو پانی سے ہر وقت لبریز رہتی تھی۔

اس خندق پر تھنے کھلے کھجور کے درختوں کے قریب شہر پہنچ جانے کے اندیشے سے
 اس قسم کی بنا کی گئی تھی کہ ایک ذرا اشارہ پر فوراً اٹھائے جاسکتے تھے۔ دریا کے قریب ایک
 طرف لینے وسط شہر میں ہو کر پہنچا تھا اور اسکی رٹائی کچھ اس طرح واقع ہوتی تھی جو شہر کی حفاظت
 کے بہترین وسائل قدرتی ہیں بھی جاسکتی تھی۔ اسکے سطح پر بڑے بڑے دروازوں کا سلسلہ
 نہایت ہی عجیب ہنرمندی سے ساتھ قائم کیا گیا تھا وہ اس اصول پر تھا کہ اگر کوئی گھوڑا ہی
 دیا جائے تو دشمن پوچھ دریا کے نہایت عربیہ اور عین ہونے کے کیا ایک آسانی سے شہر
 میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ دیوار شہر پناہ کے جھدر برج ستھ انہر بڑے بڑے قداور جو ان
 کے دستے جو نہ اندازی میں اپنے زما میں تمام ملک بابل کے حدیں و بظنرتی مدافعت دشمن
 کے واسطے اور نیز حفاظت شہر کے لئے ہر وقت موجود تھے اور ہر ماہ میں انکی تہذیبی
 ہو جاتا کرتی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی ان برجوں پر یہ فوج موجود تھی اور گونا گویا مقابلہ میں کیا
 کو ابھی تک کوئی فتنہ نہی حال ہی تھی تاہم یہ فرمان رب قدیر جو انکی جیت پستی اور شدید مادہ
 پرستی کے باعث اور تمام زنا کاری کی وجہ سے یقینی تھی۔ اسے اس قسم کی تدابیر بھی ان اہل

کونا کام نہ کیا اور کیا کوس ایک نہایت پہلے تدبیر کے ملکہ آئندہ سے جبکا کوکر آئندہ ہوگا یا لہذا وہاں
بغیر کسی روک ٹوک کے یخوت و یساک شہر اور شہر نہا و ہر قابض ہو گیا یہ سب محافظ جو ہر جہاں پر تھے
تھے ایک ایک کر کے ایرانی فوج کے ہاتھ سے ماری گئی اور انہیں سے کوئی بھی نہ بچ سکا اور جب
اس مشین کوئی کے کہ رابل کی تمام طاقت دریابی پہنچا اس رطلانی میں نیست و نابود ہو جائیگا
یہاں فطین شہر نہ کہ جو نہایت اعلیٰ درجہ کے اشخاص تھے اصل ہونڈ خاک ہو گئے اور جو خال
حال باقی رہے وہ اپنے گھر میں رہدوش ہو گئے۔

ابھی طاقت باطل سلب ہو گئی اور انکی ہمت کا فوج ہو گئی اور سچ قویہ ہے کہ اس موقع پر بل
بابل نے بالکل عورتوں کی ہی حالت اختیار کر لی تھی۔ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں شہر بابل تمام
دنیا کی دولت اور سرسبزی اور جاہ و چشم کا صدر اور مرکز تھا اور جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ
یہاں کے جبار بادشاہوں نے اطراف کی اکثر سلطنتوں کو نہایت خونریز فوج کشی کر کے تباہ
کر دیا تھا اور اپنی زبردست اور متفقہ طاقت سے اپنے گرد کی تمام مشہور اقوام کی قوت کو توڑ
دیا تھا۔ اور انکی قوی بازو سپہ سالاروں کی دلاویز اور معرکہ آرائی کی دھماکے دور دور کی ملکوں تک
پہنچی ہوئی تھی۔ مثلاً اقوام کو بہت سے مواقع پر فرمانروایان بابل نے توڑے توڑے
معرکوں میں گرفتار کر لیا تھا مگر باہنہ جاہ و چشم و دانائی کے وہ خدے واجب الوجود کے
اس ارشاد سے باطل غافل ہو گئے تھے جو اس موقع کی نسبت تھا کہ تمام اقوام بابل کی
مخالفت میں لوگ ایسی دیوار شہر نہا کے چار طرف صف بستہ ہو جائیگی اور ان بابل کی بڑی
اور کم ہمتی کا یہ قہر پہلے ہی بطور پیشین گوئی مشہور ہو گیا تھا کہ ایسا شدید اور خونریز دشمن اپنی
تباہی کے واسطے آمیزا لا ہے کہ کوس نے پہلے جو کسی زمانہ میں اس ملک پر چند حملے کیے تھے
گو وہیں کیا کوس کونا کا کامی ہوئی تھی مگر حال میں اس فوج کشی کی دوسری اہل بابل غور و سرور
یا رعایا اور شاہ و شہر پار اپنی خود فراموشی کی محیط گرداب میں بھیجاں طور سے ڈوبے ہوئے تھے
اور ان سب میں سے جز بہت حسرت اور دلیری گویا باطل سلب ہو گئی تھی اور اس باعث انکو اپنے
ملک کو غارتگری یا دشمنوں کے حملوں سے بچانے کی طرف ذرا بھی توجہ نہ تھی اور نہ انکو اسکا
خیال تھا کہ ایسے خوفناک حملہ آوروں کو جس طرح ممکن ہو دیوار شہر نہا کے متصل کسی طرح نہ جیتے
دیں اور نہ انہوں نے اپنے حملہ آوروں اور محاصرین کے ہنگام دینے یا مقابلے کے واسطے شہر
سے نکل کر کوئی دہادہ یا چاہ یا مالا آخر احوال کا یہ انجام ہوا کہ دشمنوں نے انکی استحکم دیواریں گر کر

خاک کے برابر کر دیں اور اچانک حملہ کر کے انہوں نے مغرور اور نہایت بدترین مخلوقات الہی کو نیست و نابود کر دیا۔ دشمنوں کے داخلہ تک شہر بابل کا ہر ایک دروازہ بند تھا اور سب اہل شہر اپنے اپنے گروں میں عیش و عشرت میں مصروف تھے اور سوقت انکی زندگی کا جو طریقہ تھا اس سے ظاہر تھا کہ انکو کوئی بھی مصیبت درپیش نہیں ہے اور وہ ایک ایسے اطمینان میں ہیں جو بہشت کے عیش و عشرت کو حاصل ہونا یقین کرنا چاہیے۔

بطور اہل بابل ایک بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ انکے شہر بناہ قدرتی طور پر ایک بڑے محکمہ شہر کے واسطے یا انکے نقصان پہنچانے کے لیے انکی نگاہ کے سامنے ایک عجیب و غریب اعتقاد اور یقین چلا رہا تھا تھا۔ اور اس اسیر وہ کامل ہر وہ کہ چکے تھے کہ اگر کسبایہ انا اور جنگ آزمودہ اور دلیر دشمن ہو گا اور گوارے ساتھ کسی ہی کثیر اور جزا فوج اور سامان جنگ ہو مگر وہ مصروف شہر کو کوئی نقصان پندرہ میں برس تک نہیں پہنچا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ رسول کثیر شہر کے اندر فراہم تھی اور موجود کر لی گئی تھی جو اور زیادہ شاہ بابل اور باشندگان شہر کے اطمینان اور بخیر کی باعث داخلہ دشمن کی طرف سے تھی مگر خدا شناس اور سب پرست اہل بابل خدا کی قدرت سے بالکل منکر اور غافل تھی اور اسکی نافرمانی اور اسکی ہمتی کے انکھار سے انکے دل اعتدال معور تھے کہ اس بات کا انکو وہم بھی نہ گذرنا تھا کہ ایک قادر مطلق خدا وحدہ لا شریک کی طرح طرفہ بعین میں انکی مسلسل اور نہایت گستاخانہ نافرمانی کے باعث انکے تمام اطمینان اور انکے شہر کے استحکام اور سامان کو نیست و نابود کر دیکھا بہر حال بوجہ ایک عام عیش پرستی اور ذلی اور کم ہمتی جو محض کین نہ تو دیوار و پیر سے اور نہ دیوار کے ہوا کی خاص مقامات پر سے دشمن پر کوئی حملہ کرتے تھے اور نہ میدان میں مقابلہ کے لیے شہر سے باہر نکل کر اپنی فوجیں لاتے تھے جبکہ انجام یہ ہوا کہ محاصرین اور حملہ آور شہر قبضہ کرنے سے قریب قریب نا امید ہو گیا اور گویا کھانسی اور اسکے ہمراہی ہر روز بہت بڑی کوشش کرتے تھے کہ اس شہر بناہ میں کسی طرح داخل ہوں لیکن انکے یہ سب منصوبے اور ارادے بیکار ہو جاتے تھے کیونکہ شہر قبضہ جب ہی ممکن تھا کہ یا تو بابل کی عظیم الشان شہر بناہ کا کوئی حصہ حملہ آور لوگ نہ ہر مٹتے اور یا اسکی نہایت ہی استحکام اور پیڑ پختی دروازوں میں سے کسی دروازے کو گرا دیا جاتا حالانکہ یہ دروازے امرنا ممکن تھے مگر کیا کس کے دل میں یہ خیال یقینی طور پر پیدا ہو گیا کہ محصورین کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے لیکن بوجہ فراہمی سد اور بیشمار سامان خوراک وغیرہ کے انکو کوئی تکلیف نہیں

پہنچ سختی ہے اور جب انکے شو کا اہل بابل نہ تو انان مانگینگے اور نہ باہر نکلا میری فوج سے تھا
 کرینگے پس آخر انہوں نے ارادہ کیا کہ دو برس تک کم سے کم شہر کا محاصرہ کر کہا جاسے اور پھر
 آخر کار زبردست اور تفریق شہر کے دہشتے گیا تھی اور لاری قرار دید گیا جس سے اسکے
 ہمارے یوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ بابل جو دنیا کی آبادی کا چٹکل ہے ایسے ہول سے
 روک محاصرہ کے لئے اب ضروری قرار دید گیا ہے اور جو ہر اس کے سو دہے تصور میں کے
 پاس جو کہ میدان اور زراعت کے کھیت شہر کے اندر بکثرت موجود تھے اور انکے علاوہ
 بیس برس تک کے وسیلے بیجا نہ کر ہو چکا ہے غلہ کا ذخیرہ انہوں نے اپنی بزدلانہ چالاک
 سے شہر کے اندر ایک مسلسل نمائندہ کر رکھا تھا لہذا وہ کیکٹوں کے اس محاصرہ پر ان
 دو اراکوں سے اس وقت پہلے پہلے پہنچتے تھے اور اسکو نہایت شوخ چستی کے ساتھ نظرات
 آمینہ پیام اکلا پیچھے تھے اور اس ایسا غرور و تکبر کے ساتھ انکی زنا کاری اور بے ہوشی اور
 دروغ گوئی کو یہ قدر ترقی ہو گئی تھی جتنی کوئی انتہا نہی تھی۔ بہر وقت ہر ایک ہاشندہ شہر
 شراب نوشی میں مصروف اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا مگر آخر یہی حالت انکی عبرتناک
 تباہی کا باعث ہوئی کیونکہ انکی قوت اور دلیری جو عیش پرستی اور خفا کے قہر کے باعث
 سلب ہو گئی تھی پھر کسی طرح انکو نہ حال ہو سکی اور بابل عظیم کی انی ہی جتنی ایک زمانہ میں باقی
 رہی کہ وہ ایک معمولی سے کی ہی برابر کر سکتا۔ اور نہ پھر اسکے قدم پر ناز و اور طول اور شرف
 حالی نے ان میں عود کیا آخر کار اس محاصرہ کو ایک بلانہ گزر گیا اور باوجود ایسے سناٹوں
 اور عیال پر کہ کیکٹوں کو کوئی بھی نتیجہ حاصل نہیں ہوا اگر ایسی حالت اسکے رو بکار ہونے سے اسکا
 خیال بابل کی تفریق کی بات نہ نہیں ہوا بلکہ اسکی توجہ شہر کوہ کے قبضہ اور فتح کی جانب اور
 زیادہ ہو گئی تو اس حالت محاصرہ سے اسکو ایک سخت بیچنی اور پریشانی پیدا ہو گئی تھی
 بے انتہا غور و فکر کے بعد ایک عجیب تدبیر اسکے ذہن میں آئی جس میں اس پوری پوری کامیابی
 ہوئی جیسے اسکے دہلیں یہ بات پیدا ہوئی کہ دریا سے فرات کی دھار کا رخ اس طرف سے جو
 شہر کی سیدہ پر تھا وہاں سے طریق پیر ویا جاسے مگر اس تجویز کی تکمیل کچھ آسان نہ تھی کیونکہ دریا
 نہ کوہ جو شہر بانی کے اندر سے نکلا کرتا تھا اسکا ایک بیل کا پٹا تھا اور اسکی گہرائی
 بعض مقامات پر کہ کم بارہ فیٹ سے زائد تھی اور اسکی ایسی حالت کے باعث کیکٹوں
 کے مشیر و نہیں سے انکی یہ رائے تھی کہ شہر بابل کا استحکام اور اس کے باشندوں کا محفوظ رہنا

یا بہر فرج نہ پانیکا بہت کچھ دار و دار بہ نسبت اسکے عظیم الشان دیواروں کے دریائے فرات بہت زیادہ بہتے آخری پنجہ نہ شک ہو گئی اور اسکے واسطے ہر قسم کے سامان دین کہہ دینے اور محنت ضروری وغیرہ کے پورے طور سے فراہم ہو گئی اور جو اسطرح پر ختم ہوئی کہ بابل اور کوا ذرا بھی اسکی خبر نہ ہوئی۔ دریا کے ایک رخ پر زمین کہہ دو کہ اسکے پانی کو ایک نالی میں پہنچا دیا گیا اور اس نالی کو پھیل سے ملا دیا گیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ پانی کا بہاؤ اور اسکی دہار بالکل اپنے اصل مقام سے ہٹ کر جہان میں کہہ دی گئی تھی چلی گئی۔ اور جس جگہ پہلے بالکل عالم آب تھا وہاں خشک زمین نظر آنے لگی یہ ایک ایسے خوش آئند اور کامیابی کی حالت کیکاؤس کے واسطے پیدا ہو گئی تھی جس سے ہرگز اسوقت عقل کے ذریعہ ممکن نہ تھی کیونکہ ایک بہت بڑا سطح جو ابھی زیر آب تھا اسطرح انسانی اندر رفت کے قابل کر دیا گیا اس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اپنی فوج کے درجے کے اور ہر ایک حصہ کو ان اطراف میں جہاں سے دریائے فرات شہر میں داخل ہوتا تھا جس مقام سے وہ شہر کے باہر نکلتا تھا کر دیا اب یہ وہ جگہ تھی جہاں سے پانی ایک مناسب فاصلے تک بٹھا دیا گیا تھا اور جس سے یہ پورا اردو طمان ہو گیا تھا کہ سطح دریا سے کس طرح وہ باسانی شہر میں داخل ہو سکتا ہے۔ اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ دریا میں اس مقام کو جہاں پایاب ہو تلاش کریں چنانچہ ایک مقام پر پانی بالکل باقی نہ رہا تھا وہاں سے اسنے اپنی فوج کو شہر میں چپ چاپ داخل ہونے کا حکم دیا اسوقت رات تھی اور دروازے دریا کی طرف بالکل کھلے ہوئے تھے گویا اسنے یہ راستہ دریا کو بٹا کر فوج کے واسطے بالکل ایک سرنگ کے مشابہ کر لیا تھا چنانچہ کیکاؤس کی مذکورہ فوج کی تھیل نہایت غریبی سے کی گئی اور فوج نہایت انتظام اور شائستگی کے ساتھ شہر کی طرف فوج کر دیا ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ دریائی دہار بدل جانے سے شہر کے ایک بڑے حصہ میں طغیانی اور دریائی موجزئی کا سلسلہ رفت سے شروع ہو گیا گاہل شہر کو اس سے پہنچ رہی تھی۔ ہمیں شک نہیں ہے کہ اس حیرتناک اور اہم تجربہ کی تھیل کیکاؤس کی اسلئے وجہ کی دانائی اور اسکی نہایت متفانہ عقل اور ماہر فوجانہ جنگ ہوئے کی مثال پیش کرتی ہے خلاصہ یہ کہ روٹنگی سے قبل کیکاؤس نے ہر ایک ایرانی کپتان کو پہنچائی تھی میں خواہ سوار یا پیدل ہوں ایک ایک ہزار آدمی ہے یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ ہر ایک انصرانی آنکھوں کے سامنے دو دو کر کے ایک سلسلے میں بادشاہ کی ہدایت کے بموجب ایسے راستے پر پاویں کو شہر کے اندر چلائے۔ یہاں پہنچے کسی ایک ہدایت کی گئی تھی ہر ایک شخص نے اپنے وقت کے

اندازہ اور اپنے درجہ اور حالت کے مطابق اسکے حکم کی تعمیل کی مگر سبب کارروائی جو کوئی
 طرح نہایت مفید طور سے ایک رات میں ختم ہو گئی اور ایک خاص وقت تک اہل بابل کے خلاف
 کوئی کارروائی یا نقصان فوج نے اپنے داخلہ کے دوران میں نہیں کیا تھا کیونکہ اگر کچھ کچھ
 کے اس ارادہ کی ذرا بھی خبر اہل شہر کو کسی طرح ہو جاتی تو جو دروازے دریل کے طرف شہر شاہ
 کے یکے سے تھے وہ اہل شہر فوراً بند کر دیتے جس سے خود کیکاؤس اور اس کی فوج تباہی
 اور مصیبت میں گھر جاتی اور خواہ مخواہ امنیت دنا ہو جاتی۔ مگر تقدیر الہی اور حکم الہی و تقدیر
 اس طرح نافذ ہو چکا تھا کہ شہر اہل تباہ ہو جائے اور اس کے باشندے اپنی شدت کفر اور زنا کاری
 اور فحش و فجور کے باعث نہایت بخیر میں قتل و غارت کر دیے جائیں پس جس روز یہ فوج
 شہر میں داخل ہوئی اس رات اہل بابل کے یہاں کوئی مذہبی تکیا نہ بنا یا جاتا تھا اور تمام
 شہر کے باشندے اپنے مذہبی مراسم کے ادا کرنے میں بڑے جوش و خروش سے مصروف
 تھے انکو دشمن کے داخلے کا نہ کوئی خوف اور نہ کوئی دہم و گمان تھا اور نہ اس کے دفعہ کی کوئی
 فکر تھی یہاں تک کہ ایسا بدست دشمن کس طرح بلا روک اور بغیر کسی مزاحمت غیر معمولی اور متعجبانہ
 اور غیر بغیر کسی طرح کی خوریزی کی ڈراتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ اور یہ سب ایسے ہوا تاکہ
 انکو معلوم ہو کہ اپنی بربادی کی بابت جس شبہ میں کوئی کوہ باطل غلط سمجھے ہوئے تھے وہ ضرور
 یو ری ہو نیوالی تھی۔ بہر حال کیکاؤس کی فوج اس حال میں نہایت دیر کے ساتھ شہر کی
 سڑکوں پر پہنچی اور بادشاہ نہ گو گو یہ حال خبروں کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ تمام شہر کے مکانات
 کے دروازے کھجور کی لکڑی کی چوڑاں پر رخنہ نقت درال کی والٹش چک کے واسطے لگی
 تھی جو نہایت آسانی کے ساتھ روغنی خلیتوں اور یہی قسم کی مختلف آتشکام مادوں سے
 جہنمیں کیکاؤس اپنے ہمراہ لگیا تھا جلادی جاسکتے ہیں۔ بہر حال جبوقت اس داخلہ کیکاؤس
 کی خبر جو بالکل ایک مہینے کی مانند تھے شہر میں مشہور ہوئی جس سے زیادہ عجیب تر کوئی
 بات اہل بابل کے واسطے نہیں ہو سکتی تھی تو ایک عجیب ترزلزل اور ہلکے شہر میں برپا ہو گیا
 اور ہر طرف سے ایک دوسرے مقام کو شہر میں اطلاع دینے کے واسطے قاصد دوڑنے
 لگے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شہر کے باہمی کناروں کا فاصلہ آٹھ میل سے زیادہ تھا پس
 ہر ایک شخص دوڑتا ہوا پھر تا ہوا اور ایک دوسرے کو دشمن کے وسط پر اچانک شہر میں داخل
 ہو جانے کی خبر کہتا اور مشتتا ہوا اور پوچھتا تھا۔ میسودس مورخ یونانی دہان کے باشندوں

ایک سینہ پر سینہ روایت بیان کرتا ہے کہ جہنم کیسا کوس بابل میں داخل ہوا ہے اور اسے شہر کو برباد کیا ہے لوگ بوجہ ایک مذہبی بیوہ کے اسروڑاگ رنگ اور ناچ اور ہودعوب کے مختلف قسم کے جلسوں میں مصروف تھے اور وہ لوگ جو انتہائے شہر پر رہتے تھے بہ نسبت ان لوگوں کے جو وسط شہر میں قیام تھے بہت زیادہ دشمن کے قابو میں آ گئے تھے کیونکہ وسط بابل کے لوگ غنیم کے داخلہ سے بہت جلد آگاہ ہو گئے تھے اور گویہ بات ذرا کم قابل و ثوق ہے جیسا کہ فیلسوف دانہ (ارسطا طالیس) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بربادی سدرہ ہونے کی باعث دشمن کے داخلہ کی خبر نہر کے بعض مقامات میں میسر سے روز پہنچی تھی تاہم اس ایک اسلے درجہ کی فلسفی اور اکل ترین دانشمندان کو آگاہ کیا کہ سلسلہ محقق و مورخ قدیم نے جو کہ اس واقعہ کی نسبت لکھا ہے۔ وہ کبھی بغیر غایت درجہ تحقیق کے نہ لکھا ہو گا اور سوقت تک باہر سے کوئی خبر ان لوگوں کو نہیں پہنچی تھی اور نہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ دشمن شہر میں داخل ہو گیا ہے اور نہ شہر شاہ کا کوئی دروازہ کھولا گیا تھا اور نہ ایک ایٹھ ایسی گری تھی اگر باہر نہ کیا کوس کو اپنے منصوبہ کی تکمیل کا نہایت ہی کافی موقع مل گیا تھا۔

یہ تو یوں ہے کہ اس عظیم مذہبی سالانہ بیوہ مارنے جو اس شب کو بابل میں منایا جا رہا تھا بادشاہ مذکور کو شہر بابل میں اپنی فوج کے کامل طور سے فراہم اور داخل کرنے میں بے روک مدد پہنچانی تھی۔ کیونکہ اس رات میں عام طور سے کوئی بھی نگرانی کا انتظام شہر میں کسی طرف نہ تھا اور نہ خاص طور سے شہر شاہ کی دیواروں کی حفاظت کا نگہبانوں کو خیال تھا ان لوگوں میں سے جو شہر شاہ کے پاس ہاں تھے اکثر وہاں نوشین میں مصروف تھے اور بعض شراب نوشی اور عیاشی میں اپنا وقت نکات رہے تھے عجز کر اس طرح شہر شاہ کے نگہبانوں پر کیا منحصر ہے تمام شہر کے باشندوں میں ایک عام طوفان بے نیازی برپا تھا۔

ایرائیوں نے جو شہر میں بلا کی روک اور بغیر کسی مقابلہ کے داخل ہو گئے تھے شہر کے اندر اپنے راستے کے طے کرنے میں بعض باشندگان شہر کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس حال کو دیکھ کر بہت سے لوگ ان لوگوں کو جو شراب پئے ہوئے گلی کو چوں میں بدست اور مدوش چڑھے ہوئے تھے یا دشمنوں کے اندر سے بچ رہے تھے اطلاع دیتے اور انکو سارے لیتے ہوئے ان تک راستوں کی طرف بہانے لگے جو وسیع ایوان شاہی کے بطور قلعہ تھا گئے تھے اور

اباں سے ایوان کے اندر گھسنے لگے۔ اس عرصہ میں چند قاصد ان سے دو ڈکرا بادشاہ بابل کو جو اس وقت محل مذکور میں بے غل و غش عیش و عشرت میں مصروف تھا یہ نہایت ہی عجیب اور ہولناک خبر سنائی کہ دشمن شہر کے اندر بلا روک ٹوک اور بغیر کسی قسم کے غور و نیریز کے داخل ہو گیا اور اسے پورے شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس خبر سے ایوان شاہی میں ایک عجیب و غریب نزل پیدا ہو گیا۔ اور بادشاہ کی سرسبکی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ بہر حال اس وقت جو کچھ انتظام ممکن تھا وہ یہ کیا گیا اور جہاں تک جلد ہو سکا محل شاہی کے دروازہ جو نہایت مستحکم اور نہایت با احوال فنِ انجینیری کے بموجب بنائے گئے تھے فوراً بند کر دیئے گئے مگر اس کا ردائی کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ جو پاسبان ان دروازوں پر متعین تھے وہ شہر کے دشمنوں کے ہاتھوں میں اس قدر مدہوش تھے کہ ایرانی فوج اس کے قریب پہنچائی اور انکو ایک دم میں کیرے گڑی کی طرح کاٹ کر ڈال دیا۔ اس وقت جو ہنگامہ نائے وفوش اور نیم عشرت و سرور محل شاہی میں قائم تھے اور غلطہ شاد کامی اور تفرہ کوہ سلیمان اور شہر نوشی بڑی بیخبری کے ساتھ بلند تھا وہ بالکل بند ہو گیا اور حملہ آوروں کی شور و غل سے ان لوگوں کے کان گنگ کر دیئے جو محل کے اندر مقیم تھے اور اس وقت عیش و طرب میں مصروف تھے اور شہر کے ایک بڑے احاطہ سے انکو یہ امر معلوم ہو گیا کہ دشمن اس محل کے گرد پہنچ گیا ہے اور نہایت سختی اور نیریز کے ساتھ اسکان شاہی مہندم کیا جا رہا ہے اور گورسکو اس بات کی خبر دیتی کہ دشمن وسط شہر بابل میں اس وقت نہایت قوت اور استقلال کے ساتھ موجود ہے تاہم شاہ بابل نے یہ حکم دیا کہ دشمن کس طرح شہر میں اس پناہ کے ساتھ دروازہ بلا دروغی گیس آئے کسی تحقیقات کریں اور نیز ان محافظین سے یہ وجہ دریافت کی جائے کہ شہر کے دروازے خاص کر وہ دروازے جو دریا کی طرف تھے کس وجہ سے نہ بند کیئے گئے مگر اسکا یہ دریافت کرنا فضول تھا کیونکہ وقت گزر چکا تھا اور ایرانی حملہ آوروں کی آوازوں سے تمام ایوان میں ایک کھل مٹی مچی ہوئی تھی اور قتل و غارت کا چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا تھا بہر حال اس عرصہ میں چند خاص منتظم حکام بابل محل شاہی کی طرف پہنچ گئے اور انہوں نے وہ سب مقدمہ مفصل بیان کیا کہ کس طرح ذرات کے دہار کو غنیمت نے بٹھ دیا اور وہ بعضے کیلئے ان حالت بیخبری میں اتنے بڑے لشکر کے ساتھ بلا روک ٹوک شہر میں داخل ہو گیا جس سے شاہ بابل کو یہ کلیل طور سے یقین ہو گیا کہ اب اسکا آخری وقت ہے اور وہ اور

ملازم دشمنوں کے ہاتھ سے طرفۃ الثینینیت ذباود ہو جا کیگے۔ خدا نے اکی راود لاد سخت نصیر
کی حکومت کا زمانہ ختم کر دیا ہے اور اب وہ گورنمنٹ ایران اور ہیڈ یار کے حکمرانوں میں تقسیم
ہو جائے گی اور آج کی رات کے تیرہ ہارنے بابل کے شہزادوں اور عاید اور تمام حکام اور
سرداران فوج کی زندگی کو ہمیشہ کے واسطے مٹا دیا اور شہر انوشی کا شغل جو بدوشی اور باطل
خدا فراموشی کا مجروح تھا وہ اب ایسے خواب میں آن لوگوں کو مشغول کر دیا کہ وہ کبھی نہ جوئیگیئے فہرین
موسخ لکھتا ہے کہ کیکاؤس نے ایوان شاہی میں داخل ہوئیے پہلے اپنی جھنڈوں کو یہ کیم دیا
تھا کہ تم لوگ اپنے ہتھیاروں سے ہتھیار رہنا اور دیوتاؤں کی پرستش کرنے، لونا ایک دوسرے
قتل کرو ان میں مگر نہایت تاکید کے ساتھ ہیل ریاہیوں کا ثبت بزرگ اس کے ٹوڑ ڈالنے پر آمادہ
کرتا ہوں

دیکھو اور سمجھو اے گنڈاپیار اور گوبریاس یہ کو تم محل تک پہنچنے کا راستہ بناؤ کیونکہ تم اس
راستے کو بخوبی جانتے ہو اور سب سے پہلے ہکو ایران شاہی میں داخل ہوئیگی کوشش کرنی چاہیے
گوبریاس ابتدا میں شاہ بابل کا ایک نہایت دلیر اور جنگجو غلام تھا جو کسی قصور پر اس کے پاس سے
بھاگ کر کیکاؤس کے پاس چلا آیا تھا اور کیکاؤس تو ایسے ہوشیار کی تاک میں تھا اس نے غلام
مذکور کی بہت عزت و توقیر اور خاطر داری کی اور نہایت احترام کے ساتھ اس کو شہر بابل کی فوج میں
ایک نہایت معزز عہدہ دیدیا تھا۔ ہمیں شک نہیں ہے کہ کیکاؤس کو شہر بابل کی فتح میں
اس غلام سے بہت بڑی مدد ملی تھی۔ بہر حال گوبریاس اس ارادہ کیکاؤس اور اس کی اس خیال
ضروری کے پورا کرنے کی غرض سے اور نیز یہ سوچ کر کہ آج کی رات جبکہ حسب قاعدہ شہر کے
لوگ بالکل شراب کے نشہ میں مدہوش ہونگے اور ایوان شاہی کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہونگے
محل پر بخوبی قبضہ کر لینا چاہیے ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا مگر اکی یہ کوشش شہر کی گھڑی کیونکہ
اس کے پہنچنے تک یہاں خاتمہ ہو چکا تھا کیونکہ بعض مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب شاہ بابل کو
دشمنوں کے دخل کی خبر بخوبی دریافت ہو گئی اور اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ اب سلطنت بابل بالکل خاتمہ ہو گیا ہے
تو اس نے اپنے اکثر اور تمام خاندان کے خود کشی کر لی تھی اور اس کے خون کا ایک دریا محل میں
بہنے لگا تھا۔ بہر حال کیکاؤس کسی نہ کسی طرح محل شاہی میں داخل ہو گیا بعض مورخین کے نزدیک
اس کے سپاہیوں اور اس کے فوج کے ہاتھ سے ایوان شاہی میں قتل عام ہوا اور
مقتولین کے علاوہ معمولی باشندگان ایوان کی خود شاہ بابل اور اس کے

سب وزراء اور عاملہ سلطنت شامل تھے یہ سب کے سب مار گئے۔ اور بخت نصر کے قدیمی محل
 پر شہنشاہ ایران کیکاؤس کا جہنڈا لہرانے لگا۔ اسکے بعد کیکاؤس نے سواروں کے ایک
 دستہ کو شہر کی سڑکوں کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ بابل کے باشندوں میں سے جس
 شخص کو ان پر جانا ہوا دیکھو فوراً قتل کر ڈالو اور نیز ایک حکمتا مہ کا لدی زبان میں اسے شائع
 کروا دیا تھا کہ جو لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ انکو شہنشاہ ایران کی طرف سے مارا
 دیگی ہے مگر جو شخص باہر سرک پاگلی کوچے میں پایا جائے گا وہ فوراً قتل کر دیا جائیگا بالآخر
 جب کیکاؤس کو شہر پر بخوبی تسلط ہو گیا تو اسے بڑے شان و شکوہ اور جاہ و حشم سے
 اپنے کل سواران ہمراہی کو جو اس لڑائی میں شریک تھے اہل بابل کی نگاہوں کے سامنے
 اپنی قوت کے اظہار کے واسطے وسط شہر میں نمایاں کیا۔ ان سواروں میں چار ہزار بطور
 پاسبانوں کی ایوان شاہی کے سامنے کھڑے کیے گئے اور دو دہزار سوار محل کی چار طرف
 سے ایستادہ ہو کر دو دہزار کیکاؤس کی خاص ہمراہی میں تھے جیکے اسے اپنی کل فوج کی بڑی ملاحظہ کی تھی اس وقت
 اس قدر سوار کے ہمراہ تھے جو اپنی چار و تو میں تھیں کیکی تھی جن میں سے تین ہزار آدمی تھے اور جو میل یا آسینا یا کینا
 کہہ دیتا۔ اور یکا کے بڑے دیوار جنگجو باشندے تھے انکے علاوہ مختلف یا ستوں کے سواران بھی تھے جو
 خیر و خوش کے نزدیک جوت کیکاؤس نے بعد قبضہ بابل کے اپنی فوج کا جائزہ لیا ہے تو اسکی تعداد حسب ذیل تھی
 ایک لاکھ بیس ہزار سوار دو لاکھ چھتر سوار اور چھ لاکھ پیدل تھے۔ اس کارروائی کے
 بعد کیکاؤس نے اس خفیہ فرسٹے کی تلاش کی جو بابل میں صد ہا برس سے محفوظ چلا آتا
 تھا اور جس میں زور و جاہر اور دولت بقیاس موجود تھی اور آخر حیدر امر نے بابل کی اعانت
 سے اس خزانہ پر کیکاؤس کو قبضہ حاصل ہوا اور باوجود اس امر کے کہ انہیں سے ایک بڑے
 مقدور لشکر کو بطور انعام تقسیم کر دی گئی اس قدر کثیر زرو مال نہج رہا تھا جو سلطنت ایران
 میں خسرو پرویز کے عہد تک موجود رہا اور جو ایران کی بڑی قوت اور استحکام اور خوشائے
 اور سرسبزگی کا باعث تھا۔

بظاہر سلطنت اور شہر بابل کے استحکام سے کسی دشمن کی یہ طاقت و مجال نہ تھی کہ اس پر
 قبضہ کر لیتا اور نہ کسی انسانی قوت سے یہ ممکن تھا کہ اسکو فتح کر لیتا مگر یہ آسانی یہ شہر اور
 ملک اس شخص کا تسکیر ہو گیا جسکی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ خاص ملازم یا خادم یا شخص بندہ
 خدا ہے اور جسے بنیاد پر اور بموجب اس تمام مجموعہ پیشین گوئی کی جو انیسائے سابق کی معرفت

ہو ہی تھیں کہ بابل کا زوال ایک روز ضرور ہندنی ہے، بالکل شہر مذکور نیست نہ آباد ہو گیا اور نہ انکے انسان کو یہ آخر بخیر ثابت ہو جائے کہ خدا ہر ایک امر پر قادر ہے اور اس بات کو وہ بخوبی دیکھ لے کہ جس چیز کی بابت خدا حکم فرماتا ہے اسکا ایک ثبوت صداقت یہ ہے کہ یہ خلافت شہر و حکومت بابل الہامی احکام سابقہ میں بابل کے واسطے جو کچھ کیا گیا تھا وہ کس طرح تمام و کمال پورا ہوا۔ اور نہایت ہی معمولی زمانہ میں اس شہر کے حالت ایسی ہو گئی جو بالکل عینک اور چرست آگیا ہے۔

افسان کو غور کرنا چاہیے کہ ایک زمانہ بین وہی یکساں کوس تھا جو بہت دنوں سے بابل کی فتح کرنے کی آرزو رکھتا اور کئی بار سپر حملہ کر چکا تھا اور پہر ایک بڑے گردہ انسانی کے مجروح کے ساتھ جو ہر طرح جنگ کی غرض سے اسکی ہمراہی پر آمادہ تھا دو برس سے بابل کی دیوار شہر پناہ کے باہر اسکا محاصرہ کیے پڑا ہوا تھا اور جیسا صرف ایک عرصہ تک یہی مشغلہ رہا کہ ایوی کے ساتھ باہر کی طرف سے بابل کی دیواروں کو دیکھتا رہے اور کچھ ہی اسلوب فوج وغیرہ کا اس سے انجام نہ پائے اور آخر حالت محاصرہ سے اسکی پریشانی اس انجام پر پہنچ جائے کہ بوجہ کیا بی رسد و قحط خند کے اسکی فتح سے ناامید ہو جائے مگر جبکہ حکم الہی پورا ہونے کا وقت آیا اور جو کچھ پیشین گوئی کا زمانہ اسکی بات تھا قریب پہنچا تو یہ انجام ہوا کہ وہی یکساں کوس مکمل طور پر بابل پر قبضہ کرنے کے بعد اسکی نہایت پوشیدہ عظیم خزانہ اور اور دینیوں سے تمام و کمال واقف ہو گیا اور جب قدر اسرار اور حالات خزانہ مذکور پر قبضہ کرنے کے وسائل اور ذرائع کے تھے انپر یکساں کوس کو کمال تسلط اور اقتدار حاصل ہو گیا۔ پس اسکی وجہ یہی تھی کہ خدا نے نبی اسرائیل یعنی خداوند عالم و عالمیاں نے اسکو اسکا سے متعلق مامور ہوئی کے واسطے سابق سے ارشاد فرمادیا تھا اور جب یہ معینہ وقت قریب آگیا کہ یہودیوں پر جو ظلم کیا گیا تھا اسکا انتقام لیا جائے اور ایک ایسے شخص کی قوت کو چننے انپر ظلم کیا تھا بالکل ٹوڑ دیا جائے تو بابل کس طرح وکیل کر کے فتح کیا گیا اور جسے اسکی تیسر کی تھی ایسے یکساں کوس کیانی نے ان یہودیوں کو بابل والوں کے دست ظلم سے بھی کابل نہجات بخشی۔

پس اہل بصیرت یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ بتدین یکساں کوس کی کچھ تہی نہ تھی مگر صرف اسکا جب افضال اور رحمت اچھی نے تحریک کی تو اسے اول ایک مختصر ایرانی فوج کو جمع کیا اور

اور ہر اسکے ذریعہ وہ نہ صرف میٹیریا والوں اور اہل ایران کی سلطنت کو متحد کر دینے میں کامیاب ہو بلکہ طے زمانہ میں اہل برکینیائی جو بطور مجاہدین کے اپنی خدمات نہایت کثیر تعداد میں اسکی نذر کی تھی اسکی اطاعت اور جان نثاری کے لئے پوری فرمانبرداری کا اظہار کیا اور ہر سربرج اپنے اہل سپہر یا اور ساکنان ایسے رہا۔ اور فرخبر اور نیز میڈیا۔ کار باقیشیا والوں کو بھی نہایت ہی تھوڑے زمانہ میں مغلوب کر کے اپنا مطیع و منقاد بنالیا۔

اور آخر ہانگ اسکے اقبال اور سلطنت کو وسعت ہوئی کہ سجا راولپنڈی اور علی ہذا ساشیا۔ ٹیفلیگینیا اور میراڈینیا اور اسکے علاوہ مختلف اقوام پر نہایت شوکت و اقتدار کے ساتھ حکومت کی اور اسکے بعد اس عنوان پر جیسا کہ اکثر شہر قطعات ایشیا اور سلطنت سپہر یا اور بالیکو تسلط حاصل ہو چکا تھا اسنے یونان اور سائرس اور مصر کو بھی اپنے قبضہ اقتدار میں داخل کر لیا تھا۔

شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے عام اوصاف و زندگی

شہنشاہ کیکاؤس کی عام حالات زندگی میں مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی مخیر انسان تھا اور مسکو دیگر سلاطین زمانہ کی طرح یہ ظاہر ہاں و دولت دنیا کی خاص طور پر جمع کرنے کی ہرگز قطع نہ تھی۔ زینوفون مورخ لکھتا ہے کہ کیکاؤس ایرانی ایک نہایت دانشمند اور سنجیدگی اور رحم اور ہر قسم کے اعلیٰ درجہ کی شاہی اوصاف اور بھینانہ قابلیت کا مجموعہ اور نمونہ تھا۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ نسبت اسکی دولت مند و خوش قسمت و تمول کے کسی اعلیٰ حوصلگی سیریشی اور مناسب فیاضی بہت بڑھ ہی ہوئی تھی اور اسکو ہر وقت عام طور سے لوگوں کو نفع پہنچانے اور ہر قسم کے مصیبت رسیدہ اشخاص کے ساتھ ہمدردی کرنے اور انکی دکہ درد میں شریک ہونے اور ایک نہایت ولادیز انھار اور عاجز بھی ظاہر کرنے کے اور کوئی شغل اپنی نہایت تابان اور درخشان سطح زندگانی کے واسطے بہت کم نظر آتا ہے حالانکہ اسکے پاس علاوہ اسکے خاص محلاتی ثروت دولت کے کہ ہر مہینے ایک سپہر یا اور سلطنت بزرگ بابل کے عظیم خزانوں و خاکن موجود تھے اور ہر سال مورخین قریباً ۱۰۰ سپروڈولٹس اور زینوفون وغیرہ کا اس حقیقت پر اتفاق ہے کہ بابل اور تمام سپہر یا کی بربادی سے بیشتر تقریباً ایک سو ساٹھ برس قبل حضرت اشیمانے بابل کے زوال کی بابت پیشین گوئی کی تھی مگر جب قول جوزفوس مورخ کے پیشین گوئی حضرت اشیمانے بابل کے زوال سے دو سو دس برس قبل کی تھی۔ اور کیکاؤس نے بابل پر سنہ ۵۳۸ برس پیشینہ فیج حاصل کی تھی۔

اسکو کامل اقتدار اور قبضہ حاصل تھا۔

اسکا عام خیال یہ تھا کہ کئی دولت ذاتی ضرورتوں کی نسبت عزیزوں اور اپنے ماتحت سرداروں اور دوستوں کی رفع حاجات و ضروریات کے واسطے زیادہ مٹوں ہے اور چنانچہ اسی خیال پر اپنے اپنی دولت و مال کا بہت بڑا حصہ ایسے اشخاص کی ہمدردی اور رفع حاجات میں بتدریج صرف کر دیا تھا اور اسی کے باعث اہل میڈیا کا یہ خیال تھا کہ انہوں نے اپنی اور اپنے سرداروں اور تمام مغز اور ہر طبقہ کے خورد و بزرگ اشخاص کی جانیں کیگاؤس کے اختیار میں دیدی تھیں کہ اگر اسکا اشارہ ہو تو ایک پل میں انکو قربان کر دیں گویا اسکے لمحی اور فوری فرمان پر اپنے جان و گویا لوگ صرف اسکی خوشی کے لئے میت و نابود کرنے پر آمادہ ہو جاتے تھے۔

ایک اونسے مثال دینی جیڑیسی اور عالی حوصلگی کی یہ ہے کہ جبوقت گوبر پاس جو ایک بڑا سیرینا گورنر اور ہل کالہ یا میں گویا ایک نمودار سردار تھا اور جو دراصل شاہ بابل کا نفس ناظمہ اور خاں رفیق تھا اور بیچ پوچھے تو یہی شخص اسوقت سلطنت بابل کو سنبھالے ہوئے تھا۔ اپنی گورنٹ سے باہمی ہو گیا جیڑیسی کی نسبت مورخین نے اختلاف کیا ہے مگر ایک سلسلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ شاہ بابل نے اپنی فطرتی ظالمانہ طبیعت اور نہایت سفاکانہ مغلوب انقبضی کو کام فرما کر شد بیظم اور بیرحمی سے اسکے اکلوتے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا پس اس حملہ سے اور ایک نہایت اندوہناک حادثہ سے سردار مذکور ناراض ہو کر کیگاؤس سے ٹھانے پر آمادہ ہوا تو کیگاؤس نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ استقبال کر کے اسکو اپنے لشکر میں اتارا اور بعد فتح و تسخیر و غوریزی بابل اسکی نہایت عظیم الشان لشکر میں جبقدر ہر کینے اور میڈیا والے تھے اور نہایت ذی عزت اور عالی ہمت ایرانیوں کے سامنے اسے یہ درخواست بطور پیل پیش کی کہ بابل کے مندروں اور تمام سرزمین بابل سے جبقدر مال دولت لوٹ میں اسکے ہاتھ آئی ہے وہ ایک بڑی مقدار میں تقسیم کر کے زیادہ حصہ گوبر پاس کو دیدیں اور اسکے رقبائے ہمراہی اور تمام لشکر کو طرح کا آرام اور کسایش پہنچائیں۔ اس حکم کی نوعیت جبقدر انشا نہایت اور مردم شناسی سے ملو جیسی ایک تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ جیسے ہی یہ الفاظ کیگاؤس کی زبان سے نکلے تمام

قبضہ حصہ ۳ چورنفس موح کہتا ہے کہ جو چین گویا زوالی اور بادوی بابل کی بابت حضرت اسیانے کی ہی انکارانہ سبب سیوی سے ۴۰ برس پہلے تھا مگر سردوش موح کے زوال کے دو سو چالیس برس بعد یعنی ۲۱۸۰ قبل مسیح سیوی کے پیرا ہوا تھا اور زنیون موح سے تین سو برس پہلے چین گویا نے ۲۴۰۰ برس قبل مسیح کے پیرا ہوا تھا

ایران بلکہ دوست و دشمن میں عام طور سے نہایت شاماش اور آفریں کا قلعہ گچیکا اور بیکسی
قسم کی بائل اور اخلاف کے ان لوگوں نے فوراً اپنی نہایت بہادر اور عالی ہمت بادشاہ کے
احکام کی تعمیل کی۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ واقعہ فتح بابل سے قبل کا ہے۔ یعنی جس وقت گوہر باس مع
اپنی متعلقہ فوج کے لشکر ایران میں آکر شامل ہوا ہے تو کیکاؤس نے یہ حکم اپنی فوج کو ناظر
کر دیا تھا کہ جہاں تک انسانی طاقت میں ممکن ہے گوہر باس کی خاطر تو وضع کیجائے اور نہ لوگ
اس بات کا وعدہ میرے سامنے کر لو کہ شیخ فرخ بابل کے بعد دیناؤں کے مندر سے حقیقتاً
حاصل ہو وہ گوہر باس کو دیدی جائے گی چنانچہ ان احکام کی بخوبی تعمیل کی گئی اور یوں فتح
ایسیر یا اہل ایران وغیرہ کے اس حکم کیکاؤس پر بہاؤ تک رضا مندی ظاہر کی کہ ایک سیروا
اور لیر ایرانی نے گوہر باس کو منوجہ کر کے کہا کہ جو کچھ ہمارے شہنشاہ نے حکم دیا ہے وہ کیا
بہرہ دی سے لبریز ہے اور ہم جب تک ہمارے ہتھیار میں ہماری جانک بلائیں ایسا ہی کر رہے ہیں اور
مناسب فرمان کی بدل و جان تعمیل کر رہے ہیں اور اسے گوہر باس تو ہماری نسبت یہ خیال کرتا
ہوگا کہ ہم اہل ایران باطل محتاج ہیں کیونکہ ہلوگ اپنی ملک سے سکھائے طلانی یعنی دشمن
کے بوجہ سے لے لے ہوئے ہیں مناسب اور ترقی اور معتدل عیش و مسرت اور
شاد کامی کچھ طلانی جام و پیالہ پر منحصر نہیں ہے اگر اس سے سرخوش اور تفریح منظر و تفریح
کے پیالوں میں بھی ممکن ہے اور یہ بھی جگو سمجھ لیتا چاہیے کہ ہمارے یہاں کے دانشمند کا
قول ہے کہ انسان روپیہ سے عالی ہمت اور مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ عقل اور استحکام قلب
سے ایسا لازوال فائدہ اسکو پہنچتا ہے جو لازوال ہوتا ہے اور صرف دو امتندی سے انسان
کو کوئی وقعت نہیں حاصل ہوتی ہے بلکہ اسکو اپنی دلی قوت میں اس متم کی خاصیت تین
سے عام کو آسائش ہو فیاضی اور بہرہ دی کے واسطے پیدا کرنی چاہیے۔

چنانچہ کیکاؤس اور تمام سرداران ایران کی اس قدر خاطر داری اور ایسی عجیب طریقہ تالیف
اور انسانیت کے ساتھ پیش آئیے گوہر باس کو ایک عجیب شکل پیش آئی کیونکہ اگرچہ وہ نہایت
تہا اور انکی بادشاہ نے خدیو ظلم اور سفاکی کے ساتھ اسکے اکوڑتے بیٹے کو نہایت بی رحمی سے
ایک آنکھوں کے سامنے قتل کروا دیا تھا مگر اسے انتقام اور مواخذہ میں یہ امر کا قلب کسی طرح گلا
نکرتا اور انکی نفیس کو یہ امر نہایت دشوار معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل سلطنت بابل تھا دشمنی کا

جہاں اسکے بزرگوں اور آباء و اجداد کے عزت اور نام اور ثروت اور دولت چل کی تھی اور اسکا ارادہ کسی طرح اسپر قائم نہ تھا کہ اپنے بادشاہ سے نمک حرامی پر کمر باندھ کر اپنے ملک و کشور کی خرابی اور تباہی میں کوشش کرے اور اس خاندان کے استیصال میں سرگرم اور مصروف ہو جسکے نمک اور مایہ احسان سے ایک بہت سی پشتیں پرورش پا چکی تھیں اور جہان سے اسکو اسقدر عزت اور ثروت ملا کہ بلند نامی چل ہوئی کہ ایک غلامی کی حیثیت نہ بیچ سکتی کر کے وہ اہل کالدیا کا ایک بہت بڑا سرغنہ اور سلطنت بابل کا ایک زبردست مشیر بن گیا تھا۔ مگر اسکا پیش بے سود تھا کیونکہ آخر کیکاؤس کی فیاضی اور بیداری عطا ملنے لاسکے خیالات کا خاندان فرما کر وہ بابل سے بالکل بدلدیا اور آخر جب کہ شاہ بابل کے محل پر غلبہ کا قبضہ ہوا ہے تو یہی پہلا شخص تھا جس نے دشمن کو دبانگ جانے کا غنیمت سمجھنا یا اور محال شاہی پر قابض کر دیا اور بموجب نشانہ اندری کے کہ جو نہایت صحیح اور اعلیٰ درجہ کے فیصلہ سرچشمہ ہے اسکا ہاتھ ان لوگوں کے بیداری قتل میں شریک ہو جنہوں نے اسکے فرزند کا خون بہایا تھا۔

موجودگی ایک نہایت ہی زر کار اور درخشان مرقع پیشین گوئی کے جو سلطنت کا دل دیا اور بابل کے شیخ و قبضہ کیکاؤس کے بابت ہمارے سامنے موجود ہیں یہ امر خاص طور پر اہل کلدانہ و درسی ہے کہ قورمانہ قدیم کی تاریخ بتلاتی ہے اور اس زمانہ تک جیسے کوئی ایسا بادشاہ یا کٹر کشا اور فلاح سلطنت نظر آتا ہے جسکے اوضاع و اطوار اور حکما حام چال و چلن ایسے تھے اور جبکہ انہوں کا مجموعہ ہوا جو اخلاقی پالیسی رکھتے تھے اور دشمنوں کے مظالم اور بردہ میں اپنی کامیابی کے لئے اسدرجہ سربر آور وہ اور نامور ہو جیسا کہ کیکاؤس بادشاہ ایران تھا اور جیسے بابل کے شیخ اور قبضہ کے بعد اہل کالدیا کے ساتھ ایسی حالی و صلی کا برتاؤ کیا تھا اسکے حشمت کی بابت تمام کفار و مؤرخین جو اس زمانہ کے کچھ عرصہ کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں اپنی اپنی تاریخوں کے ذریعے گواہی دے رہے ہیں کہ اگر مؤرخین قدیم کا خیال ہے کہ ایسی ایک شخص تھا جس نے بادی بیت المقدس اور یہودیوں کی تباہی کے بعد جو شاہان بابل کے ہاتھ سے نہایت ہی عبرتناک طور پر چکی تھی انصافیت المقدس کو از سر نو آباد کیا اور نیز خاص عمارت بیت المقدس جسے نجات نشہ اور اسکی اولاد نے اکثر مقامات سے منہدم کر دیا بیت المقدس کی نسبت اگر مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرت سلیمان نے نبوی ہی اوردہ الی خاص عبادت گاہ قائم کیا

کر دیا تھا۔ ترجمیم اور تجدید کی جانب تجدید فرمائی۔ شہر مذکور کے اصلی باشندے نہایت طینت
 کے ساتھ پہر وہاں آباد ہوئے اور ہیکل اور تمام وہ مقامات جو مشرک اور عبادت کے بہت
 میں شامل تھے از سر نو قائم اور درست کیے گئے اسے اس کارروائی یعنی ترجمیم بیت المقدس
 کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کیا۔ ایسے ہی کئی تعمیر وغیرہ میں بڑی سیرجشی اور فیاضی سے بیدریغ
 روپیہ صرف کیا اور اپنے حیرتوں اور تمام ہڑے اور چھوٹے انصروں کو یہ حکم دیدیا تھا کہ
 جس قدر یہودی اطراف یہودیہ وغیرہ میں منتشر ہیں انکو لطاف اور ہر طرح کی خاطر داری
 اور حسب موقع احانت از مدال کے ذریعہ واپس بلایا جائے اور اس عمارت کے بنانے میں
 جس قدر روپیہ کی ضرورت یا سونے چاندی کے لگانے یا صرف کرنے کی یہ خواہش ہو وہ انکو
 حسب ضرورت اور بلاتال دیا جائے اور نیز وہ جانور بھی قربانی کرتے تھے اور یہودی بھی
 قربانیوں سے تمناات اخروی کا یقین کرتے تھے بلاتر دو مال انکے واسطے فراہم
 کیے جاتے تھے۔

دیکھا کہ اس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اسے تعمیر مذکور یعنی بیت المقدس کی از سر نو عمارت
 کی تیاری اور اسکی بربادی اور یہودیوں کی تباہی و قتل اسیری کے تشر برس بعد کی تھی
 اور بعض مورخین جو تفسیریں وغیرہ کی پر اسے ہے کہ یہ دہلیم کی از سر نو تعمیر جو دیکھا کہ اس کے تباہی
 سے ہوئی وہ جملہ نجات نصیر اور اسکے ماتم سے فتح و بربادی بیت المقدس اور یہودیوں
 کی گرفتاری اور جلا وطن بابل کے ایک سو بیس برس بعد ہوئی تھی۔ تو ریت سے زیادہ تر
 اس زمانہ کی کوئی معتبر تاریخ اہل مذہب الہام کے نزدیک نہیں تو ارباب سستی سے اس سے
 حسب ذیل منہدم خواہر کیا جاتا ہے کہ دیکھا کہ اس شاہ ایران کے پہلے سال ہجراتی میں خدا نے
 یہ مہیا کے اس ارشاد کی پوری تکمیل ہو گئی یعنی خدا نے دیکھا کہ اس کی روح اور دل کو اس بات پر
 آمادہ کیا کہ اس نے اپنی تمام عظمت میں یہ فرمان شایع کرا دیا کہ جبکہ یہ مضمون تھا کہ دیکھا کہ اس نے
 ایران حکم دیتا اور احاطن کرتا ہے کہ خدا نے کریم نے جو زمینوں کا بادشاہ ہے مجھ کو دے زمین

بقیہ صفحہ ۱۰۰ ملحقہ اسرائیل کی تہی جہی عظمت و عظمت و سوقت ہو چو یوں اور نصیر یوں اور اہل سلام کے دونوں
 و سوقت تک موجود ہے۔ ۱۰۰ متر جہت مذکور ایک کافر اور نہایت ظالم بادشاہ بابل تھا جسکا ذکر کسی موقع پر کیا جائیگا۔ اسے
 بیت المقدس پر حملہ کر کے انکو لوٹا اور یہودیوں کو ایک بڑی مقدار میں قتل کر کے اسقدر یہودیوں کو قید کر کے بابل میں لے گیا
 تھا اور اسے غلامی اور فیصل کام کرانے جاتے تھے اور عظمت کے معاملات میں انکو کوئی حق حاصل نہ تھا۔ نیز قریب ۱۰۰

کی سلطنت عطا کی ہے اور جگہوں سے یہ قسطنطنیہ میں جو ارض یہودیہ میں واقع ہے ایک مکان تعمیر کیا
 حکم دیا ہے تمام بیت پرست اور کفار موزین قدیم نے نہایت پیہرہ طرز سے اس امر کو اظہار
 کیا ہے کہ کیا کوس سلطنت ایرانی پرچم باپ اور اناؤں کا ایک نہایت شفیق مزی تھا وہ دراصل
 ایران کے استحکام کا بانی تھا اور وہ سلطنت موصوف کے سلسلہ میں ایک ایسے خاندان کا سربراہ
 اگلے تھا جو زوال و بربادی بابل و کالہا کے بعد نہایت خشمت و اقتدار کے ساتھ ایران میں
 قائم ہوا تھا اور جسکی فرمانروائی کی وسعت سرزمین شام سے لیکر ہندوستان تک پہنچی ہوئی تھی
 اور دوسری طرف مالاکہ و سس اسکے قبضہ میں تھے اور ایک جانب فتن اور نبوت میں اور تمام
 جنگوں میں ابھی عکساری ہو گئی تھی۔

آخر میں اور کسٹالو اور پکوارج موزین نے وہ کتاب جو دھمکیا کوس پر لکھی تھی اور جو سکند
 کو اتفاق سے مل گئی تھی اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس پر خط ز ندیں عبارت پیل کندہ تھی
 و ادفا پذیران کی جہتی میں کیا کوس فرزند کیکاؤس شہنشاہ ایران جون جسے ایسی بڑی سلطنت
 ایران کو قائم کیا کہ جہاں آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا اور تمام ایشیا پر فرمانروائی کی تھی جگہ جگہ
 متعقد اور جنت سلطنت کی یادگار پر رشک و حسد نہ کرنا چاہئے بہر حال اسیں شک نہیں
 کہ نہایت جنگی کتبوں اور اپنے پتروں پر درج ہونے کے کیا کوس کا نام ان بیافوں میں
 جو پیشین گوئی بھی جاتی ہیں زیادہ حصہ قدام دیر قرار دینا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جسے مذکورہ
 طرز طریقے پر احکام ابھی کی تعمیل کی وہ ایک معمولی حکمران نہیں تھا بلکہ ایک بہت ہی بڑے
 اور طاقتور بادشاہ تھا جو بیشتر اقوام کا قائم اور مظلوم یہودیوں کی اور نجات کا اصلی باعث تھا
 بابل کے متعلق جتھر مذہبی یا انبیاء کے ارشادات بطور تاریخ سمجھے جاتے ہیں۔ اسے صرف
 یہی امر ثابت نہیں ہوتا ہے صرف کہ کیا کوس ہی نے اس شہر پر قبضہ اور تسلط نہیں کیا ہے
 اور نیز بحال مرحمت شاہانہ انجیو شہر بس کی اسی سربانی اسرائیل کی رسم اہل بابل کو اور انکی
 ایک مسلسل معصیت اور فلاکت کو موقوف کیا بلکہ مختلف اقوام اور بڑے بڑے بادشاہوں
 نے سلطنت کالہ یا اور بابل پر اس کے اپنی زبانوں میں یوشین کی ہیں اور بہت نیلیوں اور پتین گذری
 ہیں اور بہت سی صدیوں کا دورہ ختم ہوتا رہا ہے کہ یہودیوں کی اس معصیت کا انتقام لیا
 گیا ہے جو بابل والوں سے نہایت سختی کے ساتھ اس کے واسطے ظہور پذیر ہوا تھا یہاں تک
 کہ بابل کے خلاف یہ شل مشہور ہو گئی تھی کہ کیسے بار بار اور کیسے سفاکانہ طریقوں سے ظلم

فتح کیا گیا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ بابل کے شہر بنیاد کی دیواریں ایسی تھیں کہ جو عجائب عالم میں شمار کی جاتیں تھیں اور جو بحفاظت اپنی بلندی اور استحکام کے انسانی کاریگری میں لاثانی سمجھی جاتی تھیں اور مورخین قدیم بالاتفاق اس بات کو لکھتے ہیں کہ دیوار ہائے مذکور اس قدر مستحکم بنیاد پر تعمیر ہوئی تھیں اور ایسی مضبوط بنائی گئی تھیں کہ یہ بات کی طرح سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ کسی انسانی قوت کا ایسا اسکان ہو کہ جس سے بالی سحر کیا جاسکے اسکے برچوں اور حصار پر اگر کوئی ہمدردہ اپنی حفاظت کا کیا جاتا تو کچھ ہی مدت میں تنہا کیونکہ با شہدگان شہر بابل اور اسکے پیما ہی جو دشمنوں سے آخر زمانہ میں بر سر میدان مقابلہ کرنے سے ڈرتے تھے وہ ہمیشہ اس شہر بنیاد کے اندر محفوظ رہتے تھے اور انکو اپنے شہر کی دیواروں پر اس درجہ غرور تھا کہ جس زمانہ میں پارسیا والے صف ہاندہ کے دیوار مذکور کے نیچے سے گزے تھے تو اہل بابل اپنی دیواروں کے اوپر بیٹھے ہوئے حملہ آوروں پر بڑی حقارت کے ساتھ ہٹھ مارتے تھے اور اپنی بلند آوازوں کے ساتھ شہر اقبال دلائے اور طعنہ زنی کرتے تھے۔

لیکن باہینہ یعنی اگرچہ ایسے زبردست اسباب اہل بابل کے نزدیک حفاظت شہر و اہل شہر کے لئے انکے قبضہ خستیاں میں تھے جس سے یہ کہیں یقین نہ ہو سکتا تھا کہ کسی طرح اس شہر اور ملک پر کسی زبردست سے زبردست حملہ آور کو ہی فتح حاصل ہوگی اگرچہ وقت شہر آج سے راسخی بربادی پر سایہ ڈالا اور جو وقت اہل خدا سے وحدہ لا شریک کی مرعفی قاطع طور پر کسی بربادی کے واسطے ممکن ہو گئی اور اسکے حکم کا وقت آیا تو نہایت سہل طور پر اسکے فتح کر لیا گیا اور باوجود اس قدر استحکام دیوار ہائے شہر بنیاد اور ایسے عظیم الشان فوج و لشکر کے اہل بابل اپنی جانوں اور تمام شہر اور ملک بابل و کالڈیا کو محفوظ نہ کر سکے۔

کیونکہ اس اگرچہ ابتداً جبکہ اسکی دیواروں کے قریب پہنچا ہے تو سپر فتح حاصل کرنے سے ناامید ہو گیا تھا مگر آخر کار اسے اس کا ردائی سے کٹنا اقوم کو بابل کے خلاف جنگ و سپیکار پر آمادہ کر دیا تھا اپنے ارادے اور منصوبے میں بخوبی کامیاب ہوا اور بابل کو اسنے بڑی جاہ و شہر

لے بعض مورخین قدیم کی تحقیقات میں ظاہر ہوا کہ اہل اور جن روایات کا ذکر میں چلا ہے وہ حکومت بابل کے تیسری انجام دینے والے بادشاہ تھیں تاکہ سائرس کبھی نہیں بن گیا سائرس بن گیا بلکہ دوشاہ ایران تھا جو بد و رستم و شان شینانی و غیرہ تمام ہر علم ایشیا اور اکثر حصص یورپ پر قابض ہو گیا تھا و سائنس کی قوم تاریخ ۱۱

اور شوکتِ شان کے نہایت ہی قلیل زمانہ میں فتح کر لیا۔
 بعض مورخین کے نزدیک کیکاؤس کے ہی زمانہ میں بابل کی تباہی ہوئی لیکن کچھ اسکاتھ
 ہے کہ سولہائے خاندان شاہی کے نیست و نابود کرنے کے اسے کوئی اور کارروائی اس
 قسم کی نہیں کی جس سے سلطنتِ بابل کا نشانِ صفحہ ہستی سے مٹ جائے مگر جو پیشین
 گوئیوں پوری ہوئے والی تھیں وہ اپنی تکمیل سے اس بات کو بخوبی ظاہر و ثابت کرتی ہیں کہ
 کیکاؤس کے بعد مسلسلہ وار مختلف اقوام نے اپنے اپنے زمانے میں یورش اور حملہ کر کے
 بابل کو تخریب کیا اور آخر ایک خاص زمانہ میں رومی حملہ آوروں نے تو ایسا اسکو برباد و تاراج
 تاراج کیا اور ایسی اسکی پامالی رو کر دی کہ بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنی بنیادین تک ایک ٹکڑے پر
 اور اسکی اینٹ سے اینٹ بچا دی۔

کیکاؤس کے زمانہ میں اسکی بیٹے کا لدا یا اور بابل کی عظمت کی اور شان و شوکت کو چندان حد
 نہیں پہنچا تھا کیونکہ کیکاؤس بقول بعض مورخین کے اسکا برباد کر لے والا نہیں تھا بلکہ اسنے
 نہایت عمدہ طریقوں اور مناسب ذرائع سے اس بات کی کوشش کو جاری رکھا تھا کہ تمام قوم
 میں شہرت و کور کی فضیلت اور بزرگی قدامت اور برقرار رہے اور اسکے بعد کوئی بادشاہ اسکا
 چالش نہیں ہوا اسکے واسطے شہرِ بابل اور نیز اپنی سلطنت کی حالت کو نہایت اعلیٰ درجہ کی
 قوت اور حشمت کے ساتھ چھوڑ گیا تھا۔

دارایوش یا داراشہنشاہ ایران کی سلطنتِ بابل پر چڑھائی

اور شہرِ بابل کا قتل عام اور اس کی مسماری

کیکاؤس کے انتقال کے بعد اہل بابل کی حالت اگرچہ اسکے زمانہ فرمانروائی کے مانند
 کچھ عرصہ تک اطاعت فرمانبرداری ایران میں ایک خاص پیمانہ پر قائم رہی لیکن ایرانی
 سلطنت میں چند انقلابوں کے ہونے کے بعد جب دارا ابن داراب فرمانروائے فارس
 ہوا تو اسکے عہد میں اہل کالڈیا نے گورنمنٹ ایران سے غمزدگی اور بغاوت اختیار
 کی اور نہایت زبردست قوتِ سلطنت ایران کی قطعی مدافعت اور اسکی حکومت سے کالڈیا

طہور پر آزاد ہونے کی غرض سے انہوں نے بھید جوش اور عام سرگرمی کے ساتھ بڑی مٹی
 تیار کیاں لڑائی اور اپنی حفاظت کی علانیہ شروع کر دیں اور سلطنت مذکور کو نہایت سپاہی
 کے ساتھ سببات کی پہنچی دینا شروع کی کہ یا تو ایرانی حاکم اور مسکا تمام علاقہ اور فوج و لشکر اپنا
 پورا بار بھنا باندھ کر ہمارے چلا جائے ورنہ اہل بابل بے تامل قتل کر ڈالینگے اور سطح ایرانی لوگوں کو
 جو علمداری بابل میں رہتے ہیں ہشت و نابود کر دیں گے کہ انکا نام و نشان بھی نہ بلیگا اور اگر معاملہ
 طول ہوا اور لڑائی نے زیادہ زمانہ قبول کیا اور صولت جنگ سے ہٹو لینے اہل بابل کو نقصان
 پہنچنے کا اگر کوئی ہی اندیشہ ہم غری معلوم ہو گا تو وہ ایک ایسے شہر میں پناہ گزین ہو جائیں گے
 جو دنیا میں استحکام اور ہر قسم کی انتہائی حفاظت کے سامانوں کی موجودگی اور فراہمی میں
 اپنا نظیر نہیں رکھتا ہے اور جو چچاس برس تک بھی کسی زبردست حملہ آور کی تدبیر اور پورش
 سے تسخیر باخ نہیں ہو سکتا ہے جسوقت دارا پورش ردارام کو اہل بابل کی اس مشرت اور
 سرکشی کی اطلاع ہوئی اور نیز وہ اس امر سے آگاہ ہوا کہ اہل کالڈیائے کسطرچ اپنی حالت
 اور قوت کو اس لائق بنالیا ہے کہ وہ ایران جیسی سلطنت کی اطاعت سے ایسی تروی کا
 اظہار کرتے ہیں تو وہ حد درجہ مشتعل اور غضبناک ہوا اور شہر مذکور کی بربادی اور وہاں کے
 باشندوں اور سرکش سرداران کالڈیائی گوشمالی اور قلع و قمع کے واسطے ایک
 زبردست اور عظیم الشان لشکر تہوڑے عرصہ میں دارا سلطنت ایران میں فراہم کر لیا اور بعد
 کابل اطمینان اور سکھ اور مستقل ارادہ تغیر بابل کے اپنے تختہ ویراں سپاہیوں اور شہنشاہی
 اشخاص کو ہمراہ لیکر بابل کی طرف روانہ ہوا اور آخر نہایت تہوڑے عرصہ میں قصبوں
 اور وضعات بابل کو تباہ و بے چراغ کرتا ہوا دیوار شہر پناہ کے نیچے اگر خیمہ زن ہو گیا بابل
 والوں نے اگرچہ بڑے اتہام اور کابل تدبیر اور سرگرمی سے بعد متواتر لشکروں کے
 شہر میں اپنے محصور ہونے اور آسائش سے عرصہ تک قیام کرنے کا کال انتظام کر لیا تھا لیکن
 بدبختی سے انکی یہ جہد کار روئی تھی سرسراہٹی خرابی کا باعث ہوئی کیونکہ شہر کی اندرونی
 حالت بالکل زانہ حملہ کیا کوس کے خلاف تھی اور جو لوگ اسوقت دارا کے مقابل میں بڑے بڑے
 صف آرا ہوئے تھے وہ اگرچہ ایک طرح انجام کار سے واقف تھے تاہم وہ اکثر ان امور اور
 ضروریات سے غافل تھے کہ فرار بھی رسد اور قلع کی حالت کسی تشویشناک اور ناقص تھی اور نہ
 اس جانب کوئی خاص توجہ کی گئی تھی کہ غلہ اور خوراک کا خیال اور اسکی نگہداشت و فراہمی

ایسی قومی دشمن کی حملہ آوری اور محاصرو کے کابل طور سے رکھی جائے چنانچہ میں فرود گشت
اور غفلت کا نتیجہ اور میں غلطی کا خیا زہ نہایت جلد اہل کالدیا کے سامنے آیا اور پھر بھی غلط و غیر صحیح
قطعاً بلا شہر میں نہایت خوفناک طور سے ہینگئی تاہم اہل بابل نے یہ راہ رو کر لیا کہ جب طرح اور جہاں تک
ممکن ہو شہر پر دشمن کو اختیار یا قابو نہ دیا جائے چنانچہ اس قسم کے وسائل کے استحکام کی جانب انہوں
نے پوری پوری توجہ کی مگر اس کے ساتھ ہی ایک ایسی وحشتناک اور نہایت ظالمانہ تجویز کا عملدار آمدن
نے اس محاصرو کے اندر کیا ہے جس کے نے اور جبہ خیال کر نیسے سنگدل سے سنگدل آدمی کے ہاں
پر یہی دیکھنے لکھنے ہو جاتے ہیں یعنی انہوں نے تمام ملک کی عورتوں کو بہشتناک ماراں اور
صرف ایک عورت کے جو انکی خاندان میں بہت عزیز ہو اور صرف انکے کہانے پکانے کے مختص
اور کاروبار کو انجام دیکے سچ اپنے خورد سال بچوں اور ان عورتوں کے جو انکے سوا ہوں
ایک روز میں قتل کر ڈالا اسکی بہت بڑی وجہ مورخین نے یہ لکھی ہے کہ اہل بابل کو یہ خیال
پیدا ہو گیا تھا کہ انکے دیوتا انکی قربانی سے خوش ہو کر دشمنوں پر انکے فتح دلائیگے اور اس
جانگزا محاصرو سے انکو کابل نجات حاصل ہو جائے گی۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل بابل سحر و ساحری میں بہت مشغول تھے اور اس کارروائی کو
انہوں نے اپنے سحر کی تکمیل میں ہیٹ اور اپنے دیوتاؤں کی قربانی سمجھ کر کیا تھا۔ بہر حال
اہل کالدیا نے اپنے تمام آرام اور سہائش کو دارائے مقابلہ اور شہر کی نگہداشت میں مشغول
کر دیا تھا اور وہ ہمہ تن اس منصوبہ اور فکریں مصروف ہو گئے تھے کہ دشمن کے قابو سے
کسی طرح نجات اور خلاصی حاصل ہو۔

اور اس صحیح اور مقدس کلام میں پشین گوئی کا مضمون جو حضرت اشعیابنی کی زبانی ہوئی
ہی اُن خدا فراموش اہل کالدیا کی نہایت مذکورہ ظالمانہ طرز عمل سے پورا ہو گیا یہ دو باتیں
ایک دن میں تیرے واسطے ظہور پذیر ہو گئی سینے بچوں اور بیواؤں کی بربادی اور دنیا
میت و نابود کرنا اور یہ مصائب تیرے خاتمہ کے وسائل کی تجل کیلئے جو تیرے نزدیک
سحر و ساحری کے استحکام اور عمل کی باعث سمجھے جائیگے اور دراصل تیری سحر و ساحری
اور اسس بہ اعتقاد رکھنے اور ہر وقت مشغول رہنے سے بہرہ صورت ہو گی کیونکہ
تیری نہایت حبیبیت اور حد درجہ بد اعمالی تیری بربادی کی ضمانت کر چکی ہے
بہر حال گویا انہوں نے اپنا خاتمہ خود پورا کر دیا۔ یکہ انہوں نے اپنی عورتوں کو جنس

انہی پر ہوش اور انکی ہشیان اور کثیر خدا میں ہوا میں اور اطفال شامل تھے اپنے ہاتھ سے پہنک
 دیکر بار ڈالا اور یہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے بیک ایک لکھ اور ایک رات میں لگن گیا۔
 اور جس طرح بہترین یا اور کسی قسم کی قربانی کے جائز ذبح کے واسطے مقرب ہونے میں ایسی ہی صورت
 اس کا مردانی ظمانہ کی بھی تھی ایک سورج گھٹا ہے کہ اس تاریخ میلاد کی کے قتل کی بری
 نسبت ہوئی تھی کہ بعد اس ہنگامہ کے فرد ہونے کے اطراف اور ہمارے صورجیات مطلق ہے
 وچاس ہزار عورتیں خاص شہر بابل میں اس غرض سے طلب کی گئی تھیں کہ وہ انکی جگہ سمی جان
 جو مقتول ہو چکی تھیں اور اگرچہ انہوں نے اپنی ماؤں کی زندگی کی اہمیت بڑی حفاظت کی تھی
 لیکن درجہ عام مقتول صغیر سن اطفال کے تمام شہریں ایک عجیب عبرت انگیز اور اندویشناک
 ناظر پر یا تھا اور یہ سب نتیجہ انکی عید و شہید پر عمل کا تھا کہ یہ عزت نفسانی نے انکو استعد
 اند کا رو دیا تھا کہ وہ قتل نفوس پر اپنی ہوس گئے اور اسلئے یہ امر بخوبی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ انکی -
 و عملی نے خود انکو یہ کسی خاص خاموشی دشمن کی دست درازی کی بنا دہرا دکر دیا۔ اور جس
 غرض سے یہ غرضی انھوں نے اختیار کی تھی وہ اپنی کامیابی انکو حال زندگی
 خلا کہ اس اہم نمانیت سخت اندوہناک فیصلہ انکی قسمت انکے واسطے کر سکتے تھے اور اسے علم
 انچیز غرضی سے وہ کر چکے تھے تاہم انکو اپنی برائی سے باز آنے کے واسطے کوئی بھی نہیں
 حاصل ہوا بعد باوجود اس قدر قدرت انگیز قتل کے ہی اس آخری فیصلے سے اپنے کو محفوظ نہ کر سکا
 جو دشمنوں کے ہاتھ سے ظور پذیر ہوا تھا اور بابل کی برائی کی یہ عملی کے لئے ایک نمانیت ہی
 مناسب فیصلہ تھا۔
 انہوں نے اس قتل اور غرضی سے یہ یقین کر لیا تھا اور کالی طور سے وہ اس اعتقاد کو اپنے
 دل میں راسخ کر چکے تھے کہ عام کی غذا اور شدید بلائے قحط اور نہایت خوفناک دشمنوں کے
 ہاتھ سے قتل و غارت اور پر ہا ہونے کی نسبت انکی یہ حالت نہایت ہی سوزوں ہے اور یہ
 ضرور ہے کہ اس پرادی بخش اندیشہ سے انکو لڑے لڑے نجات حاصل ہو جائے گی
 اگر یہ خیال انکا بالکل غلط تھا اور سر اسرا انکی بدستوری اور غلطی انجام پڑا تو واضح تھا کہ چونکہ
 اگرچہ اب اس اندیشہ سے کوئی کام نہیں چل سکتا تھا جو قبضہ بابل کے حصول میں اسے سابق
 عملہ اور اپنے شہنشاہ کیس کا دس نے کی تھیں اور گو محاصرین کے ہر ایک طرح کے حلہ اور حال
 بالریوں کی ترور اور جواب ان محاصرین نے دیدیا تھا مگر جب ہم اس انجام پر غور کریں کہ

کے طرح دارا اور اسکی فوج شہر پر قابض اور اسطرح ہو گئی اور کس طرح اسنے تمام باشندگان بابل کو قتل
عام کیا اور ایک عجیب طریقہ غریزی سے تخت نصر کے خاندان کو بالکل ہی نیست و نابود کر دیا
کیا۔ شہر بابل کے اندرونی عمارتیں توڑ ڈالی گئیں اور ایوان شاہی خراب اور بابل کے گئے
اور شہر مذکور کی عجیب تہیں اور حکم تہیں دیواریں مہدم کر دی گئیں تو یہ امر بخوبی دریافت ہو چکا
کہ دارا ابن وارباب نے کس طرح بابل کی بربادی میں کامیابی حاصل کی اور نیز آپ کا محاصرہ جو
ایک خاص عرصہ تک بابل کے گرد ہوا وہ فضول اور بے سود نہیں تھا اور اسنے دارا کی زندگی
کی فتح بابل قدیم میں خاص طور سے لکھی گئی ہے اس موقع پر ایک عجیب واقعہ کے ذکر کو
ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح دارا نے شہر بابل پر فتح پائی اور قبضہ حاصل کیا تھا۔
اصل یہ ہے کہ دارا اگرچہ بابلے جو شہر مغرب سے تھک کر آنے کے بعد دیوار بابلے شہر
پناہ کے نیچے پہنچ گیا تھا اور اسکی چنچر اور فتح کرنے کی ہزاروں تدبیریں اسکی تہیں لگ گئی
کو شمش کا مہاب ہوتی تھی اور پورا ایک سال اسطرح محاصرہ کو گذر گیا اور کوئی صورت
دارا کو بچنے اور آدمیوں کی کامیابی کی نہیں معلوم ہوئی تو وہ نہایت سخت پریشان اور مضطرب ہوا
اور قریب تھا کہ وہ فتح شہر سے دست بردار ہو جائے مگر سال کے محزون میں ایک سردار
ایرانی کی بغض جسکے تمام بدن پر برہنگہ زخم لگائے گئے تھے گویا زخموں میں اسکو چر کر دیا
تھا اور اسنے کان اور ناک بھی کٹے ہوئے تھے شہر بابل کے ایک دروازہ پر پائی گئی
جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ گواہی کوئی نہتہ بدھرم نہیں کیا ہے تو ایسی کارروائی خواہ
کسی کی طرف سے جو نہایت ظالمانہ اور خسیانہ بھی جاسکتی ہے بہر حال یہ شخص دارا کا
خاص مستد بیان کیا جاتا ہے اور مورخین کہتے ہیں کہ اگرچہ زخموں میں چر ہو کر حالت بد
میں وہاں سے بھاگتا لیکن دروازہ شہر پہنچا بالکل مدہوش ہو گیا اور اپنی جان کسی طرح بچ گیا
دارا کے ہاتھ سے بچا کر بابل کے دیوار کے نیچے آکر پڑ گیا تھا اہل بابل پہلے یہ سمجھے تھے کہ یہ
کوئی اونٹن کی شکاری ایرانی کیمپ سے مردہ حالت میں یہاں پسینہ یا گیا ہے لیکن کچھ عرصہ
کے بعد انکو دریافت ہوا کہ شخص مذکور کوئی معوی آدمی نہیں ہے بلکہ یہ شخص لشکران ایران
کا ایک زبردست سردار و فائز ہے۔

بہر حال جس طرح مگن ہوا شہر والوں نے اسکو اندر بلا دیا اور اس سے اس سال کی بابت جو
شخص مذکور پر گذر رہا تھا مفصل کیفیت پوچھی اسنے زخموں کی تکلیف اور خون کے بکھرت نکلا

کی وجہ سے کوئی تفصیلی جواب اُنکو نہ دیا کیونکہ اس میں بات کرنے کی قوت باطل تھی تاہم اسے
اس قدر جواب دیا کہ میری حالت بہت طویل ہے میں جیسا کہ منکو بھی معلوم ہو گا سلطنت ایران
کا ایک نہایت نامی سردار ہوں میں نے کوئی بھی جرم یا بادشاہ کا نہیں کیا ہے اگر میں اپنے نزدیک
کسی خطا و غلطی کا مرتکب ہوا ہوں بلکہ اپنے دارا کو اس عزت کے قائم رکھنے کی غرض سے جو
ہزار ہا برس سے سلطنت ایران کو حاصل ہے یہ مشورہ دیا تاکہ وہ اب اپنا محاصرہ اس شہر
سے گروے اٹھائے اور اپنی اس کل جمعیت اور فوج و لشکر کے ساتھ یہاں سے بظور است
اپنی دار السلطنت کو واپس چلا جائے کیونکہ بظاہر اس شہر کی متخیر اور فتح کی کوئی ترمیم نظر نہیں
آتی ہے اور نہ کوئی امید اس پر قبضہ حاصل کرنے کی معلوم ہوتی ہے۔ جس میں اس پر فتح حاصل
کرنا محال ہے مگر میری یہ صلاح جو محض یہی خواہی سلطنت اور ہوا خواہی ملک و ملت پر مبنی
تھی شہنشاہ کو قطعاً نا پسند ہوئی اور معلوم نہیں کس خیال سے بظاہر شاید یہ سمجھا کہ اس قسم
کی مشورہ لشکر ایران میں یہ بڑی دل پیدا کر دیکھا یا یہ خفیہ دشمنوں سے لگیا ہے بہر حال ان
عجیب و ہی خیالات اور محض فرضی قیاسات کے اصول پر دارا نے مجھ پر اس سزا و عظیم
کو رد کیا اور اس طرح نہایت تکلیف دیکر سخت میری جی کے ساتھ مجھ کو زخمی کیا اور سب سے زیادہ
بڑی تکلیف جو زخمی ہونے سے ہی میرے واسطے بڑی ہوئی ہے یہ تھی کہ بادشاہ نے میرا درجہ
اور خطاب چھین کر میرے سامنے میرے دشمن کو دیدیا اور میرا اس طرح کا حال خراب کر کے اپنی
فوج سے نکلا کر اور شاید مجھ کو مدہ بچھ کر دروازہ شہر نہاہ پر پہنچا دیا اس عجیب طول طویل روایت
کے بیان کرنے کے بعد زعفران نے اہل شہر کو یقین دلایا کہ میں اب تمہاری پناہ میں آیا
ہوں بلکہ یہ بھی سمجھ لو کہ تمہاری عظمت پر ہی خواہی اور دارا اور اُنکو لشکر اور تمام ایرانیوں
کی تباہی اور بربادی اور غرابی کے واسطے آیا ہوں۔ اور جو تحلیقات میں نے اُٹھائی ہیں انہی
بابت بغیر شدہ انتقام لینے میں دارا کی عقب گزاری نہ کر دنگا اور میں اسکو ترک پہنچانے اور
تباہ کرنے کی سب سے زیادہ کوششیں کر چکا ہوں۔

بہر حال اس عجیب و غریب بیان اور قصے اور تفصیل پر جو زعفران نے اہل شہر کے سامنے
پیشی کیا اور سوز و گداز سے ظاہر کی تھی محصورین شہر بالخصوص ان اشخاص کو جو اس
بات کی دل سے خواہاں تھے کہ سرداران ایران میں کوئی تفرقہ یا فطری پیدا ہو جائے اور
طوے یقین آگیا کہ جو کچھ حکایت اس نے بیان کی ہے وہ سراسر سچ ہے اور اس پر اعتماد کیا

ضرورت ہے اور ہماری احانت اور طرفداری کے متعلق جو ارادہ اور منصوبہ اسنے ظاہر کیا ہے اسکو نہایت صداقت کے ساتھ پورا کر گیا اور اس بنیاد پر انکو رسبات سے بڑی خوشی ہوئی کہ کس طرح ایک ایسا بڑا سپردار لشکر دشمن کا اسنے شریک اور معین ہو گیا اور کیسے اعلیٰ درجہ کی صورت اور امید اس شخص کی بجائے یہاں آجائے اور دنیا بھر میں سے ہمارے واسطے دشمن کے بچے سے نجات پائے اور اسکو سخت فاحش دیکر بالکل غیبت و نابود کر دینے کے لگاؤ سے پیدا ہو گئی ہے اور آخر انکو مسقدر زو فائرس کے بیان پر و فوق ہوا کہ بغیر کسی قسم کے غور و فکر اور اندیشے اور تامل کے اور کسی قسم کے اندیشے اور پس و پیش کے انہوں نے اپنی ایک بڑی فوج کی کمان اسکو تفویض کر دی۔ زو فائرس نے اہل بابل کو نہایت مناسب طور سے یہہہ اطمینان دلایا تھا کہ جو کچھ مجھے سابق میں تمہارے مقابل میں نقصان پہنچ چکا ہے میں اسکی تلافی نہایت ہی سوزوں اور شائستہ طور پر کرونگا۔ بہر حال اسنے اس کا ردوائی اور مسقدر بنا اعتبار اور اعتماد اہل بابل میں پیدا کر لینے کے بعد پہلی تدبیر اپنی غرض مخفی کے بیٹے کی یہ تھی کہ شہر میں اپنے پہنچنے کے دسویں روز اسنے اہل بابل کو یہ مشورہ دیا کہ اسوقت اسرائیلی لشکر نہایت پیچھے کی حالت میں ہے لہذا کلمان دروازہ سے نکلکر مسقدر جمعیت فوج کے ساتھ راسپیشخون مارنا چاہیے چنانچہ اہل بابل نے اسکی تجویز کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اسکی دلیل قیامت کی صداقت اسنے ولوئیں اور زیادہ مستحکم ہو گئی اور آخر یہ تجویز مستحکم ہو گئی کہ اس شیخون کی کارروائی کو ضرور پورا کرنا چاہیے بالآخر ایک رات کو اسنے نہایت پوشیدہ طور پر دو تین دتے بابلی فوج کے ہمراہ لیکر شہر مذکور کے شہر آمنس نام دروازہ کی طرف سے دشمن پر دھاوا کیا اور اس حملہ سے اسنے مخالفین بابل یعنی دارا کی فوج کے ایک ہزار آدمی کو طر فہین میں قتل کر دیا اور اسی طرح اسنے دوبارہ نینان دروازہ کی طرف سے ایک مناسب فوج کے ساتھ شہر سے نکلکر اسرائیلیوں پر حملہ کیا اور بہرہوت سے آدمیوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گیا۔

اہل بابل کو اس جدید حالت کے پیدا ہونے سے اپنی قطعی کامیابی کے لیے کامل امیدیں پیدا ہو گئی تھیں اور ایک عجیب نئی تقویت اسنے خیالات اور ارادوں میں ایسی رہائی اور دشمن پر فحاشی کی عام طور سے یقینی سمجھی گئی تھی۔ اور اسنے ساتھ ہی زو فائرس کی تعریف ہر فرد لشکر کی زبان پر تھی آخر کار اسنے خدمات اور خیر خواہی کی مسقدر و قدر دانی اور توقیر کی گئی کہ اسکو اس تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا جو شہر بابل کے اندر محصور تھی اور اسرائیلیوں کی مدافعت

میں اس قدر غمی کے ساتھ مصروف تھی۔ اس عرصہ میں ایرانی لوگ بہت ہوشیار نظر آتے تھے
 اور بیل دھڑک اٹھی، قحطیات کو اس قدر اور زیادتی رہی کہ محصورین نے حسب مشورہ زعفران
 بی شہر کے اندر سے نکل کر کسی اور جگہ کی حرکت کی مگر اس زمانہ کے گزرنے کے بعد بھی وہاں
 بڑی دلیوری اور بجالا لکی کے ساتھ اپنی فوج کے ایک بہت بڑے حصہ کو ہمراہ لیکر شہر کے کالہ
 دروازہ سے باہر نکلا اور ایرانی لشکر پر اس زور و شور سے مگر اگر ان کو ذرا بھی سنبھلنے اور مقابلہ
 کی مہلت نہ ملی اور آٹا خانقاہم ہزار آدمیوں کو قتل کر کے نہایت تیزی کے ساتھ شہر میں
 واپس داخل ہو گیا۔ اسکار نمایاں دوسرے جلیل اور باقیہ خدمت کے طور پر بیچنے سے نہ
 صرف اسکے زعفران میں کمی دلاوری اور قحطی اور فتنوں جگ سے اسکی وہ کیفیت اہل شہر
 پر آشوب ہوئی بلکہ ان کو یہی یقین ہو گیا کہ یہ یورے طور سے ہلے لکے کو دشمنوں کے حملہ کے
 چاہیچھا اور جو وہ وہ شکلات و پیش میں انکو ایک ایک کر کے اسی طرح نیست و نابود کر دیا
 اور اس اعتبار کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہوں نے فقط اپنے تمام فوج کے اگلے کمان ہی اس کے سپرد
 نہیں کر دی بلکہ اسکو ایک ایسا نہایت ہی اہم عہدہ اور خدمت سپرد کر دی جسکے واسطے
 یہ تمام درد سوزی مولی تھی اور ایسی غوریزی کی کارروائی گوارا کی تھی اور جو شخص انحال
 اسکی دلی مرضی اور رضا پیش کے بموجب اسکی اقبال مندی اور مدد ہی اور اسکی عجیب و غریب
 نے نہایت مناسب اسلوب پر اس کے اختیار میں دی میں نے شہر پناہ کی دیواروں اور دروازوں
 کی حفاظت اور نگہبانی بڑی عقدا اور عہد پارہ کامل و فوق کے ساتھ اس کے سپرد کر دی
 گئی دار کو اگرچہ زعفران میں کے متواتر دلیرانہ حملوں سے بظاہر ایک سخت نقصان اور عہدہ
 سبب چار یا اور اس کے جان باز باہمی ایک خاص جماعت کے کثیر تعداد میں قتل ہو چکے تھے
 تاہم وہ نہایت استحکام اور عقدا اور اطمینان کے ساتھ شہر پناہ کی طرف بڑبڑا چلا آتا تھا
 یہاں تک کہ ایک روز شہنشاہ مذکور باطل دیواروں کے لیے پہنچ گیا اور کسی خاص وقت
 کے انتظار میں اس نے وہاں اپنے ڈیرے والے سپہ اور اس عرصہ میں اس کے دیواروں کی طرف
 سے جو حملہ آوری اور یورش ہوئی رہی اسکا بھی بخوبی جواب دیتا رہا۔
 تاہم ان کو آئندہ واقعات اور حالات پر ہر نہایت حیرت ہو گئی کہ زعفران میں کی یہ کارروائی
 ایک نہایت عجیب اور زیر دست حکمت عملی اور سخت مدبرانہ و خوابازی تھی جسکی اہمیت کی انکی
 اور اطلاع سے مساوی طور پر تمام لشکریات اور یہ محصورین اپنی سچے ایک کالہ اور اسیر

قطعاً نادان واقف تھے چنانچہ اسکی تکمیل اور خاتمہ اس طور پر ہوا کہ وہ خود تو دروازہ ہائے شہر کے قریب اپنے خاص خاص لوگوں کی جمعیت سے بطور ایک نیابت افسر کے مقیم رہا۔ اور تمام مسلح سپاہیوں کو شہر نیاہ کی دیوار پر حرا و یا غرض کہ اہل بال میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو کسی موقع پر دروازوں کے متعلق اگر کوئی کارروائی ہو تو اسکو روک سکے اور نہ انکو اس قسم کا گمان تھا کہ زوقاٹرس کی خدمات ایسے خود غرضی اور حکمت عملی اور کسی خاص بہید کا مشہور ہیں پس اسے آنکھ ابھی بخیر اور ایک عجیب بہتر باطن میں رکھا اور ایک روز رات کے وقت جب کہ اہل بابل زوقاٹرس پر کامل اعتماد کیے دیوار ہائے شہر سے غافل شراب نشینی میں مصروف تھے نہایت چمکتے کے ساتھ شہر کے دروازے جو میلڈکن اور کین دروازوں کے نام سے مشہور تھے کھول دیے اور ایرانی بہادران اور صف کشکوں کی ایک بڑی جمعیت کو جو دیوار شہر کے قریب ان دروازوں کے پاس لگی چوی تھی ایک دم سے اندر بلا لیا اس واقعہ کی اطلاع سے ناظرین کو کمال حیرت ہوئی کہ اسوقت تک جو کارروائی زوقاٹرس نے کی اسکی اطلاع سوائے خاص دارا اور زوقاٹرس کے اور کسی کو بھی نہ تھی اور یہ امر ہی قابل غلام ہے کہ اس کارروائی اور تدبیر کا موجد اور بانی خود زوقاٹرس تھا جسکی تفصیل اسطر جبر ہے کہ یہ دروازہ جیکہ محاصرہ کو بہت طویل ہوا اور دشمنوں کو جو بہر چند کہ محصور تھے مگر بوجہ گذشتہ مسلسل جنگوں کے جنگی کاموں کا بہت بڑا تجربہ ہو چکا تھا اسباب پر آمادگی تھی کہ جطرح ممکن ہو دارا کی نظر و زیادتی اور محاصرہ کا کال دفعیہ کیا جائے۔

دارا نے ایک کیڑی آئندہ حالت محاصرہ وغیرہ کی نسبت اپنی خاص خیمے میں منعقد کی اور بڑے بڑے سرداران ملکی اور جنگی سپہیں جمع کیے اور ہر ایک سے اس بات راسے پوچھی کہ محاصرہ طویل ہوتا جاتا ہے محصورین۔ اگرچہ شہر سے ٹھکر میدان باری نہیں کرتے ہیں لیکن جب قوم پاتے ہیں ہماری فوج کو شہر سے نقصان پہنچا جائے ہیں اور شہر نیاہ کے استحکام کی حالت یہی پوشیدہ نہیں ہے اور اگرچہ اندرون شہر کا مفصل حال معلوم نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ محصورین بہترن اسباب پر آمادہ ہیں کہ اس کوشش میں سرگرمی سے مصروف ہیں کہ جو ہر ممکن ہو محاصرہ اٹھا دیا جائے۔

ہماری فوج میں دشمن کے سرزمین ہونے کے باعث سد بہت کم رہی ہے جس سے نہایت مصیبت اور غمراہی کے پیش آ جانے کا اندیشہ ہے۔ دارا کی اس تقریر پر حاضرین نے مختلف

رائس ظاہر کیں اور جتنے سرداران سلطنت حاضر تھے انہوں نے کوئی نہ کوئی مجبوری جو اس کے عقل
 میں اس وقت آئی اسکو دارا کے حضور میں پیش کیا مگر ان تدابیر میں سے کوئی ایسی نہ آئی اور چونکہ
 نہ ہی جیسر دارا کو ملینان ہوتا اور جسکے عہد آمد پر وہ فوراً آمادہ ہو جاتا۔ بہر حال ان سب مشاغل
 میں سے ایک سردار جسکا نام زو فائرس تھا اور جو دارا کا بہت بڑا رفیق اور نہایت بہادر
 اور مددگار ایرانی تھا نے ایک عجیب رائے ظاہر کی جسکو شکر بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور اسکے ساتھ
 ہی تمام ایرانی سردار اس سے بھڑک گئے یعنی اسنے بادشاہ سے یہ کہہا کہ میرے نزدیک سلطنت
 ایران خود ایسی ہیست اور نہ دست ہے کہ ہر کو اسکا ہی انتظام شکل دشوار ہے سلطنت بابل پر
 جو جہاں پناہ نے چڑھائی کی ہے اول تو اسکی تسخیر اور فتح ناممکنات سے ہے اور اسکے علاوہ
 اسکے انتظام کے واسطے ایک جداگانہ نہایت ہی خیر خواہ علی اور منظم اشخاص کی ضرورت ہوگی
 ظاہر ہے کہ ایسے لوگ بکثرت کہاٹھے دستیاب ہو سکیں گے اور قطع نظر اسکے بابل پر جس غرض سے
 فوج کشی کی گئی ہے یعنی وصول خراج اور اطاعت کی غرض سے وہ بوجہ بدل جانے حالات اور
 سرداران بابل کے اب بالکل بے سود یقین کی جاسکتی ہے لہذا میرے نزدیک یہ محاصرہ اٹھایا
 جائے اور ہر جو صحت اور عزت و آبرو کے ساتھ اپنے ملک کو فوراً واپس چلا جانا چاہیے اور اگر
 ملک بابل کی فتح و تسخیر ایسی ہی ضروری ہے تو ہم کسی خاص موقع پر دوبار اس ملک پر حسب مرضی و
 اطمینان فوج بھیج کر سکتے ہیں جسکے ذریعہ پر آسانی یہ ملک ہمارے قبضہ میں آ سکتا ہے۔ ظاہر ہے
 کہ یہ جواب زو فائرس کا اسقدر مصیبت اور اخراجات کے اٹھانے اور ایسے متواتر حملات
 ہو چکنے اور طرح طرح کی دقتیں برداشت کر لے اور ملک بابل کے ایک بہت بڑے حصے کے فتح
 کر لینے اور نیز دیوار شہر پناہ کے محاصرہ کا ردایوں کے لحاظ سے کستدر عجیب و غریب تھا جسکے
 یہ مننے سمجھ گئے تھے کہ زو فائرس باطن میں اہل بابل سے لگیا ہے اور نیز وہ شاہ ایران سے
 دغا بازی کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے اور اسکی اس قسم کے برتاؤ پر سخت خوف اور اندیشہ
 اس بات کا ہے کہ کسی خاص وقت پر اس سے کوئی نہایت نقصان رسان دغا بازی ہو
 چنانچہ اس قسم کا الزام سیرر کہا گیا اور عدالت جنگی نے حسب الحکم شاہی اس کو بدخواہ
 سلطنت قرار دیکر اس کے قتل کا حکم دیدیا مگر دارا نے اس قتل کے حکم کی عوض میں یہ
 ترمیم کر دی کہ اس کے واسطے صرف اسقدر سزا کافی ہے کہ اس کو زنجیروں سے چور
 کر دیا جائے اور اسکے ناک کان کاٹ کر شہر بابل کے دروازہ پر ڈال دیا جائے تاکہ اسکو

معلوم ہو کہ ایسے خیالات ظاہر کرنے سے ایک شہنشاہی فوج کے ملازم کو کس قسم کی سزا بگھنٹی پڑتی ہے اور نیز اسکو اہل بابل و کالدا کی حمایت پر جو ہر دستگی دینے لگے ساتھ رحم کی غرض سے ظاہر کرنے پر آمادگی ہے لہذا اسکو یہی یہ دیکھنا چاہیے کہ یہہر اہل بابل کا شریک ہو کر کیا کر سکتا ہے اور نیز ایک وقت خاص میں کچے حایتوں یعنی بابل والوں کے ہاتھ اسکو قطعی میت و نابود کر دیا جائے تاکہ صلاح و عقل کو یہہر بات سبزی ظاہر ہو جائے کہ ایک ایسے بڑے سردار سلطنت کو اپنے کثیر کردار میں کیسی زبردست پاداش بگھنٹی پڑی ہے چنانچہ اس حکم شاہی کی فوراً تعمیل کی گئی اور جلادوں نے اس کے بدن کو شدید زخمی اور مجروح کر دیا اور اس کے ناک کان کاٹ کر اس حالت میں کہ خون کے شرارے اس کے جسم سے بہہ رہے بابل کی شہرناہ کے ایک دروازہ پر ڈال دیا۔

مگر اس سے زیادہ ایک اور عجیب امر ہے جسکو ناظرین کتاب بڑی دلچسپی سے پڑھیں گے یعنی زوفا نر یہ سطح بادشاہ کی خفگی اور عتاب اور اس کے زخمی کرنے کی تجویز پر اور کارروائی میں ایک ظالم ہنیدار منہتری اور جس سے سوائے دارا اور زوفا نر اس کے اور کوئی ہی واقف اور مطلع نہ تھا۔

اس واقع کی حلیت مورخین قدیم نے اس طرح لکھی ہے کہ انجن مذکور کے منعقد ہونے سے ایک روز قبل رات کو جبکہ دارا نہایت مضطرب اور فکر مند تھا اور بابل کے محاصرہ کو بہت طول پہنچ گیا تھا زوفا نر اس نے کہ ہر وقت اسکی خدمت میں موجود رہتا تھا اور کئی طلوت و جلوت کا حاضر باش و رفیق تھا اور بوجہ خاص مزاحم و عنایات شاہی کے ایک طرح کا گستاخ بھی تھا بادشاہ سے ایک روز تنہائی میں کہ اسوقت سوائے دارا اور زوفا نر اس کے تیسرا شخص موجود نہ تھا نہایت خوبی اور ادب کے ساتھ حسب ذیل مضمون عرض کیا درخواب عالی اس فکر کی خاص وجہ جب سپر اندازہ کرنے سے خیر خواہان نمک پروردہ کی روح کو پریشانی ہے کچھ ہی سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اگر اسقدر فکر شہر بابل کے طول محاصرہ کے باعث سے ہے تو نسبتاً اندوہ و فکر کے اسکو کامیابی کے ساتھ ختم کرنے کی جانب کوشش اور توجہ کرنی ضروری ہے اور اگرچہ ہنگام شہنشاہی نے اس معرکہ اور جنگ کی حلیت کی جانب پوری توجہ فرمائی ہے اور ان پہلوؤں کا اندازہ فرمایا ہے جو ایسے عظیم الشان رزم آرائیوں اور میدان آرائیوں کے نتیجوں سے متعلق ہوتے ہیں تاہم حضور ہنگام عالی کا یہہر قاعدہ

ہمیشہ سے رہا ہے کہ اپنے بندگان خاص الخاص کے بعض معروضات پر جو نہایت خیر خواہی اور ایک وفادارہ گرجوئی سے یا رہا پیش ہو کر رہیں بلکہ بعض حالتوں میں نہایت مرحمت سے بہرہ مند رہیں کا حکم ہی دیا گیا ہے۔ اور اس سے ایسے نتائج پیدا ہوئے ہیں جو حضور عالی کی کمال خوشنودی اور ان وفاداروں کی مزید عقیدت مندی اور اغراض و احترام کا باعث قرار پائے ہیں۔

شاہن کیانی اور پیشدہی عدالت شعار فرمانروا ایران میں اب تک جب قدر اور رنگ اکرانے ہوئے ہیں اور ایک بشار فرمانروائی کے سلسلے میں اپنی زبردست اور نمودار حکومت اس وقت آباد طبعی پہنچا کر چکے ہیں اگرچہ وہ سب آسمان دنیا کی نہایت تابندہ آستائے تھے تاہم اس میں صرف حضور مع النور ہی کی ذات محدث صفات کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نہایت اہم معاملات سلطنت اور دقیق رموز مملکت میں بندگان شہنشاہی کی رسلے اور تجاویز قطعہ کو نہایت وقعت کے ساتھ ایک عجیب لاثانی اور قابل اطمینان نتیجہ حاصل ہوتے دیکھا جاتا ہے اس کے علاوہ اصول فرمانروائی میں آج کل حضور کے مراسم اور عطاوفات شاہی سے بہت زیادہ کمی کر دی گئی ہے کہ نہایت جاں نثار ارکین سلطنت کی رامن اور نظام ملک کے متعلق انہی عام تجاویز حضرت شہنشاہی کی غور اور توجہ کے واسطے حسب موقع و ضرورت بخوبی و باک اور کسی قسم کی لمبی نال کے پیش ہوتی رہیں بہر حال جبکہ حضور بندگان عالی کی رائے میں سلطنت کے استحکام کے لیے ایسے مصلح یقینی سمجھ لیے گئے ہیں تو اس کے ساتھ ہی ضرور ہے کہ مشیران سلطنت اور قدیمی نکلزاران یا درشاہی اس وقت ایسی عقل و دانش اور تجربوں کا مجموعہ ہیں کہ جو ہر طرح قدم شاہی اور نیز اپنے ملک و قوم پر جان و جانے کیلئے آوازہ ہیں اور طے ہوا ان کے ذاتی قابلیت و محاسبی حضور بندگان عالی کے کمال اندازہ کر لیا ہی اس وقت جو ہنگامہ اور بحر کہ درپیش ہے اور کال دیا کے چند نامہ و سرگرد ہوش جو کمال جلد بازی ہمارے پیشکار سپاہیوں کو ایک قسم کی گھبراہٹ بھی دکھائی ہے اگرچہ یہ امر کوئی نہایت ہی اہم اور اہمیا مسئلہ نہیں ہے جس پر بندگان عالی کو کوئی خاص فکر یا غم نہیں ہو تاہم یہ حالت طوالت محاصرہ و تنہا خیال سے کہ چیونٹی ہی اگر دشمن ہو تو اسکو بڑے آسانی سے برباد کر دیتی ہے کسی وقت اس کے دفعہ کی تدبیروں اور کوششوں سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ اس بات کے اظہار کی جرات حاصل ہے کہ مستقبلہ تمام تر اندوہ اور محض ایک جان فرستہ فکر کے

حاضر دربار ہوتے ہیں وہ حکم شاهی کے بموجب صرف اس قدر سزا دیں کہ میں زخموں سے جو مہلک نہیں چور کر دیا جاؤں اور ناک کان کاٹ کر اور نیم مردہ کر کے مجھ کو شہر پناہ بابل کے ایک دروازہ پر ڈال دیا جائے۔

اس کے بعد جو کچھ نتیجہ پیدا ہو گا اس کو حضور خود آنکھوں سے دیکھینگے کہ کس آسانی سے اوکس شوکت و اقتدار کے ساتھ ہم بلادِ روم شہرِ بابل پر قابض ہو جائینگے اور اس کے نافرمان اور متبر و باشندوں اور کال دیا کے مغرور سرداروں کو تہ تیغ کر سکیں گے دارالے اس عجیب و غریب تجویز اور تدبیر کو جو زو فائرس نے نہایت صداقت دلی اور گر جوشی سے پیش کی تھی اور جو سر اسر جان شاهی اور طرح طرح کے خطرات سے جنکا اثر صرف زو فائرس کی جان پر پڑتا تھا معدوم تھی سنا اور کمال محنت کے ساتھ یہ جواب دیا کہ میں اسے میرے قدیم راز دار اور نہایت عزیز و فادارِ سلطنت (زو فائرس) اس تجویز میں تیرے جان جاتے رہنے کا کابل خطرہ ہے اور پھر یہی کوئی کابل یقین نہیں اپنے مطلب و منصوبہ کی کامیابی کا بیش نظائیں ہے بس جبکہ حالت ایسی مشتبہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس عظیم الشان شخص کی زندگی کیونکہ بیکو واپس مل سکتی ہے جس کی قیمت کا کوئی بھی اندازہ نہیں ہے اور گو سلطنتِ بابل پر ہم اور یہی تباہی سے کامیاب ہو سکتے ہیں لہذا میرے نزدیک ایسی کارروائی سر اسر مبیود ہوگی جس میں علاوہ نقصان کے میری بدنامی صدیوں تک رہیگی کہ فضول اُمید اور عجیب و غریب سوچ خیال پر ایک ایسا فادار سردار دشمنوں کے ایسے غضبناک گروہ اور ایک بے پناہ آتش جنگ میں دیدہ و دانستہ ڈال دیا گیا تمام زو فائرس نے دارالے اس ہمدردی آمیز انکار کی بابت ایک و فادار نہ سکو یہ ادا کیا اور نہایت معقولیت کے ساتھ سب بات کو ثابت کیا کہ اس تجویز کی کامیابی میں بشرطیکہ کامیابی کے زمانہ تک سوائے میرے اور آپ کے کوئی آگاہ نہ ہو شک و شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ دشمن نہایت پریشان اور ہر طرف سے بیرونی امداد کا نہایت تیرہ دل سے آرزو مند ہے اور وہ اس بات کا بھی خواہاں ہے کہ محاصرین (دیرانی فوج) میں کسی طرح نفاق پیدا ہو اسکے علاوہ جبکہ اسکو اس بات کا کابل یقین ہے کہ حضور بندگانِ عالمی کے جتنے احکام ہیں وہ نہایت اندازے کے ساتھ ہوتے ہیں پس میری مصلحت مذکورہ سزا دی وہ کسی رمز اور غرض خاص کے ساتھ کسی طرح نہیں خیال کر سکتے ہیں بلکہ انکے پاس بطور ایک تنبیہ اور پناہ گزین کے میرے پہنچنے

انہی رائے میں حد درجہ غنیمت ہوگا اور پہر اپنے فائدہ کی غرض سے میری امانت اور رضامندی وہ ضروری سمجھینگے اور جہانک ان کے امکان میں ہوگا وہ مجھے ساز و باز قائم کرنا اپنی نجات کے واسطے لازمی یقین کرینگے اور اسکے بعد جو حالات اور دفعات پیش آئیں گے اسکے متعلق وقت پر جو مصلحت لازم ہوگی اسکا عمل درآمد کرونگا گو اسکی اطلاع پیشگاہ سلطان میں پہنچ سکے مگر یہ ضرور ہے کہ میں فلاں فلاں کارروائی کرونگا اور بنظر ہو کہ دینے عام باشندگان بابل اور ہل کالیدیائی میں شہر سے نکل کر چند معمولی حملہ اپنی (دیرانی) فوج پر کر دنگا جمیں یقین ہے کہ خوزنری ہوگی اور یہ خوزنری ہماری ہی فوج کے نقصان کا ایک بہت بڑا جزو ہوگی مگر میرا خیال ہے کہ بندگان عالی میرے اس تمام سلسلہ کارروائی اور حکمت عملی پر لحاظ فرماینگے تو یہ امر بخوبی ثابت ہو جائیگا کہ اس سے بہتر اور کوئی تدبیر دانشمندانہ عرضہ سے اسوقت ایسے عظیم الشان شہر اور اس طرح کی گرجوئی اور خوزنری شدید دشمنوں کے تباہ کرنے اور ان پر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی نہیں ہو سکتی تھی۔

بہر حال زوفائرس نے اس معقولیت اور مناسبت کے ساتھ دارا کے سامنے اپنی تجویز کے پہلوؤں اور اسکے نکات کو پیش کیا اور سمجھایا کہ شاہ مذکور اس تجویز کے عمل درآمد پر رضی ہو گیا اور اسکے بعد جو کچھ کارروائی ہوئی وہ سب اول سے آخر تک ناظرین کے ملاحظہ میں گزر چکی ہے خلاصہ یہ کہ جو وقت سے زوفائرس دارا سے علیحدہ ہو کر شہر بابل میں مصنوعی طور سے پناہ گزین ہوا ہے اور ایرانی فوج کے شہر میں داخل ہونے تک جو کچھ کارروائی زوفائرس کی جانب سے ہوئی اسکو زوفائرس یا دارا کے سوا اور کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور باوجود اس امر کے کہ زوفائرس کے متواتر حملوں میں چند دستے ایرانی فوج کے گرفتار ہو گئے تھے شہر کے اندر حالت محاصرہ اور خاص زوفائرس کی نگرانی میں رکھی گئی اور نیز اسکے ہاتھ سے تقریباً سات ہزار ایرانی مختلف حملوں میں مارا گیا مگر دارا نے اسکا کچھ بھی خیال نہیں کیا جس سے شاہ سرداران فوج کو ایک عظیم حیرت اور تعجب دہشگیر تھا مگر وہ یہ بالکل نہ سمجھتے تھے کہ ایسے شخص کے مجروح کرنے کی معاوضہ میں جو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی دانشمندی سے تہوڑے حصہ میں انھو سلطنت بابل کا مالک اور قابض بنا دے گا یہ خوزنری کچھ ہی قدر وقیمت نہیں رکھتی ہے۔

بہر حال زوفائرس کی تجویز کے بموجب ایرانی فوج مذکورہ دروازوں سے شہر بابل میں داخل ہو گئی

تو اسنے فوراً دو دروازوں پر قبضہ کر لیا اور جب تک اہل شہر کو اس عجیب اور نہایت ہی خطرناک انقلاب کی خبر نہ ہو دارا کا اپنی کل جزائر فوج کے شہر میں داخل ہو گیا اور اسے بیدار بلے اور بلے اہل شہر کے قتل عام کا حکم دیدیا چنانچہ شمار کیا گیا ہے کہ اسی روز کے قتل عام میں صرف پانچ لاکھ ہر وہ خاندان بنیں مارے گئے تھے اور اس کے علاوہ عورتیں اور اطفال بھی بے شمار تیغ ہوئے اس خونریزی عظیم کے بعد دارا محل شاہی بابل میں ایک چیدہ ایرانی دستہ کے ساتھ گھس گیا اور اس حکمران کو جو کجخت انصر کی اولاد میں تھا اور جس کے مورث اسطو کو کیا وُس نے بعد فتح اس کا گناہ بایک لاکھ گنا کر دیا تھا گرفتار کر کے قتل کر دیا اسکے ساتھ اور بھی شاہزادے مارے گئے اور ہمارا تمام سامان جو باہر تھا اور سونے چاندی کا طہسم تھا لوٹ لیا گیا اور شاہی خاندان کی جہت عورتیں اس محل میں تھیں وہ قید کر کے ایران کو بھیج دی گئیں۔

اور بجائے وہاں کے اہل حکمران خاندان کے تمام صوبہ بابل و کالایا گورنرز و فارس سفر کیا گیا جسکی شیریں تر سر سے اتنی بڑی فتح ملا کہ دوسرا کواکب عالم ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ خوشین کی قابل توجہ فتح قبضہ شہر بابل کے بعد جو دارا نے کی وہ یہ تھی کہ بابل کے شہرناہ کی دیواریں ایک بڑے دیوار تک منہدم کر دی گئیں جس کے باعث محاصرین کو شہر پر آسانی سے قبضہ حاصل ہو جانے کی تدبیر تیز ہونے کے واسطے پیدا ہو گئی اور اسکے دروازے یعنی بغداد پورے سو کے اندر تھی بابل گرا کر مینٹ و نابو کردی گئی اور اس طرح پیشین گوئی پوری ہوئی کہ وہ بابل کی دیوار منہدم ہونے لگی اور اسکے دروازے گرا دیے جائینگے ہیر و دوش مورخ یونانی کے قول کے بموجب بابل کی یہ دوسری فتح تاریخ تھی اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ احکام آگے خدائے اراد کے بموجب جس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے کس طرح پورے ہوتے ہیں۔

بابل پر سکندر عظیم کا قبضہ

اگر مشرقین قدیم سمجھتے ہیں کہ دارا کی فتح کے بعد بابل کو سکندر عظیم نے فتح کیا تھا جس شہر کی شیریں بربادی شہر کی جاتی ہے مگر یہ بربادی دراصل مادری نہیں یقین کی گئی ہے کیونکہ خلاف ایرانیوں کے سکندر کا مذہب اہل بابل کے عقائد سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا۔ بابل پر سکندر کی حملہ اور پیدائش کی اصل یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ ایک زمانہ میں علاوہ ایشیا کے بہت بڑا حصہ یورپ بھی شاہان ایران کے ماتحت ہو گیا تھا اور اسکی سلطنتیں گور

ایران سالانہ مصنیعہ خراج دیتی تھیں چنانچہ یونانی حکومت بھی ایک تہوڑے عرصہ سے اسکو
 صلح فرماں ہوگئی تھی اور دارا کے زمانہ تک قلب رقیقوس ربا و شاہ ایران و مقدونہ وغیرہ
 معمولی خراج بہر سال سلطنت ایران کی نذر کرتا رہا تھا مگر آخر زمانہ فلیقوس میں جب دارا
 دارا تخت نشین ہوا تو یونان کی سلطنت میں فی نسبت میں گذشتہ کے ایک نہایت قابل
 اطمینان تباہ و لطمہ انظام میں ہوگیا تھا اور ایک عام قومی جوش اسباب پیدا ہو گیا تھا کہ
 آزادی اور ایران کی سلطنت کی اطاعت سے سبکدوشی حاصل کرنی چاہیے لیکن اس جوش
 کا اظہار جب فلیقوس میں پورے طور سے نہو سکا مگر جب تہوڑے زمانے کے بعد قلب رقیقوس
 مرگیا اور سکندر اسکا جانشین ہوا اور یونان کا تاج فرمانروائی ایک ایسے شخص کے سر پر کیا
 ہو جو تمام دنیا کی تخیل اور زیر نگین کرنے کا داعیہ رکھتا تھا تو اس انداز کی کچھ زیادتی
 سے بیکل ہوگئی اور بادشاہ موصوف نے اپنی تخت نشین ہونے کے بعد سلطنت ایران کو
 حسب قاعدہ خراج مذکور نہ روانہ کیا اور باوجود طلب انکار کیا تو اس نے بعد طویل خط و کتابت
 اپنی فوجوں کو جو سکندر کے ملک کی سرحد پر تھی جن میں کرنے اور حکم حاکم کرنے کا دیدیا۔
 گویا ایرانیوں نے بڑی دلیری سے سکندر کی سرحد پر حملہ کیا کہ وہ چھ دانائی سکندر اور اس کے رفقا
 اور سرداران سلطنت کے اس حملہ میں سخت ناکامی ہوئی اور ایرانی فوج وہاں سے ہٹا کر
 ایک اور مقام پر خیمہ زن ہوئی سکندر نے اس شکست کے بعد ایرانیوں کا تقاب ضروری سمجھا
 اور اب انکی رائے میں یہ امر قطعی ہو گیا کہ سلطنت ایران کا فتح کر لینا اس وقت ذرا ہی دشوار ہے
 کیونکہ دارا کی فوج کی حالت یو یابیوں کے مقابلے میں بہت ناقص تھی اور ایسے وہ ایک
 جہاز فوج کے ساتھ اس حصہ ملک کو جو عمارداری ایران میں داخل تھا فتح کرنا اور ایرانی فوجوں کو
 متواتر شکست دینا اور بابل کی سرحد کے قریب پہنچنا اور یہاں بعد کس قدر معمولی ہنگامہ کرنا
 کے اسنے خاص شہر بابل کا محاصرہ کر لیا۔ بابل کے دروازے اگرچہ دارا کے حکم سے بالکل
 گرا دیے گئے تھے تاہم نوادیوں ایرانی جنرل مصنیعہ بابل نے پناہ گزین کا کابل ایہام و انتظام
 کر لیا تھا اور یہاں تک نہیں ہے کہ اگر اہل شہر سکندر سے سازش کر کے شہر کے دروازے نہ
 کھول دیتے تو کیا ایک اسکالچ کرنا اور مذکورہ ایرانی جنرل بظلمہ حال کر آسان امر نہ تھا۔ چنانچہ
 قبضہ بابل کی اصل وجہ خیال کی گئی ہے یا جس آسانی سے اسکو شہر بابل ایرانی جنرل کے
 مقابلہ میں قبضہ حاصل ہوا ہے اسکا سبب مورخین کے نزدیک صرف یہی قرار پایا ہے کہ تمام

اہل شہر اور باشندگان بابل سکندر کے عقاید اور اسکے مذہب سے واقف تھے اور نیز وہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ بمقابلہ موجودہ افسران ایران کے اسکے سرداروں کی دانشمندی اور رحمدلی کیسی علی الاعلان اور باقیچہ مشہور ہو رہی ہے اور اسکے علاوہ وہ ایک قدیمی آتش اہتمام میں ہر وقت جو ایران کے خلاف اسکے دلوں میں مشتعل تھی سلگتی رہتی تھی بہر حال کچھ زمانہ تک سکندر بابل کی دیواروں کے نیچے پڑا رہا اور ایرانی محصور فوج پر غلبہ حاصل کرنے اور خاص شہر پر قبضہ کرنے کی بابت جو مشکلات اسکو پیش آئی تھیں وہ نہایت سخت تھیں اور بوجہ ایک زبردست مورچہ بندی اور مختلف وسائل پناہ گزین کے مناسب طرے سے تحمل ہونے کے یہ فاتح ایشیا عرصہ تک نہایت حیران اور پریشان رہا۔ بابل کے صل باشندے اگرچہ بظاہر ایرانی فوج کے شریک تھے مگر باطناً سکندر کے اس محاصرے سے نہایت خوش تھے اور وہ دیوار پر سے اپنی جدید بادشاہ اور اسکے فوج کی حملہ آوری کی حالت کو دیکھتے تھے اور اس تاک میں لگے ہوئے تھے کہ کس طرح اسکو شہر پر قبضہ دیکر اندر داخل کر لیا جائے چنانچہ ایک رات میں اس موقع کی بظاہر جہان خاص باشندگان بابل زیادہ تھے سکندر کی فوج کو کامیابی کا موقع مل گیا اور وہ جب تک ایرانی فوج ہوشیار ہو نہیں سکی داخل ہو گئی۔ ہر ایک نہایت شدید ہنگامہ اور سخت خونریزی کے بعد ایرانی جنرل عین معرکہ میں مارا گیا اور تمام شہر بابل اور سرزمین کا لہیا پر ایک ایسی قوم کا تسلط ہو گیا جو بہ لحاظ اپنی نسل در طرز و عادات اور علوم و فنون کے دنیا کے اقوام خصوصاً ان کا لہیا سے بالکل علیحدہ تھی گو مذہب میں کسی قدر زیادہ پرستی کے اعتبار سے بابل والوں کے ساتھ اسکو مشابہت ہو یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگرچہ اہل یونان دو ایک صدی سے تہذیب اور حکمت اور دانش میں دنیا کے واسطے ایک نہایت حیرتناک ترقی کی تاریخ قائم کر چکے تھے لیکن جسوقت انہوں نے بعد تخریب و قبضہ مملکت و خاص بابل اعظم کے اہل بابل و کا لہیا کی نہایت ہی ظلمی صنایع و بدایع اور اذیت حیرت انگیز ظرائع اور اسکے طریقہ معاشرت کی مجموعی حالت پر اندازہ کر لیا تو ان خیالات میں یہ امر مثال کر لیا تھا کہ اہل یونان کی موجودہ ترقی اور سرسہری بدیت اسکے مقابل میں کچھ ہی درجہ نہیں کہتی ہے اور جو کچھ دنیوی زندگی کو علیٰ اہلیار پہنچانے واسطے اسوقت تک باشندگان اسیر یا کر چکے ہیں اسکا مقدمہ ہی ابھی سکندر اعظم کی خاص قوم اور عایاگردہوں میں ابھی طے نہیں ہوا ہے اس قسم کے خیالات نہ صرف عام طور سے ان لوگوں کے تھے جو سکندر کی فوج کے سردار تھے بلکہ خود سکندر اعظم کی یہ رائے قرار پائی تھی کہ بابل کی

قدیم حالت صرف اسکی توجہ سے قائم ہونے کی محتاج ہے اور جو بہ لحاظ اس بات کے کہ طریقہ تمدن بابل سے اہل یونان کو عظیم فائدہ پہنچنے کا یقین کامل ہو سکتا ہے اہل یونان کی ایک نکل آہادگی کا مقتضایہ ہے کہ اسکو از سر نو قدیم طرز و وضع پر پہنچا دیا جائے یعنی بابل میں جہد خرابی دارا اور اس سے قبل کھیکاوس کے عہد اور فتوحات سے پیدا ہو گئی ہے وہ سکندر کے خاص کوشش سے بالکل رفع ہو سکتی ہے بالآخر شہنشاہ مذکورہ سکندر عظیم نے سابق حکم اور ان بابل کے خلاف اپنے خیالات کو اس شہر کی طرف بالکل بدل دیا نہایت اسکی رائے اس بات پر قائم ہو گئی کہ اس شہر کو از سر نو آباد کرنا چاہیے اور نیز اگر اسکو اپنی تمام مقبوضات ایشیا کا دارالصدر اور یا صرف کسی یونان کا دار السلطنت قرار دیا جائے تو یہاں سے یورپ اور ایشیا دونوں ملکوں پر چکراں ہو سکتی ہے اور تمام وہ شکلات اور حاجات جو ایسی بڑی سلطنت پر فرما سزا دانی کے یورپ کی ایک انتہائی عظمت دیونان میں مقیم رہتے خاندان فیلفوس و بکار ہو سکتے ہیں اسکے ہیڈ کوارٹر بنانے سے بالکل حلے ہو سکتے سکندر نے اپنی اس رائے کو نہایت تحمل کر کے فوراً اسکا عملدرآمد شروع کر دیا اسے بڑے شد و مد سے تمام ہر ایسی انجینروں اور فن محاری کے و قفکار اشخاص کے نام پر حکام نافذ کر دیئے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو بابل کی دیواروں کو از سر نو تعمیر و ترمیم کر کے اپنی سابق حالت پر پہنچا دیا جائے اور اسکی دروازے بھی اسی اہتمام اور استحکام سے درست کر دیئے جائیں جس طرح عہد نبرد میں بنائے گئے تھے اور نیز اس بند کے از سر نو بنائیکام حکم دیا جو دریا قزاق میں شہر کے قریب بابل کی سیلاب آب سے محفوظ رکھنے کے واسطے نہایت نصرت وغیرہ میں تعمیر ہوا تھا اور جو دریا ایشیاس نے اپنی فتوحات بابل کے بعد اسکو خراب کرویا تھا اصل کے مندر کے نئے سرے سے بنائے کا حکم دیا گیا ظاہر ہے کہ ان عظیم الشان عمارتوں میں کس قدر دولت ہیقتیاس صرف ہونے کا اندازہ ہو سکتا تھا جس کے واسطے سکندر نے عام حکم دیدیا تھا کہ سید یرغ اخراجات سے ان عمارتوں کی تعمیر و ترمیم میں کام لیا جائے چنانچہ یہ تعمیر بڑی سہ گرمی سے شروع ہو گئی اور ایک عظیم الشان عہد جس میں لاکھوں آدمی شامل تھے خاص اس کام کے واسطے علیحدہ کر دیا گیا اور ان کی مزدوری اور وقت کے معاوضہ میں دولت کثیر صرف ہو رہی تھی اور عام طور سے یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ غنیمت یہ بابل پر اپنی فدیہ میستان و شوکت پر پہنچ جائے گا اور اس کے جو منہدم و تعمیرات ہیں وہ زمانہ سابق سے

سی عمدہ حالت پر رہا بیٹے لیکن خدا کو یہ امر منظور تھا چنانچہ سکندر کی یہ تجویزیں آخر میں بالکل کامیاب رہیں اور ایک ایسے شخص کو جو مورخین نے تمام دنیا کا فخر و تمجید تسلیم کر لیا ہے اپنے اس منصوبہ کے پورا کرنے میں ذرا بھی کامیابی نہیں ہوئی اور یہ ایک نہایت عجیب ترناک واقعہ ہے کہ اسی زمانہ میں جبکہ یہ سب تیاریاں اور جدید عمارتوں کی بنیاد قائم ہو رہی تھی کہ سکندر اعظم نے اس زمانہ میں بمقام سکندریہ انتقال کیا اور عمارات بابل کی حالت ترمیم بالکل ناتمام رہی

شہنشاہ آروشیہ و از دست ساسانی (زرکینہ) کا بابل کو غارت کرنا

سکندر کے انتقال کے بعد مختلف زمانوں میں بابل پر چند سلطنتوں نے بڑے بڑے زور سے حملے کیے چنانچہ انیس سے انہی گونس ڈی ٹری میں اس - اعظم اور پارٹیا والوں کی یوشین اور اس کے متعلقہ اوقات اس قسم کے ہیں جسے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ بابل شامان ایران کے ان حکمرانوں کی ذات کمزورین کا لہ یا کی نہایت شدید بربادی ہوئی ان بادشاہوں نے معمولی حملوں کے بعد اس ملک کو بالکل اپنے قلمرو میں شامل کر لیا تھا اور بابل کی جھنڈ نامور رہی تھی وہ ان کے زمانہ میں بالکل خاک میں ملا دی گئی تھی انہیں ہر ملک حملہ آور کی عہد میں خاص بابل اعظم کی بربادی اور زوال کو ترقی رہی اور کھنڈ کو کا زان و خوار کر ہر انہوں نے شہر مذکور کی نہایت نامور و بزرگ عمارات اور شاہی ایوانوں کو منہدم کرنے اور ان کو خاک میں ملا دینا ایک حیرت انگیز سلسلہ جاری رکھا اور ان کی موت کا نام و نشان ہی قومی حیثیت سے باقی نہ رہا گیا تھا۔

یہ حالت اگرچہ برائے نام شہنشاہ لکھا و س کے زمانہ سے شروع ہوئی لیکن دارا پورس کے عہد میں اس تجویز کو کمال تکمیل پہنچا کہ بابل کی قومی حکومت قطعاً مٹا دیا گئے اور اس کی تعمیرات ختم ہو گئیں اور وہاں کو مشکلات و بکار پہنچا اور یہ ہے بالکل منہدم کر دیا جس چنانچہ حبیب ورا کی فوج نے بابل پر زور فائر س کی چالاک سے قبضہ اور طلبہ حال کیا ہے تو شہر مذکور کی تباہی بلندی میں ایک گھنٹہ سے زیادہ کم کر دی گئیں اور اس کے عظیم الشان اور نہایت مستحکم دروازہ بھی تباہ و برباد ہو گیا اور اس کے بعد سکندر اور دیگر بادشاہوں نے جن سے اکثر سکندر کے سردار اور متمدن و فطانت تھے اسکو تاخت و تاراج کیا لیکن انکی تاخت و غارتگری اکثر شہر ایرانی شہنشاہ کے حملوں سے زیادہ تھا شہنشاہ مذکور جو اس

ساسانی میں ایک نہایت نامور ایرانی تہنشاہ ہوا ہے یونانی حملہ کی پہلے سے بہت مشہور ہے اسے سکندر کی فتح ایران اور اسکی فوج کشی کا انتظام لینے کی غرض سے جوہدہ درویش میں ہوئے تھے اور اسکی وجہ سے ایرانی قدیم سلطنت کی بنیاد متزلزل ہو گئی تھی یونان پر ایک نئی ہی جرار اور خوشخوار ایرانی فوج کے ساتھ حملہ کیا تھا جسین نہایت سخت غوزیزی کے بعد انکو ناکام کیا ہوئی اور پھر جب وہ اس معرکہ سے واپس ہوا ہے تو راہ میں اسنے بابل کی تیغ اور خاکری کا مصمم ارادہ کیا اسنے نہایت تھوڑے سے مقابلہ میں یہاں کے کھراں کو گر تار کر کے قتل کر دیا اور بابل کے اندر گھسکر شہر کے باشندوں کو خوب لوٹا اور صلاوہ عام باشندوں کے خاکری سے کھانا کو قتل و قمع کے اسنے تمام سرزمین کا لہیا کے مند فقر یا مسند م کر اٹھے اور خاص کر ان کے مناروں کو خوب لوٹا تمام مال کہ باباں جوان مقامات میں کہ جہاں سونے چاندی کے دریا بہ رہے تھے ایک تعداد کثیر میں موجود تھا اسکی فوج نے لوٹ لیا اور بقدر سورتیں اور چاندی کی تھیں اور جنسین نہایت بیش قیمت جواہرات جڑے ہوئے تھے انکو اصل لوٹ کر ایران بھیجا۔ اسباب کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ابتداء سے حملہ کیا تو اس کے لگے آدھیرے کے حملہ تک جسقدر غارتگری اور بربادی بابل کی ہوئی ہے وہ حملہ آوروں کے ہاتھں صرف غوزیزی اور سکالوں کی سماری اور زبوال کی لوٹ پر محدود تھی لیکن آدھیرے کے حملہ میں ایک خاص کاروائی بابل والوں کے بے نام نشان کرینے کے لیے ہوئی تھی جس سے ملکی قیدی قوت اور نشیں بابلین برباد ہوئیں اور وہ یہ کہ اسنے اپنے آدھیرے نے بابل کی ایک بڑی تعداد سیر کے ایران کو بھیج دی تھی اسیر بابل میں انہوں نے غلام بنائے گئے اور جنسین کی تعدادیں انکی تعداد دو لاکھ کے قریب بیان ہوئی ہے اور بقدر سنا اور جہاں اسکی بیل کے مندوں وغیرہ لوٹا تھا اسکی تعداد میں تین کے نزدیک اور پڑھ لیا ہوئی ہے

ڈیوٹی ٹری ایس بادشاہ کی بابل پر چڑھائی

ڈیوٹی ٹری ایس جسکی نسبت بعض مورخین یورپ کا خیال ہے کہ وہ سکندر عظیم زبردست ملتان میں سے تھا اور اسکی (سکندر کے) مرنے کے بعد مملکت بابل کے قریب کسی موعوبہ پر خود سکندر ہو گیا تھا بابل کی دولت مند اور زر ریزی کو بخوبی دیکھ چکا تھا وہ اسکی حیرت انگیز زرخیزی اور بقیاس و دولت و مال کی نسبت پر یقین کر چکا تھا کہ ہر چند بابل کے خزانوں کو تباہ کیا جائے لیکن وہ کسی طرح کم نہ ہونگے پس وہ اسباب پر آمادہ ہوا کہ ایک خاص تدبیر کے ساتھ اسپر حملہ کرے

چنانچہ نہایت چالاکی اور دہری کے ساتھ اس منصوبہ کی غرض سے روانہ ہوا اس زمانہ میں بابل کی حکومت ایک سردار یونانی پیٹر وکلس نام کو تفویض تھی جو سلیوکس جسٹس کے عظم کا ایک گورنر تھا۔ گورنر موصوف کے پاس اس وقت بہت تھوڑی سی فوج تھی اور وہ ڈیڑھ مہینے کے حملہ کے مقابلہ کے لیے بالکل نیا نہ تھا اور نہ اس کو اس حملہ آوری کی کوئی خبر و اطلاع تھی۔ یہی ہوئی تھی۔ بہر حال جوقت پیٹر وکلس ڈیڑھ مہینے کے اس کے اس حملہ آوری اور یکایک ایک خوشخوار لشکر کے ساتھ بابل کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی ہے تو وہ بہت پریشان ہوا اور اس سفر دست و پا ہو گیا کہ سوائے شہر چھوڑ کر بھاگ جانے کے اس کو اور کچھ ہی زب کیا کیونکہ جیسا کہ نوکر ہو چکا ہے اس وقت پیٹر وکلس کے پاس فوج نہایت کم تھی اور سامان جنگ بھی اچانہ تھا حال اس وقت اس کو سوائے اس تہذیب کے اور کوئی چارہ نہوا کہ اسے تمام باشندگان بابل کو عام طور سے یہ حکم دیدیا کہ وہ لوگ اس شہر کو بالکل خالی کر دیں اور یہاں سے دور ساحل فرات کے ریگستان میں جا کر قیام اختیار کریں چنانچہ اس حکم کی پوری طرح تعمیل کی گئی اور اسکے بعد خود پیٹر وکلس ہی شہر کو براہ کرنے اور بالکل خاک برابر کر دینے کے بعد باہر نکلیا اور اسے بقا بلا دیوار پاسے شہر پارہ میں محصور ہونے کے دریائے فرات کے ٹناک ساحل میں دشمن کے اس حملے کے وقت اسے زیادہ مناسب سمجھا جبکہ یہ انجام ہوا کہ جوقت ڈیڑھ مہینے کے اس حملہ آوری میں داخل ہوا ہے تو اس کو ایک بالکل ویران اور برباد شدہ شہر پایا۔

اس طرف بابل والے جو پیٹر وکلس کے حکم سے شہر چھوڑ کے ریگستان فرات کی طرف چلے گئے تھے انہوں نے بعض اس امر کے کہ پیٹر وکلس کی ہمہ دہی اختیار کریں مختلف مقامات کی جانب جلا وطنی اختیار کی وہ دریائے فرات کے کنارے سے بڑھتے اور طرح طرح کے مصائب برداشت کر کے اور بھڑکھین میں اٹھاتے ایک بہت بڑا سفر طے کرنے کے بعد دریائے وکیل کے ساحل میں پہنچ گئے اور پھر یہاں سے مختلف مقامات میں پیسلے ہوئے انہوں نے شہر سوسہا نہ میں جہاں زمانہ میں عراق عجم میں ایک نہایت نامور شہر تھا جا کر سکونت اختیار کی اور اس عظیم الشان تعداد جلاوطنان بابل کے علاوہ انہیں سے اکثر دریائے فرات کے ٹناک ساحل کے مختلف ملکطوں اور ریگستانی تقسیم ہی سکونت گزین ہو گئی اور طرح باشندگان ملک کی ایک بڑی تعداد کم ہو گئی۔ مگر بعض مورخین کا بیان ہے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد یہ جلاوطن بابل کا لہذا سرزمین بابل کو واپس چلے گئے اور اس میں پھر ایک عجیب سرسبز کی حالت پیدا ہونے لگی لیکن جبکہ ان کی مرضی اس کی بادی کے خلاف

قطعی اور حتمی ہو چکی تھی تو پہرہ مقام کیونکر آباد ہو سکتا تھا چنانچہ پہلی اور اکثر عیسائی موزیں ہلکتے ہیں کہ سیکس خاندان کے بعد جو قوم حکمران ہوئی اسنے بابل کے قریب ایک اور شہر آباد کرنا چاہا جسکی تعمیر میں خاص اس شہر کا مصالحہ کوہ درگیا گیا تھا اور یہاں کے اکثر باشندے ہی وہاں بجا کر آباد ہو گئے اور اس سے شہر مذکور کی دیرانی اور عظیم ترین بر بادی کو بہت بڑی مدد پہنچی اور یہ وجہ زیادہ تر شہر بابل کی بطور ایک نہایت مختصر رہ جانے کی سمجھی جاتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں ہے کہ اس نقل مکان یا دوسرے جگہ آباد ہونے سے شہر بابل کی ایک بڑی مقدار کا رقبہ آبادی سے بالکل خالی ہو گیا اور اس عرصہ میں بطلیموس شاہ مصر ڈالمی یورگیٹس نے کم اطراف فرات کی آبادیوں کی تخریب و تخریب کرنے میں مصروف تھا بابل پر چلکھا اور اڑھائی ہزار بت اور مورتیں یہاں سے لوٹ کر مصر کو لگیا۔

فراہات بادشاہ پارتھیا وغیرہ کی بابل پر چڑائی

ایک اور جگہ بابل پر اس آخر ترین زمانہ میں ہونے والی جڑستہ عیسوی سے ایک سو تیس برس قبل شمار کیا جاتا ہے یعنی بقول جیسن مورخ کے فراہات شاہ پارتھیا نے اسکا تھیا والوں کے طرز عمل سے ناراض ہو کر انکے ملک پر چڑھائی کی تھی اور اس یورش کی اصل وجہ یہ تھی کہ اسکا تھیا والوں نے جتنے قبضہ میں اسوقت شہر بابل اور سرزمین کا لدا تھا اور جو یہ وجہ اپنی کثیر آمدنی اور قوت فوج کے بادشاہ فراہات کی عملداری میں ایک بہت بڑا ہتھیار تھا اور اسکا سرحد پر پیدا کر دیا تھا اور اسطرح جتھرا آبادی اور دولت تھے انکو لوٹ کر نہ بچا کر دیا تھا اور بہت سے کہیتوں سے غلہ کاٹ کر لے گئے تھے اسنے علاوہ امبات کی بھی ایک دہائی دی تھی کہ اگر سرحدات ملحقہ کو وہ لوگ عملداری اسکا تھیا میں داخل کر لینا چاہتے ہیں اگرچہ اسکا تھیا اسقدر طاقت منعم نہ تھے ۱ درناتنا سامان و لشکر انکے پاس تھا کہ گورنرٹ پارتھیا سے کہل کہلا مقابلہ کرتے تاہم اس گروہ میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہیں عرصہ سے پہلے ریل تحریک میں ملوث تھی کہ وہ خود تمام عراق عجم اور شام تک اپنی حکومت کو پھیلا دیں اور سرزمین کا لدا ایک خود سرسلطنت کے نام سے دنیا میں ایک خاص ناموری حاصل کر کے چنانچہ اسکا تھیا نے اسقدر قوت حاصل کی کہ وہ زیر دست شاہان پارتھیا سے پیٹھ چاڑھ کرنے لگے ورنہایت تھری اور سرکشی کے ساتھ اپنی سرحد پر متواتر مسلسل حملے کرنے شروع کیے۔

بہر حال جب سرداران پارتھیا کو اس ناگوار تاخت و تاراج کی اطلاع ہوئی تو ہوقت فراہات بادشاہ

پار تہیانے جو ایک نہایت ظالم مگر بڑا مدبر یا نہیں سمجھاں تھا اسکی تنبیہ اور گوشمالی کے واسطے
 ایک مفکر ہمارے ساتھ رہا۔ اسکا تہیا پر چلا گیا اس حملہ کے وقت شہر بابل راستے میں پڑنا تھا
 پس فرات کی فوج نے اس شہر پر حملہ کر کے با شندوں کو خوب لڑایا اور جب قدر پہنچے شہر
 والوں پر شدید محاصرہ قوت سے لگے مگر وہی عرصہ میں اسکا تہیا والوں کی بھی ایک عظیم لشکر
 فوج وہاں پہنچ گئی اور اسے بڑی دلیری سے حملہ کر کے عین لڑائی میں فرات کو شکست دی
 آخر اس لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ فرات خود اس لڑائی میں مارا گیا اور س طرح اس جنگ کا خاتمہ ہوا
 مگر تھوڑے زمانہ تک اس کے بعد بابل اہل مہینان کی حالت میں رہے کیونکہ فرات کے مارے جانے
 کے بعد اسکا بیٹا میٹریٹیس عظیم جب پار تہیا کا فرمانروا ہوا تو اسے پھر سرزمین بابل چلے
 کر کے اسکو خوب تاخت و تاراج کیا اور اسکا تہیا والوں سے اپنے باپ کا پورا پورا انتقام
 لیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ فرات کے قتل کے بعد پار تہیا میں لڑا مائس پار تہین قوم میں فرو
 ہوا اور اس کے بعد تہا کاری سمجھاں پار تہیا ہوا یہ دونوں ہی اسکا تہیا والوں کے مقابلہ میں قتل
 ہوئے میٹریٹیس عظیم نے جو اسکا بیٹا تھا تاخت نشین پار تہیا ہو کر اپنے بزرگوں کی
 قتل اور اپنی قوم کی سختیوں کا پورا پورا انتقام لیا ڈاکٹر سیکسوں کو فتح و تحقیق اس کا بیٹا
 کا نام پورس یا سپرس تھا مگر بعض مورخ کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے بلکہ سپرس تو بہر کئی خاندان
 کا سردار تھا بہر حال اس نے جب قتل ظلم بابل پر کیا ہے وہ نہایت ہی شدید اور سخت ہے۔
 یہ مظالم طرح طرح کے تھے اور نہایت عبرتناک ہتھکڑیوں پر شامل تھے دایوڈورس مورخ کہتا
 ہے کہ شاہ مذکور نے بابلیوں کی تباہی اور قتل و غارت کا کوئی دقیقہ نہ شمار کیا تھا اسے علاوہ
 خونریزی کے انکو بطور لونڈی غلاموں کے فروخت کرنا شروع کیا تھا اور ذرا سے قصوں کو
 اور خطا و پیرائے خاندانوں اور گروہوں کو میڈیا کی طرف حلا وطن کر دیا اور بڑے اصل و نسب
 اہل کالدا بابل نہایت کم قیمت پر فروخت کیے جاتے تھے اسکے سوا اس بادشاہ نے شہر بابل
 کے وسیع چوک میں آگ لگا دی اور اسکو جلا کر باطل نیست و نابود کر دیا بہر حال نہایت رونق دار
 اور تمام شہر بابل کی جان اور باعث زینت و آرائش سمجھا جاتا تھا اور ہر روز دن کے ایک معمولی وقت
 پر ہنگامہ نشانیوں کی اس قدر کثرت ہوتی تھی کہ ہر شے سے ملتا تھا ہیر و پوش یونانی اور ہیر
 دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ چوک مذکور میں صرف دس ہزار دو کا تین شمار دیکھی تھیں بہر حال چوک
 مذکور کی بڑائی کے علاوہ اسے تمام مندروں کو شہد دم کر دیا اور س طرح ایک بہت ہی خوبصورت حصہ

شہر مذکور کا نہایت تہوار ہے زمانہ میں اسے نہایت ونا بود کر دیا اس میں شنگ نہیں ہے کہ ہمسرے باہر
 جو سختی اور تشدد اور ظلم اہل بابل پر کیا وہ اس قسم کا تھا جسکی مثال دنیا کی کسی تاریخ سے نہیں ملتی
 ہے اتنے ماؤں کے سینے پر انکے شیر خوار بچوں کو قتل کیا اور جب قدر ایسے اشخاص یقین اور اندازہ
 کر لیے گئے تھے کہ جو سلطنت سے سرکشی اور مردی کر سکیں گے انکو صرف گان اور معمولی ججزی
 قتل کر دیا جاتا تھا اور عام طور سے جہاں تک ممکن ہوتا تھا اسے یہ حکم جاری کیا تھا جسکی تعمیل فوری اور
 نہایت سختی سے ہوتی تھی کہ باشندگان بابل سے یہاں کی سکونت قطعاً ترک کر دیا جائے اور انکو
 عراق عجم دیکھنا وغیرہ کی جانب آباد ہونے کے واسطے یہاں سے جلا وطن کر دینا چاہیے اور اس خیال
 کو اسے طرح پور کیا کہ عراق عجم میں فرات اور دجلہ اور مختلف چھوٹے بڑے دریاؤں کے
 کنارے جہاں زمین غیر آباد اور پاشادہ تھی اس میں لوگ آباد ہونے پر مجبور ہوئے۔

اصل کا مندر جو بخت نصر دیکھ کر نفرت کا خاص دیوتا اور تمام سلطنت بہ لحاظ عظمت اور شوکت
 تمام دیوتاؤں کا سردار شمار کیا جاتا تھا۔ زرکیمیز دار و شیر ابرانی نے اس کے ٹوٹے ٹوٹے
 کوٹے تھے ہمسرے نے باطل کھود کر خاک کے برابر کر دیا۔ آرد شیر جس قدر دولت و وس اندر سے
 لوٹ کر لگیا تھا انہیں سے صرف سونے کے مقدار کے وزن ۴ لاکھ پونڈ اندازہ کی گئی تھی
 جسوقت اہل بابل نے سوسانیوں میں جو بابل سے چالیس میل کے فاصلے پر تھا سکونت اور
 بود و باش کا حکم پایا تھا تو دنیا بیا باشندگان شہر مذکور میں پہنچے خاندانوں اور سادات کی
 کے ہوس شہر میں اپنے گئے تھے اور وہاں کی سکونت اختیار کر لی تھی اور ایک طرحی تعداد وہاں
 لوگوں کی عراق کو جلا وطن کر دی گئی تھی ان دو نوجوانوں میں سوشین کہتے ہیں کہ یہ لوگ
 اپنے خاندانی دگر کے بہت پسینے ہمراہ لیتے گئے تھے اور سطح بتدریج زمانہ کے گزرنے پر
 باہمی پریشانی ان طرف میں ہی پھیل گئی جہاں جہاں یہ لوگ آباد کیے گئے تھے۔

جسوقت بابل میں انکے مندر برباد کیے گئے ہیں تو اسوقت بھی اکثر کافروں نے پرست اپنے
 بتوں کو لیکر نکل گئے تھے اور نیز اہل بابل کے دشمنوں نے انکو اگر کسی جگہ غلامی میں ہی فرو
 کیا ہے تو یہ لوگ اپنے ساتھ بتوں کو بھی لیا کرتے تھے اور اکثر اسی عقیدے پر مرتے تھے یہ
 عام طور سے خیال کرنے کا مقام ہے کہ عراق عجم دیکھنا یا انکی ماں میں صرف اسکے قریبی
 میں شمار کیا جاتا تھا لیکن بابل کے محاصرہ کے لیے صرف اسنے اپنی ہمت صرف کی تھی لیکن
 حملے تھیر کی مرضی اور قدرت پہنچے کہ صرف محاصرہ ہی پر قیامت نہ ہو بلکہ ایک ہی تیری اور غلامی کا نتیجہ

ہو کہ تہذیب کی ایسی بربادی اور پامالی ہوئی کہ کسی نظریہ نیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔

اسکا آخری خاتمہ یعنی محاصرہ کے ۳۰۰ برس بعد یا تاریخ آغاز پیشین گوئی سے ۵۰۰ برس بعد اہل بابل عراق ہجرت کو نوٹھی غلام بنا کر بیچے گئے تھے ہمیں جسے اہل تاریخ ہر کانپی قوم کا سردار بنایا میں استعد اہل بابل کی ایثار سانی اور انکی تباہی کر دے ہو کہ اسے قتل و قمع اور غلامی میں مبتلا کرنے اور نیست و نابود کرنے کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھایا کہ اسے بابل سے ایک مجموعی حالت کے ساتھ اس کے باشندوں کو مع اپنے خاندانوں اور سال خانہ داری کے مختلف مقامات میں جلا وطن کر دیا اور اکثر اہل بابل اس سے قبل شہر سلوشیا میں بابل کو اجاڑ کر سبائے گئے تھے۔

اصل کے مندر کی عمارت جو دنیا میں بت پرستی کو متعلق پہلے انسانی تعمیر اہل تاریخ کے نزدیک ثابت ہوئی ہے اور شہر کی میدانوں میں نہایت استحکام اور صرف کثیر کے ساتھ بنائی گئی تھی اور اس کے اطراف و اعزام کی اہل بابل کی عمارتیں اور اس کے علاوہ اور بھی بیشتر بنائے گئے ہوئے تھے ہزار ہجاری اور پندرہ اور خادم ان مندروں میں مامور تھے اور کرڈروں روپیہ ہر سال انکی تنخواہوں میں اور مختلف اخراجات میں صرف ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی غیر سلطنتی جو ایک نئے میں سلطنت کا لدا اور بابل سے کسم و راہ کہتی تھی انکی سیفر ہی جب یہاں موجود ہوتے تو نظر احترام و تبرکداشت سلطنت مذکور ان تہانوں کا بہت ادب کرتے تھے اور نہایت خلوص نظر ہر کے ساتھ ہاں چڑھائے چڑھائے تھے مگر حالت بت پرستی جلد اپنے تمام ساز و سامان کھاتا تہ نہایت ہی جلد ختم ہو گئی اور بقدر حکومتیں اور اقوام مصر اور ایران سے لیکر سیدیا اور خلیج فارس تک ہتی تھیں یہ سب اہل کی بربادی پر کمر بستہ ہتی تھیں۔ اور یہ مخالفت کی کاؤس کے زلزلے سے شروع ہو کر تہذیب و ادب پہنچی اور ہر اس کے بعد سے بڑے مختلف مانوں میں اس شہر اور سلطنت کی بربادی کو مکمل کرتی رہی یہاں تک کہ موجود زمانہ میں اسکا نام و نشان بھی ہر چند بڑے بڑے شیکروں کے سلسلوں اور کہندوں کے نہیں ملتا ہے

بخت نصر کیو کہ نصر کا فرشتہ شاہ بابل کے ابتدائی عروج

کا حال انکی بیت المقدس پر چڑھائی بیت المقدس کی بادی اور بخت نصر کے ہاتھ سے ہیونو کی اسیری قتل و عمارت کا مفصل حال

اگر کچھ اسبات کے خیال کرنے کے جانب توجہ ہو کہ جو خوفناک اور عبرت انگیز واقعات مشرق کا لدا

اور بابل میں گذر چکے ہیں انکا طور و قیاس کس بنیاد پر ہے تو ہیکو سب سے پہلے بخت نصر کے حالات ابتدائی اور اسی بتدیرج شہنشاہ بابل ہو جانے اور اسکے ہاتھوں سے خرابی و بربادی و تباہی پر لحاظ کرنا چاہیے اور نیز ہمدیوں اور اکثر انبیاء و نبی اسرائیل اوائل تعقیب کی قتل و غارت و اسیری اور نیز اسکے تمام متعلقہ واقعات پر غور کرنا چاہیے جو بادشاہ مذکور کے ہاتھ سے ہو کر دوران سلطنت میں ظہور پذیر ہوئے تھے

یہ امر کسی ایندہ مقام پر جہلاً بیان کیا جائیگا کہ شہر بابل کی بنیاد اور اسکے متعلق سلطنت عظیم کا لایا کر کسے قیام کیا تھا لیکن یہ امر تمام موصیوں کی مستند تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بخت نصر دنیو کہ نصر ہی گو بابل کے موجد اور موثق اسطے کی خاص اولاد میں نہ ہو مگر اسکے خاندان میں سے تھی اور بابل کا ایک نہایت زبردست اور جبار اور نہایت خوشخوار اور ظالم بادشاہ تھا اور ان تمام مہرسم اقوام کا لایا اور ایک نہایت ذلیل اور عاجز و سبقتی کا قیام کئے والا تھا جسے نمرود و عظم نے دنیا میں ضلالت شیطان و رجم سے پہلایا تھا۔ بعض موصیوں سابق اور نیز قریب سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ بخت نصر تبار میں ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی حالت میں زندگی کو بسر کرتا تھا اگر مذہب کوئی چیز ہے اور ضروری ہے تو اسکے متعلق ہیکو اقوال اور اشارات انبیاء پر لحاظ کرنا چاہیے یہ ایک عام حالت صفحات تاریخ کے دیکھنے سے دریافت ہوتی ہے کہ ابتدائی پیدائش دنیا کی بہت قریب زمانہ سے ارض فلسطین کی انتہائی نقطہ سے آخر حد عراق عجم تک جسقدر سطح ملک ہے یہ ان نفوس قدسہ کا مولد و مسکن اور موطن رہا ہے اور نیز ہر ایت و درشاہ کا مقام خاص یقین کیا گیا ہے۔ جو پیر و ان کتب الہامی کے نزدیک درجات عالیہ نبوت پر پیشگاہ رب اخیل سے وقتاً فوقتاً فائز ہوتے رہے ہیں۔ تمام کتب سماوی اس بات کی شایہ ہیں کہ بظاہر دنیا میں ہی ایک مقام نظر کر است پروردگار میں خاص اس مرحلہ و احوال کے واسطے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے حضرت شیش سے لیکر حضرت عیسیٰ اور نبی عربی تک جسقدر انبیاء دنیا میں گذرے ہیں انہی مقدس زندگی نہایت با جاہ و جلال ماندہ اسی سرزمین یا اسکے قریب و جوار کے ملک سے شروع ہوتا ہے اور یہیں ختم ہوتا ہے اور زیادہ تر مقدس مقام ہوتے ہیں جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑے اہتمام اور اخراجات اور شان و جلال و جبروت سے تیار کر لیا تھا انبیاء و نبی اسرائیل کا مرکز زندگی رہا ہے اور گویا ایک بڑی تعداد ان نفوس قدسہ کی یہیں کی سرزمین سے اٹھی ہے اور جنہوں نے اپنی ہدایت و ارشاد کا خلعہ تمام دنیا

شام اور لٹیا کے بعض حصوں میں پسایا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہی تحریک ذات مقدس سے طنطہ کو حید کربائی نے بت پرستی پر کامل غلبہ پایا اور ایک نہایت زبردست فتح الہامی قوانین اور طریقہ زندگی نے جلال کی تھی اسی سرزمین میں پیدا ہوئے تھے اور انکے بعد اہل یعقوب میں سلطنت و نبوت میں اس ملک میں ظاہر و قائم ہوتی رہی۔ مگر اسکے ساتھ ہی بت پرستی کو بھی کابل زدال نہیں ہوا بلکہ بعض حالتوں میں تو اسکو ایک خاص نمود حاصل ہوتی رہی کیونکہ دساوس شیطانی اور ضلالت نفسانہ ان لوگوں پر جو ان کے اکثر منکر رہتے تھے اکثر اسلئے محیط رہتے تھے کہ لوگوں کو راہ راست سے ہٹائیں اور خدا کی نہایت سید ہے راستے سے ہٹکا کر ان خادوں میں جنہیں سولے نصیبت اور نہایت غصناک آگ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اور یہ ذریعہ مستقل طور پر ان لوگوں میں بخچنے ول مناظر عجیبے گردیدہ رہتے تھے سولے مادہ پرستی کے راسخ کرنے کے اور کسی طرح بانیجہ نہیں ہو سکتا تھا پس یہ لوگ بطور سرغنائی ایک عام گردہ کو بت پرستی کی طرف راغب کرتے تھے اور جبکہ کابل طور سے وہ بحیثیت ایک بڑے گردہ کے اس نہایت حیثیت اور کردہ مقصد میں ایسے سرغنا اشخاص کے متعلقہ ہو جاتے تھے تو وہ سچائی اور کمال انسانیت کے نیست و نابود کرنے اور الہامی مذہب کے مقابلہ کے واسطے طرح طرح کی شیطنتوں کا اظہار کرنے لگے تھے اور بعض زمانوں میں تو ایسا ہو جاتا تھا اور مقدس سختی ان حضرات پر کی جاتی تھی کہ جو مادہ پرستی یا بت پرستی کے خلاف ہوتے تھے انکی جان اور آبرو اور خاندان کے خاندان کو اکثر بالکل نیست و نابود کر دیا جاتا تھا اور یہ عجیب امر انسانی ہستی کی ایک مسلسل غلط کاری اور غلط فہمی پر نہایت اصرار سے قائم رکھنے کی نظر پیش کرتا ہے کہ ایسے لوگ جو مادہ پرستی پسلائے ہوئے انہیں سے تقریباً سب کے اپنے فضول طرز عمل سے بھرنی واقف ہوتے تھے ایسے گودہ و بات کو بخوبی جانتے تھے کہ بت پرستی اپنی حالت میں کوئی اصلیت نہیں رکھتی ہے اور سر اسر ایک فضول طریقہ رونج اور رسوم کے مستقل کرنے اور جلال پسلائے کا ہے مگر سخت حیرت ہے کہ وہ کس طرح اس امر کو گوارا کرتے تھے کہ ایک ایسے محض لغو فریب اور دہوکہ دہی اپنی نئی نوع کے عظیم گردہ کے واسطے اختیار کریں جو بات پر جان و دل سے آمادہ ہو گیا تھا کہ اپنی نجات اور ابعد الموت کی بہتری صرف اتنے بتائے ہوئے رسموں پر چلنے سے یقین ہو سکے۔

بہر حال اگرچہ حامیان مادہ پرستی اور نیز عام مادہ پرست اشخاص اس بات کی کوشش اور فکر میں ہمیشہ رہتے تھے کہ ان اصول کو جنکو سچائی اور اصلیت سے اس قدر بعیدیت اور بعد ہے کہ جقدر جھوٹ اور سچ میں لازمی سہجہ بالکل صداقت اور رہتنبازی کا منظر ثابت کریں وہ کلڑی اور پتھر کی موتوں کو جو انکی اپنے ہاتھ کی ترابی ہوئی تھیں اور اکثر ان آدمیوں کی شبیہیں جو انکی کے مثل دنیا میں نام و نمود کے ساتھ زندگی بسر کر چکے تھے تو تالوہیت کی یقین کے ساتھ پرستش کرتے تھے اور انکو اپنا حلال شکلات اور نیز از عمدہ حاجات سمجھتے تھے اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں انکو پکارتے اور اُسے اپنے مطلب کے پورے ہونے کی درخواست اور التجا کرتے رہتے تھے کیونکہ ان لوگوں کا یہ کال عقیدہ ان کا یہ مردہ کا اشخاص کی بابت تھا کہ انہیں خود تصرف کی قوت بہ ذاتہ موجود ہے اور ہر ایک جدا گانہ طور پر اپنے متعلقہ کار و بار کے انجام دینے کا کامل اختیار رکھتا ہے اور اپنی متعلقہ جو رسکا ارادہ ہو بغیر کسی بالائی روک یا حکم کے چلا کر سکتا ہے کڑوڑوں بلکہ اس قدر مال جنگا شمار ایک ذہن تک انسانی طاقت سے باہر ہے انکی نذر ہیئت اور انکے مکانوں کی تعمیر اور آرائش اور ربے رینٹ میں صرف کر ڈالتے تھے۔

اسمین شک نہیں ہے کہ بابل کی سرزمین میں سب سے پہلے اس نہایت کمزور اور خلیفہ او شدید مہلک دشمن انسانی دُبت پرستی وغیرہ کی بنیاد پڑی تھی اور یہاں سے مختلف ممالک میں پکا رواج پڑے جوش و خروش کے ساتھ پسلیا جس سے ایک بیشمار تعداد انسانوں کی ابیری ہوئی اور دوا می عذاب اور نہایت ہونا ک نعرہ جہنم میں مبتلا ہو گئی۔ بہر حال بخت نصر کی سخت شکنجی اور بکی پیدائش سے قبل اس عظیم قہر انگیز سیلاب کے روکنے کے لیے جو اس نہایت ذلیل بخت پرستی کی صورت میں تمام دوا می فلسطین اور شام کے بڑے بڑے ملکوں اور انکے باجگذا سلطنتوں میں پہلنا جاتا تھا انبیائے نبی اسرائیل نے بڑی دلیری اور جو انفرادی اور بال غیر معمولی قوت روحانی کا مختلف اوقات میں استعمال کیا اور خداے ذوالجلال نے اپنی قدرت کا کلمہ سے اس بات کو ان لوگوں پر جو بخت پرستی کے انتہائے نقطہ صداقت کو ہر وقت بطور کامل یقین کے عزیز رکھتے تھے انبیاء و موصوف کی معرفت بڑے شد و مد کے ساتھ ظاہر فرما دیا کہ یہ گروہ انسانی کس قدر شدید غلط فہمی کی حالت میں ہے بال بعض حالتوں میں یہ گروہ کس قدر اپنے مالک حقیقی اور خالق حقیقی کے انکار پر اصرار کر رہا ہے اور اسکے منقادین اپنے چیزوں کو اسنے معبود اور نجات دہندہ اختیار کیا جو بعض حالتوں میں خاص انسانی وجود

باعتبار نوعیت نہایت پرست اور ذلیل ہیں اور اس طریقہ عبادت اور اعتقادات کے اختیار کرنے اور باہر مستقل سچ کے خود اپنی کے واسطے کیا دواہی اور لاعلاج نقصان پہنچنے کا اصول قائم ہو رہا ہے۔

اور اکثر زمانوں میں اس جلالی حکم کی پوری پوری تعمیل حکم ہو گئی ہے کہ جب انبیاء پرست کرنے عاجز ہو گئے ہیں تو ان بت پرستوں کی بدولت ملک کے ملک اور آبادیاں طرفہ العین میں تباہ کر دی گئی ہیں چکا شہوت کثر مستند قدیمی تاریخوں اور تمام کتب سادی سے دیکھا جاتا ہے اور بعض اوقات ان انبیاء کرام میں سے کسی شخص پر دو اعظم نے زبردستی بھی حقانیت توحید کو ثابت کیا ہے اور اسکے فریعت پرستی کا نام و نشان اس طبقہ سے محو کر دیا گیا ہے۔

ابوالفدا اور دیگر مورخین کے قول کے بموجب حضرت رحمۃ اللعالمین دینی عربی کی بعثت سے قبل بابائی ولادت سے بہت زمانہ پہلے بلکہ حضرت جیسے علیہ اسلام سے بہت عرصہ پہلے حضرت موسیٰ علیہ اسلام ایک ایسے پیغمبر بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے حکم پر دروگاہ اور خالق السلامین کی بندہ نوادی سے تمام سرزمین میں نورایان اور جلال توحید و عرفان پھیلا دیے تھے اور فرعون ایسے شکرت اور زبردست بت پرست اور کافر بادشاہ مصر کو جو ایک زمانہ میں خدا کی وجہ کا باطل منکر ہو گیا تھا تخت اقبال و دولت اٹھ دیا تھا۔ یہ بادشاہ ایسا غیبت اور اکثر اور شدید القلوب گذرے جس کے قلب اور روح بلکہ فطرت میں خدا پرستی کا مادہ قطعاً موجود تھا اور جو ایک عظیم الشان طبقہ مورخین قدیم و حال کے نزدیک خود الوہیت کا دعویٰ کرتا تھا اور جسے اپنی شقاوت اور کج درجہ و رنج و رنج روئے زمین اکثر خصمیں کفر مادہ پستی نہایت جوش و خروش سے کھتا تھا۔ پہلا رکھی اپنی اس مادی کمال اور پیغمبر بزرگ یعنی حضرت موسیٰ کے پیرو جو زیادہ تر یہودیوں کے نام سے اہل مذہب الہامی میں مشہور ہوئے عرصہ دراز تک تمام شام اور ایشیا کے اکثر تعلق کے ملک رسوخ اور بہت زمانہ تک اس گروہ میں نبوت اور سلطنت کا تسلسل قائم رہا۔ اور اگرچہ بت پرستی کا قطعی استیصال نہیں ہوا تھا مگر جسطرح ہمہ یاس یار تہیں بادشاہ مصر دار کے زمانہ میں اہل بال اپنی جلا وطنی کے وقت اپنے بت اپنے ہمراہ لیکر بابل سے نکلے تھے اور اسطرح نبی ہوا کی سلطنت اور یہودی اسرائیل کے زمانہ میں تھا جہاں کہیں بت پرست جلا وطنی کو کھاتے اور اپنے بت نہایت لچاتے تھے اپنی اسرائیل کی حکومت کا بہت بڑا دھند اور یہودیوں کا مذہبی اور ملکی مستقر دس نام نہیں بیت المقدس تھا جس کے گرد تمام الہامی دنیا گردش کرتے تھے۔

یہ ملک استوت نہایت درخیز اور آباد اور سرسبز تھا اور بنی اسرائیل میں متول اور دو تہندی کو
خدا کے فضل سے اس قدر ترقی ہو گئی تھی کہ تمام دنیا کے اقوام ان کے نام سے کانٹتی تھیں اور
ان سے نافرمانی یا ان سے مقابلہ اور مخالفت کی طاقت نہیں رکھتی تھی بعض مورخین کا بیان ہے
کہ اس زمانہ میں بابل کی سلطنت بھی ان کی باجگزار تھی اور باوجودیکہ اس سلطنت کا رقبہ اور وسعت
عراق عجم تک پہنچی ہوئی تھی تاہم یہودی بادشاہ بیت المقدس کی اطاعت میں ان کی زندگی
بسر ہوئی تھی۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ ان کی سالانہ خراج میں اس کو کمی کرنے کی جرأت ہوئی ہو۔ یہ
تمام ملک میں اگرچہ حکمران خاندان کے ذریعے سے بہت پرستی پہلی ہوئی تھی مگر انہیں معاہدہ یہودی
اس کثرت سے سرزمین بابل میں تعمیر تھے کہ گویا سلطنت مذکور بنی اسرائیل کی حکومت معلوم
ہوئی تھی اور خدا پرستی اور نبوت انبیاء کی حرمت کا قایم رکھنا یہ ایک خاص مذہب اس
ملک کے باشندگان کثیر کا تھا گو ایک بہت بڑا فرقہ نظام اور کارپردہ ازان سلطنت میں سے
ہر وقت اس مذہب حق سے حسد کرتا تھا اور مع خاندان شاہی کے جو اولاد غرود میں سے تھا
اس فکر میں رہتا تھا کہ جب طرح ممکن ہو اس مذہب اور بنی اسرائیل کی سلطنت اور قوت کو
بالکل نیست و نابود کر دیا جائے۔ اتفاق سے ایک خاص زمانہ میں جبکہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو
بڑی قوت حاصل تھی لیکن سلطنت کا لہریا بھی دور تک ان کی اطاعت میں پہنچی ہوئی تھی ایک شخص
نحش نصر نام اپنی چالاک اور ایک فطرتی دغا بازی کے باعث بطور ملازم شاہ بابل کے تمام
عراق عجم کا حکمران ہو گیا۔ قوریت میں ان کی پیدائش اور ان کی ابتدائی زندگی اس سلطنت بابل
پر آخر حکمران ہو جانے کی بابت مفصل ذکر موجود ہے۔ نہایت تفصیل کے ساتھ اور درخیز
بھی لکھا ہے کہ نحش نصر ایک نہایت اونٹ قوم اور قبیلہ کا انسان تھا۔ یہ عام مورخین سابق
اور اکثر مورخین اسلام کا بیان ہے کہ اسکا بدن کوڑھی تھا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ کانٹا
بھی تھا۔ اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت مغربی اور خلافت کی حالت میں سرزمین
عراق عجم وسیع ایام ویران مقامات اور مواضع شہر میں بہیک مانتھا پرتا تھا اور بعض سب تواریخ
اور نیز صحائف انبیاء بنی اسرائیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب یہ ایک ایسا نڈر انسان کو جسے الہامی
مذہب کی حقانیت اور صداقت ثابت ہو گئی ہو وہ فوق دلی کے ساتھ یقین کرنا چاہیے کہ
نحش نصر مذکور کے علاج جنہام وغیرہ کے واسطے پیشگاہ ملک العرش سے اس زمانہ کے لشکر
ولایت اور حکمران کا یہی نافذ ہوا تھا چنانچہ انہوں سے یہ امر بھی ثابت ہے کہ ان کے زمانہ میں

گنج کامرض تھا اور یہی صورت بندر کے مشابہ تھی بانیہمہ بقدر افعال اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوتے تھے اسنے حد درجہ رحمت اور عظمت اور خود رانی اور ایک قسم کا تدبیر نظام ہر مہر تھا تہا یہی چند حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر کفار میں اسکی کمال کنایت پر ہی اعتقاد تھا مگر یہ لوگ تہا اونے درجہ کے طبقے کے تھے جو بخت نصرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خلیفہ روضیں اسے خیریں پہنچاتی ہیں اور اسکی مکاری سے یہ عقیدہ بھی لوگوں کو اسکے لیے خاص ہو گیا تھا کہ مشاؤ راصل اسکا مرئی ہے۔ تو ریت وغیرہ سے بعض رو تیں اسباب پائی جاتی ہیں کہ اس بادشاہ کافر کی ابتدائی حالت ایک باطل اذکار رفتہ انسان کی سی تھی جسے سوائے پوند زمین کر دینے کے کسی حالت مرض وغیرہ نے اور کسی کام کا نہ کہا ہو۔ نہ بیابانی اسراہیل جو اس زمانہ کے تھے انکو چیم پلنگہ خداوند قدیر سے نافذ ہوا تھا کہ وہ اس شخص کی صحت اور عمرہ حالت پر پہنچ جائے کہ جو سطلے دعا کریں چنانچہ اس فرمان وجہب الاذعان کی تعمیل اسکے بندگان تقرب نے نہایت سرگرمی ساتھ کی اور اسکی دوا اور دعا میں یہ گروہ خاصان کبر یا مصروف ہوا اور بالاخر ایک نہایت آوڑے زمانہ میں اسکو ایسے امراض صحت اور جان محل سے کابل طور پر صحت ہو گئی یہ ایک ایسا حیرتناک واقعہ تھا جو ت پرستان کالدیا میں نہایت جلد مشہور ہو گیا۔ اس سے زیادہ ایک اور حالت اسکے واسطے تاریخوں میں لکھی ہے جسکی تدریجاً رو نما ہوتے رہتے تھے اسکے درجہ کو اس نہایت ذیل درجہ زندگی سے فرمانروائی بابل تک پہنچا دیا۔ موزین کہتے ہیں کہ جب اسنے ان مہر سے صحت پائی تو بنیاد کرم یا اس زمانہ کے مقربان الہی نے اسکو وسیلے کہ وہ انسانی زندگی کے تیجوں میں کوئی عمدہ نمونہ قائم کرے زہمت اور کاشت کا سامان ہی معنایت فرمایا اور اپنا موزین و توریت سے ثابت ہے کہ جو کدال اسکو زمین کے کہو دئے اور نیز اسیلے دیا گیا تھا کدار ان کو قابل کاشت بنائے تو اس کدال سے اسنے میں مقامات پر کام لیا اور ہر جگہ جہاں اسنے کدال مارا وہاں سے ایک خزانہ برآمد ہوا جو اسکی تنہائی کی حالت اور افلاس کے لیے تہا حیرتناک تھا اور جس کے دیکھنے سے یہ شکل امر تھا کہ انسان ایسے اتفاقی خوبی کو چاہا لیتا لیکن خوبصورت کی حالت اسوقت معمولی انسانوں سے باطل مختلف ہو گئی تھی اسنے جو وقت زمین کو زہمت کے لیے کہو نا شروع کیا تھا تو باطل تنہائی اور کوئی بھی اسوقت اسکے ساتھ نہ تھا پس ان خزانوں کے یکے بعد دیگرے ٹپنے پر دسکو اگرچہ معمولی حیرت ہوئی لیکن اسنے استقلال اور اسکا کام دل سے کام لیا اور کبھی سے ہی اسباب کو ظاہر نہیں کیا پہلا کدال جس مقام پر اسنے اپنی زمین لگایا تھا

تہو پر مبنی زمین کے کہو دے جانے پر اسے دیکھا کہ ایک سولہ رخ اس مقام پر نظر آتا ہے تہو پر مبنی
 مٹی ہٹانے پر مسکو وہاں ایک بڑا اور نہایت صاف رستہ نظر آیا اور جب اس نے اسکے اندر گزر کر
 چار طرف دیکھا تو ایک اتنا بڑا تہ خانہ دیکھا جسکی وسعت ایران فردوس سے کم نہیں اور ہمیں دولت
 بیشمار اور خزانہ بیقیاس موجود تھا اور طرح طرح کے جواہرات اور قیمتی ہتھیار اور چاندی سونے کی
 قدیم سکے اور نہایت گراں بہا سامان بادشاہت کا رکھا ہوا تھا اسے اس حال کو دیکھ کر فوراً ہچکچہ
 کو خود باہر نکلنے لگا اور اپنی نسبت یہ خیال کیا کہ اتفاق سے یہ دولت بیقیاس میرے ہاتھ لگی
 ہے مگو میں اسکو ہی طرح اپنے دل میں پوشیدہ رکھوں گا کیونکہ یہ مقام مجھ کو ہے جس طرح یہ
 خزانہ خدا جانے کس عرصہ سے اس مقام پر مدفون اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے
 ہر حال ہی طرح اسنے میں مقامات پر اپنی زمین کہو دی اور ایسی ہی میں خزانے ان مقامات پر
 برآمد ہوئے۔ ہر ایک شخص جو الہامی روایتوں پر استہوار کرتا ہے وہ یقین کر سکتا ہے کہ بخت نصر
 کی اہل حالت میں اسوقت ان خزانوں میں کسوجہ سے تزلزل نہ پیدا ہوا عام طور پر یہ کہانی کہ
 اتر تھا کہ اقبالہندی چل چلے ہوئے چٹل ہی انسان کی کال لہو جاتی ہے بخت نصر نے ان
 میں خزانوں کا حال کچھ سے ہی نہ بیان کیا بلکہ اس میں سے بقدر ضرورت کسی قدر نکال کر سہرین
 عراق کی کسی شہر میں ایک تجارت کی دکان قائم کی اور تہیج اسکے نفع کو بڑا کر ایک خاص
 حکمت عمل سے اس تمام قطعہ ارض کو تمام و کمال خرید لیا جس میں وہیں خزانے واقع تھے جب
 ان خزانوں کو اسنے ہر طرح اپنے قابو اور اختیار میں کر لیا تو اپنے تجارت کے کارخانوں اور
 سامان خرید و فروخت کو ترقی دینا شروع کی چنانچہ نہایت تہوڑے عرصہ میں سہرین بابل
 اور عراق عجم وسیع یار میں اسکے پرندہ کوئی تاجر متمول اور ذی عزت نہیں شمار کیا جاتا تھا۔ وہ آہستہ
 اسی زمانہ میں سلطنت کے معاملات میں اپنی فطرتی چالاکی اور مکاری کی سحر ایک سہ شرکت شروع
 کی اور بوجہ اسکے بید متمول اور کاروبار کی سلطنت بابل نے بخت نصر کے واسطے خاص احترام
 تمام ملک بابل میں قائم کر دیا تھا۔ بڑے بڑے سرداران ملک بلکہ خود گورنمنٹ بابل اسکے
 تہی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں عراق کا گورنر سلطنت بابل کی طرف سے ہر حد سے مامور تھا
 مگر کیا اور اس بات کی ضرورت ہوئی کہ کوئی دوسرا شخص اسکا قائم مقام مقرر کیا جائے تو تمام
 سرداران سلطنت مذکور نے اس بات کو مناسب سمجھا کہ بخت نصر ہی گورنر عراق کر دیا جائے
 چنانچہ اس تجویز کی بخت بہت جلد ہوئی اور عراق کی حکومت کال اختیار کر کے ساتھ بخت نصر

کو تفویض کر دی گئی۔ جسے اللہ نہایت قابلیت کے ساتھ اور کمال دانشمندی سے انجام دیا اور پھر رفتہ رفتہ اسکی طرز عمل نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ بادشاہ بابل نے خوش ہو کر گو تمام سلطنت بابل کی وزارت اعظم کا عہدہ دیدیا جس سے ہر پہلو سے سلطنت مذکور اسکے قابو میں آگئی مگر اسکے اقبال اور منصب کی جتنی اور عروج نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ شہنشاہ بابل نے تہوڑے عرصہ میں اسکے اعلیٰ درجہ کی قابلیتوں سے خوش ہو کر اسکو ولعید سلطنت مقرر کر دیا۔

بعض مورخین کا قول اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب شاہ بابل نے انتقال کیا ہے تو تمام سرداران سلطنت اور خاندان شاہی میں سولہ بجٹ نصر کے کوئی شخص ہی ایسا نہیں پایا گیا جو بابل اسی وسیع اور عظیم انشان سلطنت کی تحت نشینی اور فرمانروائی کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ ان تمام سرداروں اور خاندان شاہی نے بلا اختلاف ایک خاص دن مقرر کر کے اسکو بڑے شان و شکوہ اور جاہ و چشم کے ساتھ ایک بڑے مجمع میں تخت بابل پر بٹھادیا اور تمام ان دینیوں اور فرمانرواں کی کھجیاں جو نزد کے وقت سے اس سلطنت میں محفوظ چلی آئی تھیں اسکے سامنے رکھ دی گئیں اور بعد تخت نشینی بجٹ نصر نے جسقدر اپنی سلطنت کو وسعت دی ہے اس سے تاریخ قدیم و جدید نہایت تفصیل کے ساتھ معمور ہیں اس موقع پر ایک امر خاص بھی ضروری طور پر قابل ذکر ہے جسے براہوی و تبارہی سلطنت بابل سے بہت بڑا تعلق ہے اور اہل کتاب کے نزدیک بابل کی براہوی تاریخیں جسقدر کچھ جاہلی قومیں یہ حال بطور ایک عجیب جزو کے شال کیا جاتا چاہئے یہ سلسلہ روایت ہے کہ جب بجٹ نصر کو اپنی دوران فرمانروائی اور زمانہ حکومت میں بہ عقبار حکومت ایک مستحکم قوت اور زبردست استقلال حاصل ہو گیا تو اپنے سرداران سلطنت کے مشورہ سے کہ پسب نہایت درجہ خدشے و حدہ لامشریک کے منکر اور شدت سے بت پرست تھے اور خود بجٹ نصر بھی اپنی طرح خدشے اسرئیل و امعیل کا منکر تھا یہ ارادہ کیا کہ پیروان مذہب حق بیٹے نبی اسرئیل دیہود کی سلطنت پر حملہ کیا جائے اور انکو اس وجہ سے کہ وہ عام طور سے جنت اور بیت پرستوں کو نیست و نابود کر دینے والے تھے قتل و غارت کیا جائے۔ یہودی کی نسبت یہ بیان ہے کہ گو انہیں اس زمانہ میں اخلاقی برائیاں از حد پہنچ گئی تھیں مگر جوہر موجودگی اکثر انبیاء بنی اسرئیل کے یہ لوگ نہایت صحیح اصول کے ساتھ شریعت موسوی کے پابند تھے اور بتوں کے نام سے انکو نفرت تھی یہ کہا جاتا ہے کہ

بعض رسم و رواج بھی انہوں نے اپنے مذہب میں بطور ایک خاص شاخ کے شامل کر لیے تھے۔
اسکا اثر نہایت خفیف تھا کیونکہ عیسائی اپنی اس پرکھل ہیشہ انکے قلوب اور دماغوں کا تصفیہ کرنے
رہتے تھے کچھ تنگ نہیں کراس باعث بربادی بیت المقدس کے زمانہ تنگ کچھ زیادہ غریبی
مذہب یہودیوں نہ پہلنے پانی اتنی بہر حال سخت نصرت نے اپنی اس تجویز کو کہ سرزمین فلسطین اور
ارض شام کے مقدس مقامات کو تباہ کر دے اور اپنا دست خارج کرے ان نہایت بزرگ مقامات
پر دراز کر دے چنانچہ وہ ایک بڑے بزار لشکر کے ساتھ جمیں زیادہ تر اہل کال دیا تھے سلطنت
بیت المقدس پر حکم کیا اور چونکہ یہ ایک شدنی امر تھا کہ ایسے شدید ظالموں کے ہاتھ سے
بیت المقدس تباہ ہو اور اس تمام سرزمین پر قتل و غارت کا بازار گرم ہو اور نہایت شدید عجز و
سولہذا اسکو شاہ بیت المقدس کے مقابلہ میں مسلسل فتح اور کامیابی حاصل ہوئی اور نہایت تہمتوں
عرصہ میں وہ اقطاع سلطنت یہود کو غارت کرنا ہوا بیت المقدس کی دیواروں کے گرد پہنچا اور
اسکا محاصرہ کر لیا یا شاہ بیت المقدس شہر میں مع لشکر محصور تھا اور شہر تباہ کے دروازے
اسکو کام کے ساتھ بند کر دیے گئے تھے۔ اس حال کو دیکھ کر سخت نصرت نے اپنے محاصرہ کو طوالت بینی
چاہی کیونکہ اسکو یہ امر ثابت ہوا تھا کہ محصورین ہرگز رضامندی سے سخت نصرت کی اطاعت
نہ اختیار کریں گے اور اسکو قبضہ نہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ اسنے دیوار شہر تباہ بیت المقدس کے گرد معتد
برج تعمیر کیے اور انہی مجموعی حالت ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ کر دی گئی تھی اور نہایت
شدت اور سرگرمی کے ساتھ ان برجوں اور قلعوں پر سے جو سخت نصرت نے انکے مقابلے میں
بنائے تھے۔ نہ رہیں جبکہ مجھے تیر اور بان اور تیشی سامان جس سے بربادی اور تباہی اندرون شہر
میں حملہ اور دن نے بہت آسانی کے ساتھ کی تھی برابر پہنچے جاتے تھے اور کوئی دقیقہ بھی سخت
نے اہل شہر اور محصورین کے قتل و غارت اور تباہ کرنے میں اٹھنا نہیں رکھا تھا آخر کسی تدبیر اور
چالانی سے شہر بیت المقدس کا ایک دروازہ اسکے قابو میں آ گیا اور ایک خفیہ حالت اور کامیابی
سے وہ مع ایسے تمام لشکر اور سرداروں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور داخلے کے بعد
خزیرمی اسنے بیت المقدس میں کی ہے وہ اس قتل عام سے بچ کر بڑی ہوئی تھی جو زمانہ
صلاح الدین عادل میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ پاکر مسلمانوں کی کی تھی حقیقت
سخت نصرت نے جیسے مظالم فتح بیت المقدس کے بعد اہل شہر اور عام طور سے یہودیوں کے
ساتھ کیے ہیں وہ سوائے اسکے اور کچھ بھی سمجھیں نہیں آسکتے کہ ایک ظالم اور کافر بادشاہ کی

اس سے زیادہ ہی اہل حق کی تباہی ہونا کچھ تعجب انگیز امر نہیں ہے اسے نہایت قساوت قلبی اور
 بے رحمی کے ساتھ زوقاً بادشاہ بیت المقدس کو جو تمام خاندان بنی اسرائیل کا ہی سرغنہ تھا گرفتار
 کر کر قتل کروایا اور صرف ایسے ظلم پر اس کا فرسے آفتاب نہیں کی بلکہ اس کی چند فرزندوں کو بھی اس کے
 سامنے بیٹھے بادشاہ یہود کے سامنے بڑی سختی کے ساتھ قتل کیا باہلوں کی اس خونریز فوج کا
 جو سپہ سالار تھا اس نے رہبانوں اور بڑے اور چھوٹے عابدوں اور اولیاء کو تلاش کر کر اور جن جن
 کے تشریف کیا اور نہ یہودیوں کے سرداران ملکی میں سے ہی جو اعلیٰ درجہ اور رتبے کے لوگ تھے
 خاص پارخ شخص جو کچھ معاملات میں بڑے بہادر اور نہایت تجربہ کار تھے گرفتار کر کے اس کے
 سامنے پیش کیے گئے جس کو اس نے فوراً قتل کروایا اور تمام فوج نے متفق ہو کر بیت المقدس کی دیواروں
 کو منہدم کر دیا اور تمام سامان اور ظروف جو بیت المقدس میں عبادت کے متعلق اور ہیکل و مذبح
 میں بخت نضران کو بالکل لوٹ کر لے گیا اور بالی پہنچا کر اسے اپنے مندروں میں یہ شہکار کہیں اور ان
 ظروف اور آلات میں جو خدائے واحد کی عبادت کے متعلق سامان مخصوص تھے اسے شریعتی
 جان کر رکھی اور تمام خزانہ جو بادشاہ یہود اور شاہزادگان بنی اسرائیل کا تھا اور جو عرصہ سے مومنی
 طور پر محفوظ چلا آتا تھا اور بیت المقدس میں ایک نہایت استحکام رکھنے باعث یقین کیا جاتا
 تھا سپرینٹنڈنٹ کوٹ کر لے گیا اور سب سے زیادہ اس کا فرسے یہ ظلم کیا کہ جس قدر خالص خدا اور انبیاء
 کو رام برکت بیت المقدس میں موجود تھے ان کو بھی بڑی بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا اور صرف حضرت
 دانیال علیہ السلام اور دو ایک اور سردار کے نفوس باقی رہے تھے کہ ان کو سی دہ گرفتار کر کے اپنے
 ہمراہ لے گیا ان کے علاوہ یہودیوں کو ایک کثیر تعداد میں وہ سیر کر کے لے گیا جنہیں ہر طبقے کے بنی اسرائیل
 نے اہل تھے یہ بات جمیع مورخین قدیم کے نزدیک ثابت ہے کہ ان یہودی قیدیوں سے اہل کالیلا
 اور ساکنان بابل نہایت ذلیل کام لیتے تھے زیادہ تر خلائی کی خدمت ان کے لیے خاص نہیں
 بعد تباہی بیت المقدس کے بخت نضر کی گمراہی اور متروکی اور غرور کی حد نہ رہی تھی اس نے مت پرستی
 اور مادہ پرستی کو اپنے تمام ملک محروسہ میں شدت سے رائج کر دیا تھا تمام ایسے آثار جو خدا و تعالیٰ
 کی عبادت کے بابل میں ایک عرصہ دراز سے قائم ہو گئے تھے وہ نہایت عداوت کے ساتھ
 مٹا دیے گئے اور جو کچھ بے رحمی اور قساوت اہل بابل ان کے ساتھ ظاہر کرتے تھے وہ اس بات کے
 بغیر کہ یہ نہ کہ ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ بخت نضر کے زمانہ میں تمام خدائے بتوں پر جو سزائیں نازل
 رہیں اور بیت المقدس کو گرفتار کر کے گئے تھے ایک نہایت سخت مصیبت اور قیامت پابقی طرح کے ظلم و ستم پر مشتمل تھا

اور یہ حالت نہایت متعسر صورت میں اسطرح مستقل ہو گئی کہ شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے حاکم تسلط سے قایم رہی جبقتدر پشین گویان پہلے ذکر ہو چکی ہیں وہ اسی حالت اور انتقام کی بابت تھیں جو ایک طویل سلسلہ میں اس اندوہناک واقعہ کے متعلق بابل کی بربادی اور خاندان شاہ بابل کے نیست و نابود ہونے کے ہوتی رہیں اور ہمیں شک نہیں ہے کہ جو کچھ بخت نصیب ہوا بیت المقدس اور بنی اسرائیل کے ساتھ کیا انکا انتقام جو بخت عزت الہی جوش میں آئی ہے تھا آخر دہر پر تدریجاً ختم ہوا۔

بابل اور سرزمین کالدیا کی سلسلہ وار بربادی کا چالیسواں

یہ ظاہر ہے کہ اول کیکاؤس نے بموجب ان پشین گوئیوں کے بابل پر حملہ کیا اور اکیات میں بیت المقدس سے شہر بابل پر قابض ہو کر اسکے بادشاہ اور تمام خاندان و حکمران کو نیست و نابود کر دیا اور اسطرح جو شاہ بابل اور اسکے خاندان کی خونریزی ہو گئی تھی انکا انتقام لیا گیا کہ بقول میر وڈوش مویخ یونانی کے دارا یوش شاہ ایران نے ۳۰۰۰ بڑے بڑے اراکین اور سرداران سلطنت بابل کو کشتے کی موت قتل کر دیا اور اسطرح بیت المقدس کی دیواریں کا فروں گرا دی تھیں دارا نے ہی بابل کی دیواروں کو بڑے قہر و غصہ سے منہدم کر دیا اور اسکی نہایت بھگ اور لاشانی اور خوبصورت دروازے پرچہ ذوق سے کھدوا کر ہینکوا دیے اور اسٹو ایلیا نیست و نابود کیا کہ نہایت تھوڑے عرصہ میں اسکا نام و نشان ہی باقی نہ رہا۔ بابل کے تمام اعلیٰ درجہ کی عمارتیں حملہ آوروں نے اپنے مسلسل یورشوں سے گرا کر زمین کے برابر کر دیں اور اسکے رہنے والے اسقدر قتل کیے گئے کہ فی صدی دس آدمی بھی اہل کالدیا میں سے عرصہ تک اس ملک میں موجود نہ رہے نہایت بے گھر و خزانہ بیت المقدس کی خارجہ گوی اور بربادی بخت نصر اور اسکے جان شینوز شہ بڑی سرگرمی کی تھی اسکے عوض میں شہنشاہ کیکاؤس نے تمام خزانہ ہائے بابل کو لوٹ لیا یہ وہ خزانے تھے جو زمانہ غزوہ سے ملک بابل میں نہایت محفوظ چلے آتے تھے ابرجستے گرفت کالدیا کو کیا قابل اطمینان استحکام حاصل تھا۔

انکے علاوہ بیل یسے القل بت کا مندر بڑی سختی سے بالکل گرا کر خاک میں ملا دیا گیا اور اسکا تمام مال و خزانہ جو صدیوں سے ایک بیشمار مقدار میں جمع تھا۔ اسکے سوا اسکا جقد رساں پریش تھا بقیہ اسکے ٹوٹے ٹھوسے بخت کے لوٹ کر شاہ موصوف اپنے دار السلطنت کو لے گیا اور اسطرح یہاں اور خزانہ بیت المقدس قتل و غارت اور تباہ کیے گئے تھے اسطرح مکی رہتند کان

یعنے دارا و ایران اور یار و شیر نے خدام تجا نہ اسل وغیرہ کو گرفتار کر کے نہایت جبری طرح قتل کیا اور جیسے کچھ گستاخی بخت نصر سے بعد بیت المقدس میں سرزد ہوئی تھی اس سے ہلزدہ و خفا ہوا بابل کی بربادی ہوئی یہاں تک کہ اسکے خزانے بالکل لوٹ کر غارت اور تباہ کر دیئے گئے اور اسکے بخت توڑ کر ہینیکہ دیئے گئے اور خود قتل دیل کو توڑ کر بے نام و نشان کر دیا اور جس طرح نبوزروان نے جو بخت نصر کا ایک ملازم خاص اسکی فوج محفوظ کا ایک نامی سردار تھا بیت المقدس دیر و شلم میں گھس کر نہایت بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ خانہ خدا کو جلا دیا اور نیرباد شاہ بیت المقدس اور تمام باشندگان کے مکان کو جلا کر خاکستر اور نیست و نابود کر دیا چنانچہ اسکے مقابلے میں پیرس پارتیسا و اسے نے جو بعض مورخین کے قول کے بموجب شاہ پارتیسا کا ایک معمولی رفیق یا اسے ملازم تھا شہر بابل میں مع فوج گھس کر لگا دی اور ایک چند گھنٹے کے عرصہ میں اسکی نہایت خوبصورت حصوں کو جلا کر نیست و نابود کر دیا اور تمام مندر جو شاہان ایران کے حلا و لوٹ سے بچ گئے تھے وہ لوٹ گئے اور نہایت قہر و غصہ کے ساتھ لوٹ گئے اور جس طرح بنی اسرائیل کو غلامی اور طرح طرح کی ذلیل خدمات میں بخت نصر اور بابل کا لدا ہنے پہنچا دیا تھا اور اسے تمام وہ کام جو مردوروں یا اونے درجہ کے خادموں کے ہوتے ہیں جاتے تھے اسکی عوض میں لیکھاؤس نے اول بابل کی ایک جبری قندو کو اسات پر مجبور کیا کہ وہ یسین ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں اور اسکے ساتھ ہی تمام بابل غلامی میں داخل کیے گئے اور اسے خدمتگاری اور زحمت اور باہی کی شل ادنے خدمات لیجائی تھیں چکی اجرت و مقدر ہی نہ ہوتی تھی جو انکی حاجت کے واسطے کافی ہو لیکھاؤس نے اپنے خسران ملی اور جینی کو یہ فنی عام طور سے عطا کر دیا تھا کہ وہ تمام بابل کی سرزمین کے مالک ہیں اور انکو جس ملک کے اندر ہر قسم کی ملکیت کے حقوق حاصل ہیں اور اس ملک کے جہد ر باشندے ہیں وہ صرف انکی خدمت کے واسطے زندہ رکھی گئی ہیں اور لیکھاؤس کے بعد اور ہی جہد ر اسکے جانشین ہوئے چکے ہاں مملکت بطور ایک باجگزار صوبہ کے شمار کی گئی تھی اسی قاعدے پر ہمیشہ کا بند اور قائم ہے اور انہوں نے باشندگان بابل اور بابل کا لدا پر مظالم کی شقی اور انکی تباہی کے ذرائع اور انکی ذلیل خدمتوں کے بڑانے میں اس طرح کوشش اور توجہ صرف کی جو انکے سابقین نے کی تھی بابل والوں نے اگرچہ بخت نصر کی امداد سے بیت المقدس کو برباد کیا اور بنی اسرائیل کو اسیر کر کے اسے دشتیانہ خدمتین لی تھیں مگر لیکھاؤس اور اسکے بعد دارا اور پیرس نے اسکی عوض میں جو کچھ

ایک گوشالی اور برہادی اور تباہی کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ خدسلہ وحدہ لاشربیک نے اسے اپنے
ظالم اہل کالدیا اور بیت پریشان بابل سے بہر ذلول اور تالین غریب کی قتل و غوریزی اور تباہی و
برہادی کس ہولناک اور عبرت انگیز صورت میں انتقام لیا۔

اور بموجب مشیت خدائے قہار و جبار کے پرستندگان آتش نے دشمنان بنی اسرائیل کو کس سختی
کے ساتھ تباہ کیا بعض مورخین کا قول ہے کہ بنی اسرائیل چار سو برس تک غلامی کی مصیبت اور
بیت پرستوں کے مظالم میں مبتلا رہے مگر غور کرنے سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ روز بروز اس
تمام قطعہ کی برہادی اور سختی کو ترقی کرتی گئی جہاں بابل آباد تھا۔

اکثر مورخین کا یہی قول ہے کہ یکساں کس کو جب بابل پر قبضہ حاصل ہو گیا ہے تو اسے ایک بڑا
قتل عام باشندگان بابل اور اسکے مندروں اور عظیم الشان اور آہستہ ایوانوں کے انہدام
کے بعد زیادہ تر اپنا قیام خاص بابل میں اختیار کیا تھا اور اسکی یہ رائے ہوئی تھی کہ یہاں کی حکومت
اور طریقہ تمدن میں حسب طرز و طریقہ ایران اصلاح کیجاسے اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے
یہاں اپنا قیام پسند نہیں کیا اور وہ کھنجر پارس پورس۔ سوچا اور ایک باتنا میں رہتے تھے
تاہم حکومت بابل کی جو حالت یہاں کے واسطے عہد یکساں میں قائم ہوئی تھی اسکو ترقی ہوئی تھی
اور تمام باشندگان بابل اسے تسکین کے کاموں میں بدستور لگے ہوئے تھے۔

البتہ سکندر اعظم نے بابل کی تعمیر و ترمیم کے بعد اسکے باشندوں کی طرف داری کی تھی اور انکے
قدیمی رسم و رواج کو قائم کرنا اور اسکی سابقہ شان و شوکت کو از سر نو اسیں واپس لانا چاہا تھا مگر
وہ اسی اگر دو میں مر گیا اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے اسکی اس آرزو اور ارادے کو پورا نہیں
کیا اور آخر جب یہ ملک حکومت یونان کا ایک غزوہ قرار دیا گیا ہے تو کھنجر شاہان میڈیا نے اپنے
عہد حکمرانی میں درحالیکہ انھوں نے ملک کالدیا کی برد و باش گوارا کی تھی۔ متواتر چلے گئے اور اپنی
عظیم الشان فوجوں سے تمام سرزمین اسیر کو بابل کرتے رہے اور اسکی غارتگری اسکا خاص کام تھا
انھوں نے بڑی سرگرمی سے خاص شہر بابل کو ویران اور برہاد کیا اور اسکے مصالحہ اور تعمیر کے
سامان سے دوسرے جدید شہروں کی بنیاد قائم کی گئی نہایت اہتمام کے ساتھ اول مشہور شہر سکونیا
آباد کیا گیا اور اسکے بعد اور بھی شہر اسکے مصالحہ سے رقبہ شہر بابل میں آباد ہوتے رہے اور سطح
غیر ملکی باشندوں مثل تباراں ایران اور اسکے بعد اہل یونان نے اپنی حکومت تو صرف بابل کی
سلطنت اور آبادی اور عمارت کو منہدم اور تباہ ویران کر کے طاقتور بنایا تھا اور سطح و اوقات مذکور

کی تہ تیغ ایک حالت پر نمودار پذیر ہوئی ہے وہ تمام مشین گوئیوں جو بابل کی نسبت ہوی تھیں تمام و کمال پوری ہو گئی اور بقدر فیصلہ اور مال کار کی صورتیں بذریعہ عام مظالم کی تکمیل کے کال دیا کے واسطے نمودار پذیر ہوئی ہیں انہیں سب سے زیادہ لذت خاص شہر بابل کے متعلق پیشکار اور متواتر وقتاً اور اُنٹا سے ظاہر ہے۔

توریت میں یہ ایک خاص مشین گوئی کہ روہ یعنی حملہ آور اور سر زمین بابل کے پامال اور غصیت نما ہونے کرنے والے دور دراز ملکوں سے آئینگے یہ وہ لوگ ہونگے جو کنارہ زمین کے رہنے والے ہیں اور پشیمان قومیں اور بڑے بڑے بادشاہ بابل کو برباد کر گئے، نہایت عجیب طور سے پوری ہوئی ہے یعنی بابل پر اپنے زمانوں میں اہل فارس اور اہل مقدونیہ (سکندر اعظم وغیرہ) سیکو کس، ڈیوچی، اس اور انہی آجوں اعظم، زرتشتان، سیکوئس، خولین اور ہرقل رحمہ اللہ حضرت عمر خطاب جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور تمام اقوام یورپ میں دنیا کے فاتحین میں سب سے بڑے اولوالعزم اور فاتح اعظم شمار کیے جاتے ہیں، اور انکے بھائی چنگیز خاں اور ہلاکو خاں اور تترنگ دامیر تہرید گوکان صاحب قرآن قمران ایران و توران، ایسے بڑے بڑے بادشاہوں صاحب شان شکوہ و جلال و جبروت نے کال دیا اور بابل کو ہمیشہ شیر اور عقوب کر کے تباہ کیا اور یہاں اپنے بود و باش روا رکھی اور یا سکو ایک نہایت ذلیل اور خراجدار جز و سلطنت کے قائم رکھا۔

ظاہر ہے کہ اگرچہ اہل بابل ان اقوام اور ان کے سرگروہوں کے نام سے ذرا ہی واقف نہ ہونگے جیسے ذریعہ اسکی بربادی کی پیشین گوئیوں پوری ہوئی ہیں۔ اہل فارس نے ہی جیسا کہ ہارتیا والوں نے کہا تھا کوئی دقیقہ اہل بابل و کال دیا کی تباہ و برباد کرنے کا اہٹا نہیں رکھا تھا بیان ہے کہ حضرت دارا نے بابل پر قبضہ کیا ہے تو صرف تین ہزار اہل بابل اسے حکم سے سولی پر چڑھا کے گئے اس طرح اہل مقدونیہ نے جو بابل کو فتح کیا ہے تو اسکو فتح کرنے سے انکو عرض تھی، انہوں نے ہی کوئی خاص رحم اہل بابل کی توت قائم رکھنے کی غرض سے نہیں کیا تھا اور اسکے بعد مقبوضات کال دیا کی بابت اتنی گوش اور سیلو کس دونوں بادشاہوں میں سخت ہنگامہ اور لڑائی ہوئی اور بڑا معرکہ رو بہ کار ہوا اور پھر سلسلہ وار ایک حکمران دوسرے حکمران کے خلاف اپنی کارروائی اور کامیابی کے وسائل میں مصروف تھا اور ایک بڑی طویل سیلو بیڈ کے بعد اہل بارتیا نے جو غلامی کی شرط بابل والوں کے واسطے جاری کی تھی وہ عرصہ تک اپنے ظلم اور سختی کی نوعیت سے ضرب اٹھ ہو گئے تھے۔

دوسرے صدی عیسوی میں اہل رومنا مقامات دور و دراز سے بابل پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے یہی تباہی و بربادی کا لہیا میں قدم قدم پر اپنے سابق حملہ آور ان بابل کی پیروی کی اور انہوں نے حکومت مارکس قیصر میں رومن جنرلوں نے کا لہیا کے مشہور شہروں سٹی سی فن اور سلوشیا کو تباہ کیا انہوں نے اگرچہ یونانی بستیوں میں جو مملکت بابل میں قائم تھیں دوستانہ برتاؤ رکھا مگر جب قدر قطع ملک میں شاہان پارٹیا کی حکومت تھی انکو ایک سرے سے تباہ کر دیا اور اس طرح ان دونوں شہروں کی حالت جو بھی جھکا اوپر ذکر ہو چکا ہے شہر سلوشیا کے تاخت و تاراج اور بربادی سے اسکے تین لاکھ باشندوں کے ایک دم سے نیتخ کر دئے کہ ایفبہ زمین بابل میں آباد کیئے گئے تھے اہل روم اپنے جنہ لوں کی نہایت قابل مہامات کا رروائی سمجھتے تھے بہر حال سلوشیا تو بابل برباد ہو گیا اور شہر سٹی سی فن میں اس حملہ کو پینیس برس کے بعد پھر اس قدر قوت اور طاقت پیدا ہو گئی تھی کہ اسے شہنشاہ سیوس قیصر روم سے فردی اختیار کی اور عرصہ و ساز تک اسکے محاصرہ کو قائم رکھا تھا۔

مگر ایسی اس سرکشی نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا بلکہ قیصر مذکور نے نہایت قہر و غلبہ سے اس کے محاصرہ کی حالت کو ٹوڑ ڈالا اور شہر میں نہایت قہر و غصہ کے ساتھ گھسکر شدید قتل عام کیا گیا اور بڑے قہر و غضب کے ساتھ اسکی بربادی کی گئی اور پھر تیسری بار شہر سٹی سی فن جو لین قیصر کے افسروں نے محاصرہ کر کے فتح کیا تو جب قدر باشندے سٹی سی فن کے تھے وہ تمام و کمال قتل کر دیئے گئے بعض موزین ان لوگوں کی تعداد جو اس دفعہ کے حملہ میں دسیوں لے قتل کیئے چھ لاکھ لکھتے ہیں اسیری کی تمام اقدادہ میدان اور زمینیں جو لین قیصر کی فوجوں کی جولا نگاہ بنے ہوئے تھے اور جب قدر دشمنند اور صاحبان تدبیر اسکے ساتھ تھے انہوں نے اپنی اس حکمران کی تجویز کے بموجب ان لوگوں کو جو سرزمین کسی میں ذرا بھی قصور وار پائے انکو قتل کر دیا تھا۔

اور جب قدر ملک دریائے دجلہ اور کوستان عراق بحر مدیٹام کے مابین واقع تھا اور یہ ایک نو کا لہیا کا تھا زمین بے انتہا گانوں اور قبضے آباد تھے اور چونکہ اسکی زمین نہایت ہموار اور سطح تھی لہذا زرعت و کاشتکاری سے بہت بڑا فائدہ یہاں کے باشندوں کو حاصل تھا اور انکا کام حاصل خیزی اور سرسبزی کے باعث تمام رعایا مرفہ حال تھی مگر جو قوت اہل روم اس ملک میں داخل ہوئے ہیں تو اسکی مرفہ حالی اور سرسبزی نہایت بربادی اور تباہی کی صورت میں لگ گئی جہاں کہیں یہ لوگ سرزمین بابل کا لہیا میں جاتے تھے وہاں کے باشندے انکی خوف اور تیر

اس عداوت کے باعث جو حملہ آوروں کے ظلم سے ان کے دلوں میں شدت سے جاگ رہی تھی، اب اسے پہلے ہوئے موضع کو برباد کر دیتے اور ان کی مذمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے اور ان حصوں میں جا کر بٹاہ گزیر ہوتے تھے کچھ گرو شہر بنائیں ہوتی تھیں۔

وہ اپنا کل سامان اور مویشی وہاں ہانک رہ جاتے تھے اور جو بقت رومیوں کے حملہ آوری یا کسی ملک کی طرف ان کی تہش اور نقل و حرکت کی خبر ہوتی تھی تو وہ اپنے استاد زراعت کو خود جلا کر سیاہ کر جاتے تھے اور ان کی اس کارروائی سے تمام سطح ارضی میں ایک دہراں آہنگ ہوتا تھا جو جو لین کی پیش قدمی کو کچھ عرصہ تک روک دیتا تھا اور اسکے بعد جب جولین یا اسکے افسر آگے جتے تو ان کو ایک ایسا منظر دکھائی دیتا جو بالکل دہشت انگیز اور ویرانے اور خاکستر کا ڈھیر ہوتا تھا اور اسکے ساتھ ہی ایک اور نہایت آباد شہر شاید سکوت شہا، جو سرزمین کالدایا میں بہت مشہور اور زرخیز تھا مذمت اور بے سبب برباد کر دیا گیا اس کا قتل عام کیا گیا اور شدید محاصرہ کے بعد اس شہر کی دیواریں اس آتش موائے سے جیسے موقع پر اس زمانہ میں متعال کچا جاتا بہت بڑا خشکاب الیا گیا اور آخر اسی خشکاب کے رستے جو لیں قیصر روم کی سپاہی اور سردار نہ شہر میں گھس گئے اور نہایت سختی سے قتل عام جاری کر دیا۔ اس کا ایک سردار جس کا نام سپیری شاہ تھا ان مقامات کی طرف پہنچا جو شہر کی انتہائے حصوں میں واقع تھے اور جنہیں عمدہ عمدہ مکانات اور اکثر خانے کہتے تھے اور جنہیں لاکھوں میں غلہ ہرا ہوا تھا مگر اس سردار نے وہاں جا کر پیچھے ہٹ کر منظر دکھا کہ وہ سب عمارتیں آگ سے جلا کر خاک سیاہ ہو گئیں ہیں اور رسولے خاک کے ڈھیر کے سامان زندگی کا کوئی نشان نہیں نظر آتا ہے۔

ہر طرف دیرانی اور بربادی پہلی ہوئی تھی اور جبکہ ان شہروں کی بربادی کے بعد جو بابل کے تہہ زمانہ تباہی کے بعد کیے بعد دیگے آباد ہو کر مذکورہ حملہ آوروں کی پورکش سے تباہ ہو گئی تو قیصر ارجوم کے آخر زمانہ میں جبکہ ہر کیوس (ہرقل) شہنشاہ روم تھا اس نے مشہور شہر ولفز کو جو بابل کے مصالحہ اور سامان تعمیر سے شاہاں ایران نے آباد کیا تھا اور جو قطع زمین کا لیا میں اس زمانہ میں ایک نہایت آباد شہر تھا جلا کر خاک کر دیا۔

اور کالدایا کے شہر شلی سی فن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد جو چیز وہ اس شہر میں غارتگری کر کے اپنے ملک کو نہ پہنچ سکا اس کو جلا کر خاک کر دیا۔

نبی عباس کا زمین کا لہریا اور بابل قبضہ

زمانہ کی گردش دوسرے سچ پر ہوئی اور وہ نور عالم افروز ایمان (اسلام) جو سرزمین جہان سے
 ٹھکانہ تمام دنیا پر محیط ہو گیا تھا اس ملک میں ہی پہلا اور جب اس کے مقلد بن سرزمین عراق عجم کمال
 طور سے مسلط ہو گئے اور شام و دمشق اور تمام ارضی فلسطین اور وہ حصہ ملک جہاں خاندان
 نژاد کی حکومت کے نشان قائم ہے اس کے قبضہ میں آ گیا تو بعد زمانہ خلفاء راشدین کے اور شی
 کی سلطنت کے نبی عباس کی سلطنت پیشا کے اکثر قطعات پر قائم ہوئی تمام موزنین کا اتفاق
 ہے کہ ان کے زمانہ حکومت میں بابل کی قدیم تعمیرات اور باشندوں اور مذہب کا نام و نشان بھی
 رہا تھا جس قدر مورتیں اور آثار قدیم بابل کے قدیمی کھنڈروں میں موجود تھے وہ پیروان اسلام
 برباد کر دیئے اور اس کی خاص خاص عمارتوں کو جو رومیوں کے حملہ آوری سے باقی رہ گئی تھیں کھود
 کھود کر تمام و کمال نیست و نابود کر دیا اور مقام سلوشیا اور شعی سی فن سے پندرہ میل کے فاصلہ
 پر شہر بابل کے مصاحف سے ایسا ایک خاص دار السلطنت یعنی بغداد جدید آباد کیا جو پانچویں ملک
 ایک ایسی عظیم الشان قوم کا مرکز رہا ہے جس کے گرد تمام اسلامی دنیا گردش کرتی تھی۔

سرزمین بابل ہو لا کو (ہلا کو خان) اور دیگر شاہاں ترک منغل کا حملہ

نبی عباس کی پانچویں کی نہایت بارون سلطنت کو ہلا کو خان تانار نے بطرح تباہ و برباد کیا
 ہے وہ تمام ذرائع میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے ان منغل کشور کشاؤں نے عبوت سرزمین بابل
 اور کالہ پریج کے حدیں بغداد تک پہنچ گئی تھیں قبضہ کیا تو ایسا قتل عام اور جبر و تشدد نژاد کی
 ہے جیسا کہ کریم نے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں بغداد کا دو ماہ تک بڑی سختی کے ساتھ ان
 منغلوں نے محاصرہ رکھا اور اسکو نہایت ہی قہر و غلبہ سے منہج کیا اور اسکی تمام عمارات اسلامیہ کو
 کھود کر نیست و نابود کر دیا ہلا کو خان کے ایک عرصہ کے بعد ایک اور جہاں منغل نے بغداد
 اور تمام ارض بابل کو اس سرے سے اُس سرے تک پامال کیا اسکی حالت قوت اور وسعت سلطنت
 سے تمام دنیا کی تاریخیں بھری ہوئی ہیں۔ امیر تیمور جو حقیقت اپنے وسیع سلطنت اور کثرت قوت
 کے باعث دروے زمین پر ایک نہایت عظیم القدر انسان سمجھا جاتا ہے سہ ماہ بائزید خاں عثمانی
 سلطان روم میں جب اس ملک پر حملہ آور ہوا ہے تو اسکا مقابلہ اور جنگ دیکھا اپنے ہم نوا

تہا لیکن فتح کے بعد اسے قتل و غارت کا جو بازار اپنی فطرتی خوریزی مگر کم کیا تو طرفہ ایٹھ بیچا وہ تمام شہر اسے خاک سیلا کر چیلے جو دریائے دجلہ و فرات کے کنارے حملہ داری غنائیں میں آباد تھے اور اسے اپنی حکومت کو دوپائے دجلہ و فرات کے مابین تمام مقامات پر بالاسقلال قائم کر دینے کے بعد بغداد میں حبشیا قتل عام کیا ہے اسکی مثال صرف ہلاکو خاں کی خوریزی سے ہو سکتی ہے اور بعد فتح بغداد اسے اس شہر کے باہر ایک مینارے انسانی کہوہریوں کا بنوایا تھا جس میں نوے ہزار جانیں تلف ہوئی تھیں اور اسکے بعد ترکوں نے مختلف لڑائیوں اور سخت معرکوں کے بعد جب بغداد اور اس حصہ ملک کو حسین بڑا قطعہ سرزمین کا لہیا کا شال ہے سلطنت ایران سے واپس پہنچا تھا اسکے واقعات، عبرتوں اور حالات حیرت انگیز کے واسطے ایک جداگانہ تاریخ چاہیے ان تمام لڑائیوں میں جو ایران اور ترکوں کو ہوئی سلطنت عثمانیہ کو دن اور ساکنی اور تاریخوں سے مددی تھی یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیے کہ بیروت اور موصل اور بغداد اور کر بلا یہ سب مقامات جو اس وقت ترکی غلامی میں ہیں ایک زمانہ میں سرزمین کا لہیا اور بابل بین داخل تھے اور انیس سے اب بھی اکثر دیر پہلے جہاں کسی قدر آباد تھا اور جو منزلوں تک اس راہ میں پڑتے ہیں اسبات کا نشان زمان حال سے بظاہر ہی ہیں کہ یہاں افسران بابل کی حکومت تھی چلی بت پرستی دنیا کی تاریک ترین خیالات کے لیے ایک خاص دستہ اور بڑے گورنر کے حکم سے انکی ایسی بربادی ہوئی کہ اس گروہ کا نام و نشان نہ رہا اور بعد حملہ داری اہل تجم اور ترکستان مقدونیہ اور عیسائی قیصران روم نے غیر دمسدان اسلام کو زمانہ فرمانروائی میں جب کہ ان مقامات پر سلطنت کو ابتدائی استحکام حاصل ہوا ہے تو اس دار سلطنت کفر کی بیخ و بنیا ذک کہوہ کہ ہینکدی گئی حال کی ترکی حملہ داری میں مذکورہ مقامات جس قدر ہیں وہ ایک عجیب بربادی اور ویرانی کی حالت میں ہیں اور انکے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نسبت عہد اہل عجم یا اہل مقدونیہ اور شامان پار تھیا اور اسکے بعد نبی خدا کی سلطنت کے زمانہ میں اگرچہ بابل کی سرزمین کے قدیم قصبے ایک عجیب ویرانے کی حالت میں آباد تھے مگر آل عثمان یعنی حال کی گورنمنٹ ترکی کے زمانہ سے یہ حالت قریب قریب بدل گئی ہے مگر بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ گودسط حصحات آبادی بابل ویران ہوا ہے لیکن جھوٹے سرحدی مقامات سرزمین کا لہیا اور بابل کی تھے انکی آبادی کو روز بروز ترقی سے اور ہر سال چھوٹے بڑے قصبے وہاں آباد ہوتے جاتے ہیں عام طور سے اہل تاریخ اسبات کو جان سکتے ہیں کہ بقصرہ اور دجلہ اور سامروہ اور بغداد اور اسکے علاوہ وہ آبادیاں جو بیچ فارس کے کنارے

ترکی عہدِ اربعین سوقت میں یہ سب سرحدات بابل میں داخل تھیں اور یہاں فرمانروایان بابل کے چوسٹے بڑے گورنر یا حکمران رہتے تھے گوانکے نام یا انکی حالت اور صورت آبادی اسوقت بالکل بدل گئی ہو مگر یہ لحاظ اس امر کے کہ سرزمین بابل مخصوب اسی تھی اور وہ کبھی آباد نہیں ہو سکتی ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب قدر حصہ آبادی شہر بابل کا سابق میں تھا اسکا نام و نشان ابھی نہ رہا اور نہ اسکی قدیم نسلونکا پتہ ہے اور سولے چند آثار عمارات مہرود کے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلہ میں اسنے نہایت گستاخانہ قیام کیے اور جسکی بابت دنیا میں اسکو پوری سزا لگئی اور کوئی بھی نمونہ اسبات کا نہیں ملتا کہ شاہاں کالد یا کی سلطنت کس زمانہ میں قائم ہوئی تھی اور کسے اسکو قائم کیا تھا۔ اور کہاں پر واقع تھی قدیم آثار آبادی جو ہم بعض قرآن سے اس خیال کی تخیل کے واسطے کہ اس ملک میں ایک زبردست اور ایسی قوم آیا دہتی جو خدا کے قادر کی الوہیت اور وجود کے قطعی منکر تھی دریافت کرنا چاہیں تو ہیکہ ایک ذرا ویرانوں کی عبرتناک حالت اور ان کہنڈروں کی خراب اور بوناک منظر کو دیکھنا چاہیے جو سوقت سرزمین بابل میں موجود ہیں اور جبکا تفصیل ذکر اس کتاب میں کسی موقع پر کیا جائیگا۔

بابل کے خزان و دفاین کی عام حالت اور انکی تاریخی

بابل کے مشہور اور پوشیدہ خزانے جو مختلف اوقات میں حملہ آوروں نے ناخست و تاراج کئے انکی بابت مورخین قدیم نے مختلف خیالات ظاہر کیے ہیں اور انکی مقدار کی حدیث کا عام اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف ان خزانوں سے چند سلطنتیں جو کئی صدی تک سرزمین بابل میں قائم ہو رہی تھیں برباد ہوتی رہیں اپنی حثمت اور شوکت ملی قوت اور استحکام حاصل کر چکی تھیں۔

کیکاؤس کی نسبت لکھا ہے کہ اسکے دفعہ اور نہایت تعجب انگیز طور سے سلطنت بابل پر قابض ہو جائیکے بعد پہلی کارروائی اسکی یہ تھی کہ اسنے ان پوشیدہ خزانوں پر جو بابل میں مہرود کے زمانہ سے بخت نصر کے جانشینوں تک محفوظ چلے آتے تھے اور جبکا حال سولے سپند مختار حکام بابل کے اور کوئی بھی نہیں جانتا تھا فوراً قبضہ کر لیا تھا۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ جب اسکے داخلے کی خبر شہر بابل میں عام طور سے پہل گئی تو اسکے تمام تھا اور ایرانی فوج نے اسقدر شہر کو لوٹا تھا کہ ہر ایک اوسنے سپاہی اور سردار کا لباس جامہ اور قمیص بالکل لہین ہو گیا تھا اور جو بڑے اعلیٰ درجہ کے افسر تھے انکی وردیوں پر سنہری اور روہیلی نہایت بیش قیمت کلابتون لگا ہوا تھا

اور تمام ملبوسات بڑی چمک مک اور نذوق برق کے تھے بیان ہے کہ یہ سب بابل کے خزانہ سے
 لیا گیا تھا اور جس طرح ان پوشیدہ خزانوں کی تقسیم ہوئی تھی جو صدیوں سے بابل کے قوت میں
 محفوظ تھے اور جب یہ خزانہ ہائے بابل دارا کے قبضہ سے نکل کر ایک دوسرے بادشاہ بزرگ یعنی
 اسکندر اعظم کے قبضہ میں آئے تھے تو انے ان خزانوں سے ہر ایک مقدونیہ کے سوار کو ۱۰ مینا
 در ایک قسم کا سکہ یعنی تقریباً پندرہ یونڈ سونا انعام میں دیا تھا اور ہر ایک یونانی سپاہی کو پانچ
 یونڈ سونا انعام میں دیا گیا تھا اور اس سے علاوہ اسکے لشکر کے ہر ایک سپاہی کو دو ماہ کی تنخواہ انعام میں ملی تھی۔ پھر
 بعد جب ڈیڑھ ٹکی اس میں اس ملک سپرٹا ہوا تو اسے ہی خاص اپنی غرض دولت مار کی تکمیل کے واسطے شہر کوڑے
 روٹنے کا حکم اپنے سپاہیوں کو دیا تھا جو نہایت سرگرمی کے ساتھ پورا کیا گیا تھا اسکے علاوہ وہی ماند قریب میں اپنی
 بہت سی قویں بھی تھیں جنہوں نے بابل کے خزان اور تمام باشندوں کی دولت کو لوٹا تھا یہ خزانے اور دولت
 جو کچھ اس اور اسکندر کے مرنے کے بعد کر بابل سے تاخت و تاراج کیے گئے تھے وہ
 اسکندر کے مرنے کے دو صدی بعد کے لوٹے گئے تھے اکثر عیسائی مورخین لکھتے ہیں کہ ایرانی
 اور یونانی فاتحوں کے حملے اور قبضہ کے دو سو برس کے بعد جو دوبارہ بابل کے خزانے
 لوٹے گئے انکے تاراج کرنے والے اہل پار تھیا تھے انکی تاخت و تاراج غضب کی غارتگری
 کی نظیر تھی مگر بابل کی تقدیر میں اس سے زیادہ سلسلہ بربادی کا جاری ہونا تھا کیونکہ پار تھین
 قوم کے بعد ہی اہل واکا ایک بہت بڑی فوج جو یوحنا پیشین گوئی تو ریت مقدس
 در ساحل زمین ہونے والی بھی جاتی تھی بابل میں داخل ہوئی تھی اور اس نے خوب اسی طرح
 اسکو تاخت و تاراج کیا تھا اس میں شک نہیں ہے کہ اس ملک اور سلطنت کی غارتگری جسقدر
 ہوئی ہے اسکو تمام دنیا کی بربادیوں اور تاراجیوں کے مساوی سمجھنا ایک قسم کا مبالغہ
 ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان خزانوں کی لوٹ مار اسی سلسلہ طور سے ہوتی رہی ہے جو حقیقت
 دنیا کے عجیب واقعات میں داخل بھی جاسکتی ہے اور ایکوان لوگوں نے یعنی بابل اس
 طبقہ انسان نے غارت اور تاراج کیا ہے جو اکثر ظالم ترین فاتحین دنیا سے تھے اور غارتگری
 اور غارتگری سے اپنے ملک کو وسعت دینا یا اپنی شوکت قائم کرنا جیسا خاص مقصد تھا اگرچہ
 ان حملہ آوروں کی طرف سے اس قسم کی غارتگری کی آگ نہایت غضبناک طور پر سمجھنا مستعمل
 رہتی تھی تاہم ہر ایک حملہ آور کے عہد میں اس ملک کو رستہ بین کا لدا یا اپنی فکر میں داخل کر لینے
 یا اپنا صوبہ بطبعی طور پر قرار دینے کے بعد انکی اکثر حفاظت ہی ہوتی تھی مگر بعض مورخین کا قول ہے کہ

کہ کالدا کی یہ حالت نہیں تھی اگرچہ بہشت گورنمنٹ کے ایک زمانہ میں اسکو ذاتی اقتدار حاصل تھا لیکن جبکہ اسپر زوال شروع ہوا تو اس کے ہر ایک حصہ میں سوائے تباہی اور بربادی کے کچھ نہیں کو اور کئی بات کا خیال نہیں تھا۔ اور اسلئے یہ خیال پوتا ہے کہ گودنا کے بعض ملک جو ظالم بادشاہوں نے فتح کیے ہوں تو انکی غارتگری کے بعد بالضرور انکی سرسبزگی کا خیال بادشاہان مذکور کو ہوا ہے بخلاف بابل کے کہ اسکی بربادی کا سلسلہ ہر حال میں قائم رکھا گیا چند موزمین یہ بھی کہتے ہیں کہ گو مختلف زمانوں میں بڑے بڑے بادشاہوں نے اسپر طرائقی کی اور اسکو غارت اور تباہ و برباد کیا لیکن مستقل طور پر سرزمین بابل شاہان اسلام سے قبل کسی اور بادشاہ کی کھجومت ماتحتی میں نہیں رہی تھی بلکہ اکثر خود اس ملک میں خود مختار سلطنتیں قائم رہی ہیں تاہم بربادی کا سلسلہ اسطرح قائم رہا ہے اور کسی وقت میں کیا کوس کے بعد سے قطع نہیں ہوا ہے اور نہ کسی سلطنت نے جبکہ اسپر کوئی بادشاہ حملہ آور ہوا ہے تو اسے لینے بابل کی حفاظت اور حمایت کی ہے۔

یہ امر نہایت صاف ہے کہ جس زمانہ میں سلطنت رومنہ الگبری نو اسپر حملہ کر کے اسکو تاخت و تاراج کیا ہے تو اسوقت اہل تہذیب و دراز سرحدوں پر اکثر اقوام حکمران تھیں جبکہ بابل سے بہت بڑا تعلق تھا مگر انہوں نے بھی جسوقت رومی جنرلوں نے بابل پر حملہ کیا ہے تو انکے مقابلہ میں کوئی بھی مدد اہل کالدا کی نہیں کی تھی۔ مگر مورخ لکھتا ہے کہ اس حملہ میں رومیوں نے علاوہ ہتھیار دولت و مال کے تاراجی اور غارتگری کے ایک لاکھ اہل بابل کو قید کر کے اپنے ملک کو بھیج دیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دوسری صدی عیسوی میں مرقس قیصر کے جنرلوں نے سسیائی فن کو جو اس زمانہ میں دار السلطنت کالدا اور بابل تھا فتح کیا تھا۔

اور جب جو لین قیصر کے حکم کے بموجب پر لسیا اسکے سپہ سالار نے چوتھی صدی عیسوی میں سسیائی فن پر چڑھائی کی ہے تو بعد اس شہر کے مختلف قطعات میں آگ لگا دینے کے غلہ اور ہتھیار اور مختلف قسم کے طلائی و لہرہ ساز سامان کی ایک بڑی مقدار اسکے ہاتھ آئی تھی جس میں سے ایک بڑا حصہ اسنے اپنی فوج کو تقسیم کر دیا تھا اور باقی مقدار اسنے جنگی خدمات کے اخراجات کے واسطے رکھنے دی تھی اور اسکے سوا جبکہ سامان اسکے نزدیک اسکے استعمال کے قابل

لہ زار بایا تھا اسکو پرسیا نے انگ لگا دی یا دریا سے فوات میں غرق کرادیا اس غارتگری اور لوٹ
 بین جو حصہ رسد ضمیمت اسے تقسیم کی تھی تو فی سپاہی چاندی کے ایک سو ٹکڑے حصہ میں آتے
 تھے اس عظیم الشان غارتگری اور لوٹ مار کے وقت پرسیا نے حسب ذیل تقریر اپنے سپاہیوں
 سے کی تھی در دولت کا حصول خاص تمہاری اس گرمی اور جوش کی اصلی غرض ہے اور یہ کہ تم
 اور زوال اسوقت اہل فارس کے ہاتھ میں ہے جو اس سر زمین پر حکمران ہیں اور تمام لوٹ اور
 ضمیمت اس نہایت زرخیز ملک کی بابت یہ تجویز کر لیا گیا ہے کہ وہ تمہاری ہر جوش بہادری اور
 نہایت دلیرانہ عملہ آہری کا صلہ ہے۔

بہر حال ایک نہایت ہی خوریز اور شدید اور سخت حملہ کے بعد دشمن ر اہل ایران کو شکست
 ہوئی اور تمام دولت و مال ایک مشرقی فخرن طلا سے بطور غنیمت چھین لیا گیا جہین طلائی اور
 نقرئی ٹکڑوں اور سکوں کی ایک کثیر مقدار تھی اور انکے علاوہ مرصع زیور اور اعلیٰ قسم کے
 ہتھیار اور پچھونے اور نہایت قیمتی کپڑے سے آؤ خانہ داری کے ہر قسم کی ظروف طلائی
 و نقرئی تھے اسکے بعد جس زمانہ میں ہترقل کے حکم سے پہر اہل روم اسے کال دیا پر حملہ کیا ہے
 تو اگرچہ خزانہ اور دولت ایک عظیم الشان مقدار مقام متروک ہے کہ جو اس زمانہ میں اس صوبہ کا
 دارالصدر تھا شاہ ایران نے اپنی خاص ملک میں بھیج دی تھی اور بڑی مقدار خرچ ہی ہو گئی
 تھی تاہم جب قدر روپیہ اور مال خزانہ میں باقی رہا تھا وہ اس قدر کثیر تھا کہ حملہ آور جنرل کی امید
 سے کہیں زیادہ تھا اور جبکی غارتگری سے اسکی طبیعت بخوبی سیر ہو گئی تھی۔ اور جبکہ کہ ایک
 رنگہا زکی چہت پر نقش کاری کرتا یا رنگ دروغن جڑا ہکا اور پھر دوسرا سپہ اپنا رنگ جھانکے
 اسی طرح گنن مورخ عیسائی نے شہر سسی فن کی لوٹ کی نسبت جب قدر لکھا ہے اور نیز جب قدر
 کہ سابق میں سلوشیا کی غارتگری کی نسبت لکھا گیا ہے یہ لکھا اس امر کے کہ یہ دونوں مختلف
 اوقات میں کال دیا اور مال کے دارالسلطنت پہنچے جن اور انہیں سے ہر ایک شہر و خراباں
 کے نام سے دنیا میں مشہور تھا ان کی تباہی کے تمام اصل واقعات اور حالات کو و آسنی
 نے جو عیسائی مورخوں کے نزدیک پیش گوئیوں کی تفسیر میں ایک بڑا باہر مال اور تورت کا
 عالم تھا مندرج کیا ہے۔ گویا جب قدر گنن نے از دے تاریخ اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ان
 شہروں کی بربادی اور پامالی کس طرح ہوئی اسکی شکل جو مضامین تورات میں اسکی زوال کی
 نسبت بطور پیشین گوئی موجود تھی انکو مورخ مذکور کے بیانیوں اور تحقیقات سے دیکھنے سے کابل

سلطانی کر دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئیوں جیسی کچھ ایسی ذوال اور بر باد کی غلبت ہو
ہوئی انکی صحت میں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ اہل اسلام نے جو اس دارالسلطنت کو غارت کیا ہے

مسلمان کون تھے انکی بابت مختلف مورخین نے اپنی رائیں کثرت کے ساتھ ظاہر کی ہیں اصل یہ ہے
کہ انکی پیغمبر حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں تھے جو حجاز کے دارالصدر یعنی مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور تمام
دنیا کے واسطے پر عیب بات ہو گئی کہ ماوراء پرستی کا انیسمل انکے زمانہ میں کس انتہائے کامیابی آمیز طریقہ
سے ہوا ہے حضرت محمد صلعم جو ایک نہایت بزرگ اور امین اور نہایت محترم خانہ فرشتہ میں تھے اس
عظیم الشان مذہب کے بانی ہوئے اور جنہوں نے عرب ایسے نہایت سخت سرکش اور جنگجو اور جاہل نام
میں انسانیت اور خدا پرستی کی اصول اس طرح پسلا دیئے جس سے بہتر عالم ہند میں ناممکن تھے اور
پھر اس مذہب نے دنیا کے سرحلہ پر جس وسعت اور عین طور سے اپنا اثر ڈالا ہے وہ دنیا کی تاریخ میں
سے ایک لاشافی ہے یہ مذہب نہایت تھوڑے عرصہ میں تمام دنیا کے بڑی بڑی قوموں پر
بطور غلط عالم افراد کے محیط جو گیلیلی کا فلسفہ طرز عمل اور اشاعت اور قبولیت کو جس تک دنیا میں
ایک خاص استحکام حاصل کرتا جاتا ہے۔ اور انکے بیٹے حضرت محمد کے جلدائے جانشینوں نے دنیا میں
جیسے جیسے کام کیے ہیں وہ ایک مؤرخ کی آگاہی کے واسطے ضروری ہیں اور ایسے یہ مناسب معلوم
ہوتا ہے کہ اس موقع پر کسی قدر ابتدائی حالت اہل عرب کی بیان کی جائے عربوں کی تاریخی اکثر حالات
میں بطور مختلف ہیں جیسے یہودیوں کی تاریخ ہے۔

اہل عرب کی ایک زبردست خلق حضرت اسمعیل کی اولاد میں ہے مگر اور لوگ بھی جو اس زمانہ سے اس
ملک میں بود و باش رکھتے تھے آئے ہیں عرب کہلاتے ہیں بحیثیت مجموعی تمام تاریخوں سے اس بات کی
تفہات ظاہر ہے کہ عرب ایک نہایت سرکش اور تاش مزاج قوم تھی مگر تاش زبانی اور فصیح البانی اور
باہم انکے افتخار کی صورتیں بالکل متحدہ تھیں انکی زبان اور تقریر کی عمدگی اور فصاحت و بلاغت ہمیشہ
دنیا میں ضرب اہل رینجی اور انکی نسبت ہمیشہ میں جل سے اپنے کلی حدود کے اندر محفوظ رہے ہیں لیکن
اور ایسے علاوہ تمام مورخین جنہوں نے عربوں کی تاریخ لکھی ہے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے اور
علیٰ کچھ دوس گین نے بعض مستثنیات کو اہل عرب کے واسطے خاص کر دیا ہے جیسا کہ نسبت جملہ تہذیب
مورخین مشتبه خیال کرتے ہیں۔ لیکن کی تحقیقات میں عام طور سے اہل عرب ہمیشہ آزاد رہے ہیں اور
انہوں نے کسی زبردست سے زبردست کشاکش سلطنت کی نالعداری نہیں کی ہے اور انکی خصوصیت
اس قسم کی ہیں جنکے صحیح ہونے میں شک نہیں ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنی آزادی کو نہایت درجہ

کے ساتھ قایم اور برقرار رکھا ہے اور دنیا کی بڑی بڑی زیر دست مملکتوں اور حکومتوں کی حملہ آوری اور اطاعت سے ہمیشہ اپنے کو محفوظ رکھا ہے۔ نہایت اولوالعزم چانگیر بادشاہوں سیاسترس اور کیتھرس و کیکائوس ایرانی۔ چابی اور تراجان نے بھی کبھی عرب پر فتح نہیں حاصل کی تھی بعض موصنین کی رائے ہے کہ درمیں شک نہیں ہے کہ انکی مذکورہ طریقہ زندگی اور طرز معاشرت اور عربوں کا قدیمی حال ملن اور انکی ایک دوامی اور یکجان حالت صرف انکے ملک کی نچرل خاصیت کا ایک ضروری نتیجہ ہے۔ ایک مورخ کا یہ بیان ہے کہ انکی وحشت اور آتش مزاجی اور آزادی کی اب بھی دہما حالت ہے جو قدیم سے تھی اور تمام انسانی نسل کے خلاف انکی زندگی کے اصول ہیں اب تک محفوظ اور موجود تھیں حالانکہ تین سو برس تک انکے خاص گردہوں نے اپنی کوشستانی بددعاؤں کی فطرت کے خلاف مختلف ممالک کو تھیر کر لیا تھا اور یہیں ذرا ہی تالی نہیں ہے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ایک زمانہ میں حال عرب فاتحین کے حیلہ اقتدار میں داخل ہو گیا تھا۔ انکی سلطنت سرحد ہندوستان سے لیکر کنارہ دیکھا اور قیانس و اٹلانٹیک تک پہنچی تھی جو ہر طرح سلطنت دوتہ الگ کرنے کی اس وسعت سے جو ہر دیکھ کو تمام دنیا کے حاکم اور قابض ہو جانے کا دعوے تھا اس حصے سے زیادہ وسیع تھی۔ مگر قدیمی اوصاف یعنی حیثیت اور آتش مزاجی انہیں وہی ہی سو جو ذہنی حضرت اسمعیل کی نسبت عیسائی مورخین نے عہد خیالات میں ظاہر کیے ہیں مگر غور سے دیکھنے کے بعد یہ اندر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی روحانی انسان تھے اور متعادل دنیوی طرز زندگی اور نہایت بے تعلقی سے اپنا خاتمہ کر دینا اپنی نجات اخروی کا اکل ترین نتیجہ ہیں اور اسی باعث جو کچھ طرز تمدن کی خوش سہولتی اور انسانی زندگی کی فانی آسائش کے طریقے دیگر حصص عالم میں موجود ہو گئی تھیں وہ تقریباً موقوف تھے جو حضرت محمد کا مولد اور مسکن تھا ہمیشہ فطرت کے رموز اور اصلی غرض خلقت انسانی کے اور اک کا جو لا شکار سمجھا جاسکتا ہے۔

کیونکہ وہ ان سے ایک عام حالت اس سہتہ کی نشاندہی کی پیدا ہوئی ہے جو خدائے قدیر کی پکار اور وحدانیت کے انبات کے لئے مختص ہے۔ اور جبکہ اس امر پر بغیر خیال کیا جائے کہ کس طرح ایک ایسی قوم کی دلنیں ان برکات اور زندگانی اعتدال پسند کے طریقے کے قایم اور جاری رکھنے کو اچھے بلدی نے راسخ اور مستقل کر دیا تھا جو باطل ہی جاہل اور وحشی اور اصول زندگی تہذیب سے مسلسل طور پر قطعاً ناواقف تھے تو ایک عجیب سیرت ایک تاریخ لکھنے والے پر نظارہ ہوتی ہے کیونکہ عرب کے حالات اور خصائص اور انکی حسیانہ زندگی کی اگر عام حالت پر محاط کیا جائے تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا

خسرو پرویز شہنشاہ ایران کا وہ عظیم الشان ایران جو عقیدہ محل کے نام سے مشہور تھا اور جو گریا
خزانہ ہائے بابل کے سامانوں سے معمور تھا اور جو مسلمان فیروز مندوں کے ہاتھ سے تباہ ہوا
تھا اسکا ہر ایک کمرہ نہایت بیش قیمت جواہرات اور طلائی اور نقرہ آرائش اور زیب و زینت سے
جھنگار ہا تھا۔ نہایت بیش بہا قالین اور خوبصورت کرسیاں اور تخت جو بالکل طلائی تھے اور جو اس
ایوان میں بے شمار تعداد کے ساتھ موجود تھے وہ سب ایک ایک کر کے لوٹ لائے گئے تھے
ابوالفتح ایک نہایت مستند عربی مؤرخ نے اس کل سامان کی تفصیل اپنی کتاب میں نہایت
شرح و بسط کے ساتھ کی ہے اور اسکے علاوہ اور مورخ نے بھی ایسی بابت اپنی تفصیل
تحقیقات لکھی ہے کہ جس قدر سامان خسرو پرویز کے محل شاہی سے مسلمانوں نے لوٹا تھا اس
سے صرف سونے کے ٹکڑے کا تخمینہ تین ہزار ہزار ہزار تعداد میں کیا گیا تھا۔ اس محل کے
وسط میں جو کمرہ تھا یعنی خسرو کی خاص نشین گاہ تھا یا جسے کمرہ تخت شاہی کہہ سکتے ہیں
اسکا فرش ایک نہایت ہی گران بہا قالین مخملی کا تھا جو ساٹھ کیوٹ طول میں اور نوے
فیٹ عرض میں تھا۔ اسکے علاوہ ایک چترناک سامان جو اس کمرہ میں موجود تھا ان تمام
سامانوں سے زیادہ کسی مؤرخ کے قابل تو بہہ ہے جو سلطنت خسرو پرویز میں قیمتی سمجھی گئی
تھے یہ سامان ایک قسم کے باغ کا نمونہ تھا جس میں طلائی اور نقرہ درخت تھے اور بہن
پہل اور شکو نے سب جواہرات کے تھے پلسمی باغ خسرو نے اپنے نزدیک بہشت کی شکل
بنوایا تھا۔ قالین میں ہر جگہ طلائی کام تھا اور جا بجا جواہرات جڑے ہوئے تھے مگر فیروز
مندان عرب نے اسکی حکمران کے زمانہ میں جب خسرو کے ایران خشک گاہ کو فتح کیا ہے تو
قالین مذکور اور تمام خشک گاہ کا سامان ایران سے مدینہ حضرت علی ابن ابیطالب کے پاس بھیجا گیا ہے
انہوں نے تمام مجاہدین اور اہل مدینہ کو تقسیم کر دیا تھا مگر اس میں جب قدر نقصا دیر تھیں وہ
بالکل محو کر دی گئیں تھیں۔

اور اس تمام فرش اور باغ اور سامان مذکور کی قیمت کا اندازہ اس طرح ایک مؤرخ کو ہو سکتا ہے
کہ اسکی تقسیم شدہ حصص کی قیمت پر غور کرے جو اہل عرب نے تشخیص کی تھی۔ ایک مؤرخ
اسلام لکھتا ہے کہ اس میں سے جو حصہ صرف حضرت علی ابن ابیطالب کو دیا گیا تھا اسکی قیمت
کہ اسقدر جلداد برس غرق کے ساتھ دیکھ کر ایک قسم کا طریقہ زندگی بدل جائے گا اور اسے ہم سوکھنے کی اس
حالت کے نہایت دور کیا تھیں کر سکتے ہیں۔ ۱۲۰ گین سورج عیسائی مسوف کتاب ذوال سلطنت رومنہ انگریزی و غیر

میں نہرا درہم ہوئے تھے۔ اس تخت (سریر) خسرو پر دیر کے علاوہ اسکا نہایت پیش بہتان اور کربند مرصع بھی عربوں کے ہاتھ لگا تھا جس میں بڑے بڑے موتی اور یاقوت و زعفر و نصیب تھے اور فرش کا دیانی (قدیم نشان ایران) ایسی جو باطل مرصع تھا اس موکر میں غیر وزند کمانیر سلام نے ایرانیوں سے چین کر مدینہ بھیجا تھا یہ امر تحقیقات سے ثابت ہے کہ یہ جیقدر جواہرات اور سونا چاندی اور لالی سامانوں میں لگا ہوا تھا یا خسرو پر دیر نے جس سے اپنی ایوان تختیگاہ کو زینت دی تھی نہایت بوسیدہ و عظیم القدر خزانہ بابل سے فراہم کیا گیا تھا جو اعتبار میں خاندان مزد و بخت نصر کے تخت میں تھے اور ایک عینہ زمانہ میں کابل و دودا نے اسکو لوٹ کر اپنی دالسلطنت کو بھیجا تھا۔

بہر حال وہ سب ماند گذر گئے اور ہوت گویا کالہ یا اور بابل کے ان مشہور خزانہ و دنان کا خاتمہ ہمارے پیش نظر ہے ہم اگر سرزمین بابل میں موجودہ حالت کے دریافت کرنے کی غرض سے گردش کریں تو نہایت مناسب طور سے یہ امور معلوم کر سکتے ہیں کہ جیسے ان خزانوں کی لوٹ مار ہوئی ہے اور عام باشندگان بابل کی مال و دولت کو لوٹا گیا ہے خود وہاں کی سرزمین گویا اپنے پہلوؤں میں ان خزانوں یا زرد جواہر یا کسی قسم کی دولت کو لپیٹے پہلو میں پوشیدہ رکھنا پسند نہیں کرتی ہے۔

اگرچہ ہیشارسلین اور بہت سی صدیاں اس ملک کی تباہی و بربادی کو گذر گئی ہیں لیکن وقت تک کہو نے تلاش کرنے پر برابر چاندی و سونے کی ڈھیلے اور کٹڑے اور سکے اور کٹر جواہرات کی ایشیا سٹی سی فن اور قدیمی خراب شدہ شہر بابل کے کنہڈرین سے جو شہر سٹی سی فن کے قریب واقع ہے سڑک مین جبکہ دریائے فرات نے اسکو ایک کنارہ کو گرانامہ میں کیا تھا اور دفعہ ایک حصہ اس حصہ کنہڈر کا پانی میں گرا ہے تو ایک بڑی مقدار طلائی و نقرہ ٹکڑوں کی دستیاب ہوئی اور بعد محولی امتحان کو اسکو بادشاہے بغداد نے لیکر قسطنطنیہ کو بھیجا تھا یہاں میں صرف اور چہر سات سو پینٹن سو ٹکی جو ایک فیٹ لمبی اور نصف فیٹ چوڑی تھی اسکے علاوہ ایک مٹی کا گہڑا ہی برآمد ہوا تھا جس میں سے دو ہزار کے قریب اہل اثینا کے وقت کے نقرہ سکے برہے ہوئے تھے ان میں سے ایک مناسب تعداد مشہور سب سابق انجینٹ لمیٹ انڈیا کمپنی متعینہ بغداد نے اس زمانہ میں خرید لیے تھے اور جبکو کچھ عرصہ ہو کہ برٹش گورنمنٹ نے انکے وراثتو مناسبت قیمت پر مول لے لیا تھا اور

اس وقت وہ برٹش میوزیم (عجائب خانہ) میں محفوظ رکھ دیے گئے ہیں شہر شری سی فن کے کھنڈروں میں سے دیسی باشندے مختلف اوقات میں سونے اور چاندی اور تانبے کے سکے پاتے رہتے ہیں جو ہمیشہ بغداد میں لاکر قیمت مناسب فروخت کر دیتے ہیں اور کثرت دولت مند ترک اور اہل آرمینیا اور نیز جرجن اور غرائس کی کانسلی جو یہاں مقیم ہیں ان دیسی اٹھال کو خاطر خواہ مہجرت دیکر اس غرض سے بابل کے ان قدیم خرابوں اور کھنڈروں میں ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں کہ وہ ان قدیمی سکون اور ظروف اور آلات کو تلاش کر کے لائیں اور یہ عام خیال ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی مسطینین ان کھنڈروں سے آثار قدیمہ اور اس قسم کی اشیاء کی تلاش میں مصروف رہتی ہیں

شہر بابل کے آثار قدیمہ اور شہر شری سی فن و ہلوشیا وغیرہ کی بابت قدیم مکتوبوں کی تحقیقات اور ان آبادیوں پر ایک خاص کیو یو جی سر

بابل پر چند صدیوں کی آباد ہوتے چلتے ہیں

اگرچہ نام سرزمین بابل اور کالدیایاں کوئی قدیم مقام آباد نہیں ہے تاہم اسکے حدود میں اہل اسلام نے نئی استیلاں بسائی ہیں جنہیں سے قصبہ جلع اور اسکے اطراف میں عربی آبادی مشہور شہر جو تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے اہل اسلام کی ذوق اعلیٰ رہنمائی گاہ مذہب کی آمد ہیں اس وقت سرزمین بابل کی حدود میں خاص آبادیاں سمجھی جاتی ہیں۔

مگر یہ نو آبادی مقامات بھی سب کا ایک مستند نمونہ ہیں کہ بابل کی سرزمین میں ایک نہ اندر نہاں خونریزی سے یہ یادگارین قائم ہوئی ہیں اور جو اہل اسلام کے ایک عظیم الشان طبقہ پر بغیر شک و کی حسین زیادہ تر باشندگان فارس شامل ہیں نہایت مستند زیارت گاہ ہیں اور زیادہ تر یہی لوگ وہاں جاتے اور اپنے مذہبی خیالات کی تکمیل کے واسطے بود و باش کہتے ہیں کہ مذہب اسلام کے اور لوگ بھی وہاں جاتے ہوں انہیں سے ایک مشہد علی (نصف اشرف) اور دوسرا مشہد حسین (دکڑلا) کے نام سے مشہور ہیں۔ مگر جو لوگ اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ بابل کی سرزمین

مستند نمونہ ہیں کہ ان کے علاوہ بہت سی دیگر آبادیاں بھی ہیں جن میں سے ایک آبادی ہے ان سکون اور آثار قدیمہ کو باہر جانکی ممانعت کر دی ہو اور وہ اب بشرط و میانی خاص مسطینین کے عجائب خانہ میں رکھائی

سہر ایک آبادی خواہ قدیم ہو یا جدید صرف غار نگری اور خورنری کا منظر ہے وہ تاریخوں سے کچھ
 کو بھی دریافت کر سکتے ہیں کہ اسلامی زمانہ میں ہی جس قدر مقامات نئے آباد ہوئے ہیں وہ کیسے
 اور اندوگین معرکوں کا نشان قائم کہنے والے ہیں سب سے زیادہ اس بات ہمیں تلاش اٹھانی لڑی
 ہے کہ وہایتوں نے ان مقامات میں کیسی خورنری اور بادی کی تھی۔

سریزین کا لہریا کی قدیم تاریخ سرسراں اخبارات سے محمود ہے جو انیا کی پیشین گوئی سے مطابقت
 رکھتے ہیں کیونکہ اگرچہ مورخین اس منگلت سے کال طور سے اس بات واقف تھے کہ وہ اس طرح
 پذیر ہوگی مگر ضرور ہے کہ اگر اس کے اقوال کا اندازہ کیا جائے تو یہ صاف ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے
 بیانوں میں اس ملک کی خورنری اور متول کا کس قدر شد و مد کے ساتھ حوالہ دیتے ہیں اور جن لوگوں
 کو پیشین گوئی کے ان جملوں سے واقفیت ہے کہ خدا نے قدرے ابھی یعنی بابل کی مخالفت میں
 کیا وعید ارشاد فرمایا ہے اور نیز بل کا لہریا کی مخالفت کی بابت اسکے مقدس الفاظ میں کیسا تپ
 اور ظہار ہوا ہے وہ اگرچہ تین ہزار برس سے زیادہ ابھی بادی کے مسئلے کو گذر چکے ہیں مگر وقت
 کے زوال تیسری کی قابلیت اور موجودہ تباہی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

سریزین خالید (کا لہریہ) کی تباہی اور نابود ہونے کا ایک طویل سلسلہ ایک قائم سہ اور صدمہ
 بلکہ تباہیوں کا گڑھی ہیں مگر وہ بدستور تباہ اور بے نشان ہو رہی ہے۔ اہل کالہریا کی عظمت اور اس کا
 جبروت باطل صفحہ دہشتہ شکیا ہے اور کبھی سریزین انسانوں اور اپنی قدیم عمارتوں سے ایسی
 بے نشان ہو گئی ہے جسے موت ہم نہایت عبرتناک نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

یورپ کے ایک نہایت نامی مورخ رودولف جیٹس نے عیسوی میں اس ملک کی سیاحت کی تھی تو وہ
 اس سفر کا حال اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ ملک مذکور بالکل افتادہ ہے اور اس کی ارحی تمام

۱۔ حضرت علی ایک شہرہ نامی تباہی کے قرب میں تھے اور حضرت رسول عربی کے ایک نہایت پیادے صحابی اور ان کی
 چہرے خلیفہ ایک غلام کو وہاں اسلام کے نزدیک لے لیا۔ اہل اسلام کی تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت
 دھرم کے زمانہ میں اسے زیادہ کوئی عوی علم اور مہر حکام قرآن سے نہیں تھا اور یہ بھی انکی خاص نصیب
 سے ظاہر ہے کہ انکی تمام اقوال حکم اور اہل دانش کے ہم پل ہیں وہ تمام مسلمانوں میں آنحضرت رحمہ کو نہایت
 عزیز اور اعلیٰ خاص تربیت یافتہ تھے اور بیان ہے کہ ان سے زیادہ کسی اور کو قربت قریب نہیں تھی وہ آنحضرت رحمہ
 کے چچا اور بھائی اور انکی نہایت پیاری بیٹی فاطمہ کے شوہر تھے۔ اکثر علماء قرآن سے یہ امر دریافت ہوتا ہے
 کہ بوجہ زیادہ التفات آنحضرت رحمہ کے جواب کے ائمہ اعلیٰ حضرت سے پہلے وفات تک اس کے حال

و کمال بخیر و خوشگزار و خوب ہے کہ بجے دیکھنے سے یہ یقین ہوتا ہے کہ ہر کسی زمانہ میں
گو یا نہ راحت اور آبادی کا وجود ہی نہ تھا۔ مذکورہ مورخ کے علاوہ اور مورخ جو بابل کے
کہنڈروں کی سیاحت کی غرض سے گئے ہیں انہوں نے بھی وہی قسم کی اندوہ انگیز رائے اپنی
تاریخوں میں لکھی ہے اور وہ بڑی تلاش کے بعد اپنے سفر ناموں میں اس انداز سے کو ظاہر
کرتے ہیں کہ گویاں کسی زمانہ میں آبادی کا ہجوم یا کاشتکاری سامانوں کی بچہ خرابی ہو
مگر موجودہ حالت تو صاف یہ بتا رہی ہے کہ وہ تمام قلعہ زمین جہاں خاص شہر بابل آباد تھا وہ
جسکی وسعت ساٹھ میل کے احاطہ میں کم سے کم سمجھی جاسکتی ہے ایسا ویران اور ناقابل زرخیز تھا
کہ جسپر کسی طرح کاشتکاری ہو نہ سکا۔ سابق کے واسطے گمان نہیں ہو سکتا ہے۔
ایک طرف تو اس ملک کی ارضی بیٹھنے مقام اُس پس کی جانب جو ارضی واقع ہے اُس
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کی جھڈر زمین ہے وہ ایک وسیع ریگ اور ایک
نہایت غیر سکونہ اور سراسیمہ ہے جسپر کہیں کہیں جنگلی اونٹ گھڑے کی دھت اور بید
مجنوں یا زنگوں کے جھنڈ اور اسی قسم کی گہنی روئید چٹان پائی جاتی ہیں اور دوسری جانب
یعنے بصرہ اور بغداد کے مابین دریائے فرات کے کنارے پر منزلوں تک ایک نہایت ناقابل
گذر ریگ کا میدان پایا جاتا ہے۔ ایسے باشندے جو اس ریگستان میں ہیں تو اسکا اقتسام
صرف ستاروں کی رفتار پر ہوتا ہے۔ عام حالت کے لحاظ سے اسوقت بابل کا ملکی سطح
بالکل کہلا ہوا ہے اور ہمارے جو انسانی نگاہ کے سامنے ایک وسیع میدان کے منظر کے
چرہ دکھانا بہت سے حالی رہتہ اہل سلام حد کرنے لگے تھے اور اس باعث انکو ایک نہایت منفرد
و دشمن اور شدید عداوت علی سے پیدا ہوئی تھی بعض مورخین کا خیال ہے کہ ابتدائی اشاعت اسلام
جن دیال سے اسلام کو استحکام حاصل ہوا ہے انہیں علی کی کوششیں نہایت کامیابی کے انجام پذیر
ہوئی تھیں جو بڑے بڑے قریش اور یہودیوں کے سرداروں کی قتل و غوریزی کے بعد حال بڑی
تھیں اور ایسے اکثر اہل عرب اسے ولین عداوت کہتے تھے اور انہی کی نسلوں نے ایک انہ میں موقع
پاک مسلمانوں کی عزت اور لباس میں ایک مخالفت گروہ کی جمیت کو اپنی شرکت سے دیکھے مقابلہ میں
وقت دی تھی اور ایک عام مخالفت اسے پیدا دی اور آخر اسکا یہ انجام ہوا کہ ایک نہایت معمولی شخص نے
انہی کی حالت میں جو حج کیا اور اسی زخم سے انہوں نے اپنی قیامگاہ مقام کو فرین انتقال کیا اور اپنی
وصیت کے بموجب کو فرے کی قدر فاصلے پر دفن ہوئی انکے متقلدین اور خاص پیرو اس مقام کا

کے طور پر پیش ہوتا ہے اور جسیں اس طرف اور یہی جانب نیم تربیت یافتہ جنگی اونٹوں کی قطاروں کے
 اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے اور اس نہایت قطع ارضی میں کہیں کہیں موجود زمانے کے جنگی ناپائید
 کا وجود پایا جاسکے باقی تمام گھنٹہ ست میدان سے ایک سوڑا گئے درمیانی زمانہ کی حالت جلد
 سلطنت عباسیہ ان اطراف میں قائم تھی حسبِ میل میان کرتا ہے راجد ادکی دیواروں سے
 دور تک دیکر حقدار قطعہ زمین جو بالکل اوجھڑا درہنگ زار اور آفادہ ہے اور اسکی یہ حالت ہے
 کہ اس تمام قطعہ ارضی میں کسی قسم کی ترکاری یا کسی سبزی کا ایک پتہ ادکا ہوا نظر سے گذرنا
 حیرت سارہ ہے اور وہاں کے دروازوں سے گھڑنا ہے تو بالکل خشک زمین کا ایک مجموعہ اسکی پیش
 نظر ہوتا ہے یا ایک ایسا سطح زمین جو بالکل غیر زرعہ سطح اور ہوا ہوسچا جاسکتا ہے۔ وہ ناکا
 ملک جو بغداد اور درجلہ کے مابین واقع ہے بالکل سطح اور غیر زرعہ ویرانہ ہے۔ زمانہ قدیم کے مختلف
 حالت پر لکھا کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس قطعہ زمین میں کسی زمانہ میں ہتھار
 نہیں جاری تھیں جسے اس ملک کی شادابی اور سرسبزی دنیا میں بطور نظیر بیان کی گئی
 ہے گلاب وہ بالکل خشک اور ایک نہایت عبرتناک ویرانی کا منظر ہیں جسے وسط میں ایک عظیم مقدار
 کے ساتھ تمام زمین مٹی کے کہرہ دن اور گڑا مٹی ہوی قطعات آبادی سے سیلوں تک پہنچ
 ہے اور کوسو تک سوائے ٹھیکہ دن اور سنگ نیردن اور اینٹوں کے ڈھیر کے اور کچھ بھی نہیں
 دکھائی دیتا ہے ہر طرف اس قدیم اور مستہر آبادی کے پامال شدہ اور بربادی یافتہ قطعات
 کے منظر نگاہ کے سامنے عبرت دلانے کے واسطے پیش ہوتے ہیں۔ اسوقت این قطعات ارضی
 ہیں جو بالکل بخریا ویران ہیں کہیں کہیں قبیلہ ریمید کے عرب ستار سکونت رکھتے ہیں اور اسکے
 چہا خشک نظر کام کرتی ہے ایک برباد شدہ رنگستان دکھائی دیتا ہے۔

بقیہ نوٹ معلاہ۔۔۔ اب کہتے ہیں انہوں نے اس مقام کا نام شہر علی کہاہے اور اسکا اصل نام خف ہے
 ۱۲ مہیش وغیرہ مورخین۔۔۔ مشہورین ذکر بلا کی آبادی کی بنیاد سنہ ہجری کی آخری پینچویں صدی عیسوی کے
 آخر میں قائم ہوئی جین جو رسول عربی کے نواسے تھے سنہ ۶۰۰ میں انکو ہی گروہ کی ایک خوشوار فروغ نے قتل کر دیا
 جو ہیشہ نامی شے مخالفت کرتی تھی جین جو ہالی گروہ کی خود نوامعہ الوہاب بخیر کی سرغنائی سے ہوئی ہے
 تقریباً ست سوویں صدی عیسوی کے وسط میں جیسے نکلا تھی ایک بڑی جمعیت ہنڈاکے سامنے ہمد سلطان محمود خان
 عثمانی میں جانا و حراق پر حملہ کیا تھا اور کہ معلاہ اور دینہ منورہ میں سخت لوٹ مار کی اور اسکے بعد سرزمین عراق عجم میں
 خونریزی کا بازار گرم کیا۔ اور ہمدانوں کے ان مشہور مقامات کو تاراج کر دیا اور ہمدان آبادی قتل کیے ہوئے تھے

جہاں صرف اہل عرب اکثر آمد و رفت رکھتے ہیں تاہم انہیں سے بوجہ نہایت ایذا رسان طور پر اس پامال شدہ مجموعہ ویرانی کے واقع ہونے کے جو شخص اس طرف گزرتا ہے اسکو ایک دشمن کی نگاہ دیکھتا ہے۔

جنگل جو پائے اور مختلف قسم کے سوئی درندے اس سرزمین میں جو ایک مانہ بین قطعہ جہاں جلال کے نام سے مشہور تھے اسوقت بود و باش رکھتے ہیں اور بجائے انسانی فرد انروا کے جنگلوں کا بادشاہ اور انجائز ان ویران شدہ مقامات میں آرام حاصل کرتا ہے جسکے باعث تمام مسافروں کو زمین گزرنے اور آمد و رفت سے ایک ہیبت اور وحشت طاری ہوتی ہے۔ تمام قطعہ کو اول سے آخر تک بالکل ناقابل بود و باش انسان ہے اور یکہ آمد و رفت کے ہی ناقابل ہے۔ اور جو زمانہ میں اہل بل کے وہ دو تین سوا حاطے جنہیں غلہ جمع ہوتا تھا اگرچہ لاہور ویرانہ اس سرزمین میں موجود ہیں اور حال کو ملاحظہ کیفیت سے ایک سیاح کو عجیب اندر کی پیدا ہوتی ہے۔ بالخصوص جبکہ ان مقامات پر نظر پڑتی ہے جہاں نے نہروں کو اسجل کے زمانہ میں بدستور باقی جاری کر کے کوئی عمدہ اور قابل طینان فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک انگلش بین کپتان لگنان جنہے پایادہ اس تمام سطح ملک کے گشت اور سرویسیات کی کر اور جو صرف ایک دن میں چالیس قریب قدروں میں ان قدیم چٹانے آب کے مخزنوں کو عبور کر گیا تھا کہتا ہے کہ اُس ریختہ کی مٹی ایک قسم کا سخت بندول ہے جس میں رنگ ملا ہوا ہے اور جس پر کوئی انسان بغیر سخت تکلیف اٹھائے پیدل نہیں چل سکتا ہے۔ یہ مٹی دوپہر کے وقت دھوپ کی شدت کے باعث بے حد گرم ہو جاتی ہے اور جس پر وحشی جانور ہی رستہ چلنے میں تردد کرتے ہیں۔

وہ اشخاص جو ان ریختہ کی جنگلوں سے گزر بیگا ارادہ رکھتے ہیں ہمیشہ گھوڑوں کی پشت پر اس خطرناک رستہ کو طے کریں اور انکو بہ نسبت پایادہ روی کے اس قطعہ زمین میں اس طرح آسانی مل سکتی ہے۔ انہوں میں مقام پر کسوف و خسوف کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے اول اول دنیا میں صدر گاہ قائم کیے اور جہاں بھجوں نے مسافر کی حرکات کے دریافت میں تھا اسے درجہ کی معلومات حاصل کیے تھے اسوقت اسی وسعت آباد ارض کی یہ حالت ہے کہ تمام دیسی باشندے جو اس قطعہ پر گزرتے ہیں تو حیرت افروزہ کے ریختہ انوں کا حال ہے اور یہاں بغیر قلعہ خانے کے مسند میں رستہ طے کرنا ناممکن ہوتا ہے سرزمین کا دیہ کے ویران مقامات

سیاہوں کی گردش کے ذریعے طے کرتے ہیں اور جس ملک میں زراعت اور کاشتکاری کی اشد ترقی ہوئی ہوگی کہ جسکی نظربانگ نہیں ملتی ہے اور جہاں ایک شہر میں عام کی طرف سے دوسرے شہر ہی وسیع انبار خانہ طے کی فراہمی کے لیے بنے ہوئے تھے اب اسی بلکہ صرف ایک نہایت وسیع اور غیر ضرور و عیب ویرانہ نظر آتا ہے دریائے فرات کی دہاڑ بجائے اسکے کہ اس کے یہ ملک مسکن نظر آتا جیسا کہ زمانہ سابق میں تھا اب بابل کے شہروں اور قصبوں کی جگہ ایک عجیب ویرانہ منظر کا محاذ لگایا ہے اور نہایت دور سے ان مشہور مقامات بابل شوش سہا زرتیا - فیوجہ - سندیا کے قدیم آثار تعمیرت کو پیش کرتا ہے۔ اس قطعہ ارض کے دہنے بازو کا ایک طویل سلسلہ جو کثیرے کے طور پر پانیلوں کے مجموعہ کے ہمارے سامنے آتا ہے یہ نہایت قدیم آباد شہر آرمینا یا دستگیرا کی قدیم آبادی کے کہندروں کو نہایت حیرت کے ساتھ دکھاتا ہے۔

بابل قدیم نہایت مسکن اور و لغریب اور خوش منظر معلق بلخ و گلزار اس وقت سنہرہ خود رو کا منقشہ ہیں اور ایک اسکے علاوہ ایک طویل سلسلہ ٹیلوں کا جو قلعہ سڑکوں اور راستوں کے نشانوں سے شروع ہوتا ہے شاہی محلات کو اپنی دامنوں میں چھپائے ہوئے ہے نہایت وسیع فیکرے نامور عمارت بابل ہوتا ہے اسکے چاروں طرف بلند ہیں اور انکی حالت شواخ و شاخ ایک سیاح کی نظر میں عجیب حیرت پیدا کرتی ہے۔ اسی سرزمین میں ایک موقع پر شہر بابوتیا کی آبادی کی یادگار ایک دیوار باقی رہ گئی ہے جس پر سادہ برج تعمیر ہیں۔ اور سیکھ ہا شہر بولشیا کی ابتدائی رونق اور سرسبز سیاحت اور دیوارنگی کے ساتھ بدلتی ہے۔ اس قطعہ زمین میں کوئی بھی سادہ اور سطح عمارت باقی نہیں ہے بلکہ نام ملک میلوں تک بنیاد خراب شدہ سامان تعمیرات کا ذخیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ دریائے فرات کے محاذی کنارے پر جہاں شہر شوشی فن آباد تھا علاوہ دیواروں کے ٹکڑوں اور ٹوٹے ہوئے میٹروں کے ڈھیر کے او باقی ماندہ قدیم عمارت کے جھلکوں میں مٹی کے نیچے دبے ہوئے ہیں اس مقام پر ایک نہایت عجیب و غریب نمونہ آثار قدیمہ کا نظر آتا ہے جو اس وقت تک بریادی سے بچ رہا ہے یہ ایک عمارت کا نہایت عظیم المعدہ اور مہر یا مجموعہ ہے اس میں ابتداء ایک دیوار پر نظر پڑتی ہے جو تین سو فٹ لابی ہے اکی دیوار میں چار نہایت خوش نما حجرین بنی ہوئی ہیں اور وسط میں جو بڑی محراب اس دیوار کی ہے وہ انٹے فیٹ طویل ہے اسکے تہہ ایک ڈیڑھ سو فٹ کا لٹبا اور چوڑا

تغیر ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مقام خسرو پرویز کا خاص دارا تعیش جہاں اس وقت دیرانی اور تہاہی حکمران تھے بڑی سی فن کے کہنڈرات جہاں واقع ہیں وہاں تو گھاس کا نام نہ تھا بھی نہیں اور نہ ایک قطرہ آب وہاں مل سکتا ہے۔ قدیم شاہ بابل کا محل جس مقام پر واقع تھا اس جگہ اب ایک بہت بڑا کھیترا یا سلسلہ نہایت بلند ٹیلو کا نظر آتا ہے جسکا احاطہ دو میل سے کم نہ ہو گا یہ سلسلہ عمارت مذکور کی دیرانی اور بربادی کا ایک عجیب ہونٹا کہ منظر ہے کپتان لگتانا لکھا ہے کہ یہ دیرانی انگریز سلسلہ ان ٹیلو کا استقد رکیسج اور طویل اور پہلا ڈمیں ہے کہ چند مہینے صرف اسکی حالت کی تحریر اور طرز وضع اور ناپنے اور اندازہ عمارت میں صرف ہو جائیں جب بھی وہ کل طور پر نہ تیار ہو۔

یہ حال کا لدا کے بڑے بڑے شہروں کے نیست و نابود ہو جائیکہ تہا جو اس مقام پر وقتاً فوقتاً آباد ہوتے تھے تھے جب یہ شہر سطح تباہ ہوئے ہیں کہ صحیح طور پر اس کے ویرانوں سے اسکا حال معلوم ہو سکتا ہے تو اور شہر جو اس کے بعد آباد ہوئے ہیں تو اسکا تو اتنا ہی نشان نہیں ہے کہ وہ کوئی اس کے وجود کا یقین کر سکے نہایت تازہ آباد شہر جو بعد خلفائے بنی عباس میں اس سرزمین پر آباد ہوئے وہ بھی سب دیران ہیں اور سوائے کہنڈروں کے انکی کوئی عمارت بھی سالم نہیں رہی ہے بعد اذنی اگرچہ بڑے اتہام سے آباد کیا گیا تھا لیکن دراصل قدیم بغداد کی شان و شوکت اسنے حاصل نہیں کی جو سلسلہ متفرق طور پر آباد ہو گیا ہے صرف حلقہ ایک نہایت جدید شہر قدیم بادشاہ آبادی بابل کے قریب اب تک سوچو وہ ہے اور جو اس کے باغ ہیں وہ بھی نیست و نابود نہیں ہوئے بعد ازاں جسکا ذکر ہو چکا ہے مختلف صدیوں میں لوٹ مار اور بربادی اور غارتگری کا شکار بن چکا ہے یہی زمانہ خلفائے عباسیہ اور اس کے پیشتر نہایت متمول اور زرخیز شہر تھا اور اسے تنک نہیں

کہ وہ پہلے کی نسبت اس نہایت کم آباد ہے اور فلسی بھی ایک مرض ساری کی طرح موجود ہے حلقہ کی تمام آبادی اس وقت صرف آٹھ دنش ہزار کے درمیان ہے ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ اگر ہم حلقہ کی باشندوں کو کسی صفت سے امتیاز کر سکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ یہاں کے اکثر باشندے قدیم اہل بابل کی اولاد اور نسل انہیں زمانہ کاری اور حد درجہ فحش کا رواج ہے اور اسے شکستین ہے کہ یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ لوگوں کے نہایت شریر اور مسافروں کے ایذا پہنچانے میں مشہور و معروف ہیں اور اگرچہ استقد ر ہونٹا کہ اور عبرت انگیز بربادی اس کے قدیمی ملک اور قوم اور سلطنت کی ہو چکی ہے مگر اس تمام گروہ میں کوئی بھی آثار افعال اور اپنے کرتوتوں اور

شیطنتوں سے باز آنے کا نشان اب تک نہیں ظاہر ہوتا ہے اور نہ انہیں کسی قسم کی اصلاح اور انسانیت پیدا ہوئی ہے گو بالکل بعد ازل سے لوگ اپنی قومی مشرتا میں اور بدکارانہ اور تمام دنیا کی برائیاں اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں وہا بازی اور فریب اس قوم کی خاص اور عمدہ صفات میں سمجھی جاتی ہے یہ لوگ نسبت اپنے ہمسایہ اقوام کے اپنی اولاد کو رہنری اور دغا بازی سے انسان کو لٹے اور بگاڑنے کے مشق کرایا کرتے ہیں عورتوں کی حالت مردوں سے یا فحشہ ناک اور بدتر ہے اور انہیں کسی قسم کی تعلیم و تربیت نہیں ہے۔

تقریباً ہر برس کا زمانہ گذرا ہوگا کہ کالدا کے یہ تمام قصبات و آبادیوں کی نہایت سفاکانہ و تاراج سے برباد ہوئے تھے اور پہلی طرح سلاطین و عیسوی میں قصبہ مشربان کو کروڑوں نے حملہ آور کر مار کر غارت اور برباد کر دیا تھا۔ برباد شدہ شہروں کے یہ آثار جو خواہ قدیم زمانہ میں برباد ہوئے یا زمانہ حال میں ایک سیاح مورخ کو سرزمین کالدا سے بخوبی مل سکتے ہیں اور اسوقت ابھی بربادی کی تذکرہ بھی منظر باطل آفرین منزل پر پہنچ چکی ہے سب سے اسکے وہ نہایت حیرت انگیز اور نفیس بارگھنیں دریا کے دجلہ سے آبرسانی کی جاتی تھیں اور جو دنیا کی نہایت ہی دلکش اور لاشانی خوشگوار منظر نہیں شمار کیے جاتے تھے تقریباً اب بالکل نیست و نابود اور بے نام و نشان ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ سیلوں تک ٹیک ہی رہی نظر آتا ہے اور تمام ملک جس میں تیرانیوں اور لوہاؤں اور لوہیوں اور عربوں نے بڑے بڑے قبضے اور شہر اپنی نمود اور نام کے واسطے آباد کیے تھے اب وہ سب ایک لمبے اور کوڑھ کرٹ اور گرنیوں کا ڈھیر نظر آتے ہیں اسوقت پر یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ جب وہ شہر جو حقیقت بارگاہ کبریائی کی بظاہر وارستہ اور بختی تباہی کی تباہی کوئی دیکھ دیکھتا و آہی سے صاف نہیں ہوا تھا ایسے برباد ہوئے کہ ان کا نام و نشان نہیں ہے یا جو بالکل عبرت اور عبرت اور بربادی اور معدومیت کا موقع اور منظر ہیں تو ان خاص شہروں کے نیست و نابود ہونے سے جو یہی زمین پر خاص اہل بابل نے آباد کیے تھے وہ کس طرح آباد ہو سکتے تھے بختی تباہی کی بابت ایک استعمانی فیصلہ اور ایک الہامی حکم عرصہ دراز سے نافذ ہو چکا تھا۔

زوال بابل کی نسبت پیشین گوئیوں پر موصوفی کی رائے

پیشین گوئیوں سے متعلق اور نہایت مسلمہ زوال پذیر شہر بابل عظیم کی نسبت محققہ حالات ان تاریخوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں وہ کسی شایع تاریخ نگار کے واسطے ہر طرح کافی ہیں تقریباً

سلسلہ صلیبی کے آغاز میں اس ملک کا توڑا حصہ آباد تھا اور ایک بہت بڑے حصہ میں زراعت
 ہوتی تھی اور جب یہ مقام بابل برباد ہوا ہے تو اسکی جگہ سیلو شیا آباد ہو گیا جو درحقیقت بابل
 کے بعد ایک خطرناک ترین شہر دنیا میں تھا مگر وہ بھی نہایت جلد برباد ہو کر نیکیتان ہو گیا اور چوتھی
 صدی میں اسکی دیواروں کی دس غرض سے از سر نو تباہی اور مرمت کی گئی کہ ہمیں جنگی جالہ اور دکان
 زندہ اور مسکن تیار دیا گیا تھا اور اسوقت گو یا سرزمین بابل جو انسانوں کا جنگل تھا جنگلی جانور دکان
 اور نیکار گاہ کے واسطے مختص کر دیا گیا یہ نیکار گاہ شاہانِ عجم نے اپنے سپرد و تفریح کے واسطے
 بنوائے تھے اسوقت بابل کا نام اس سرزمین کی آبادی سے بالکل محو ہو گیا اور جب سے برابر
 زمانہ گزر رہا ہے کہ اسکے نیست و نابود ہونے کی حالت سرگرمی کے ساتھ جاری ہے۔
 حصہ تک سارستیس کا قبضہ رہا اور اسطرح اسکی بربادی کی ہر ایک حالت اس امر کی گواہی
 دیتی ہے کہ حقدار اس سرزمین پر واقعات گزر چکے ہیں وہ بالکل مبین گوئیوں کے مطابق تھو
 زمانہ کیکاؤس یا خیر وین حقدار اسکی پامالی ہو چکی تھی اسکی نسبت مورخین قدیم نے جو کچھ لکھا ہے
 وہ حال کے مورخوں کی تحقیقات سے کم عبرتناک ہے کیونکہ اسوقت تک مسافروں نے
 جو سیاحت اس سرزمین کی کی ہے تو انہوں نے اپنے سفر ناموں میں ایسے حالات اور واقعات
 سابق کے نتائج لکھے ہیں جو سرسمران شہاد توں سے مامور ہیں کہ ایسے آباد قلعہات کی
 بربادی اور پائمالی اپنی مختلف زبانوں میں کس در ذکا طور سے ہوئی تھی۔ درحقیقت اسوقت
 شہر بابل جو مسافروں کی عظمت کا زیور سمجھا جاتا تھا اب بالکل ایک یرانِ سطح ہے اور اسکے قدیمی
 معبدوں اور مندروں اور محلات شاہی کا ذخیرہ اور ہجوم جس سے ایک زمانہ میں تمام شہر نہشتا
 آباد اور ایک طلسمانی شہر سمجھا جاتا تھا اب کہنڈروں کا ایک طویل سلسلہ جنہیں سے بعض مقامات
 کی یہ حالت ہے کہ وہاں نہایت عبرتناک اور طویل سلسلہ جیسے بڑی بڑی عظیم انسان
 عمارتیں جہی ہوئی ہیں بلکہ ایک اتفاقی برباد شدہ ڈھیر کے ایک قدرتی اور صلی پہاڑی
 کے مشابہ ہو گیا ہے۔

وہ رفیع عمارتیں جو شاہانِ بابل کے بیشمار خرچ اور لاکھوں غلاموں اور مزدوروں کی محنت
 شانزدہویں سے عرصہ دراز میں تیار ہوئی تھیں اسوقت بالکل بے اور کوڑے کرکٹ ٹوٹی
 ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں میں غرق ہوئی ہیں
 ان نہایت عبرتناک مٹی کے ٹیکروں میں سے زیادہ تر صاف اور اپنی اصلیت کے ظاہر کرنے والے

دو بڑے ٹھیکرے ہیں اور جو خطوط متوازی ہیں میں فیٹ ٹک چل گئی ہیں اور سبھی سے چھپا
 نشان لوگوں کی گذرگاہوں کا معلوم ہوتا ہے اس سے پرشبہ ہوتا ہے کہ یہ راستے ان
 مکانات اور بڑوں کو گئی ہیں جو اس وقت ٹکی کے ڈیمیں میں ملبے ہوئے ہیں۔ یہ بابل کی
 سڑکوں کی حالت بیان ہوئی ہے جو دروازوں کے اندر سے جاتی ہیں اور جو اس وقت بلند ٹیلوں
 کے قطار نظر آتے ہیں اس طرح بعض مقامات میں دو سو گھنے بے آب نالوں اور تین ٹیکروں کا
 منظر ہے جو خطوط متوازی میں دور تک چلے گئے ہیں جنہیں وسطے دور میں فی ٹیلہ نسبت
 اور دو ٹیلوں کے نہایت چوڑا اور کشادہ اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ دو دونوں ٹیلے برابر آئے
 دور آستے بنائے گئے تھے تو درمیان فی ٹیلہ مکانات کی ایک قطار ہے جو ہر ایک مقام پر دو
 حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے جس میں دو دیاش کی دو مندر مکانات مع چار دیواری اور
 دروازوں کے بنے ہوئے تھے یہ پہلو بیلے اور ٹیکرے کہندوں اور ان خرابات
 کا مجموعہ ہیں جو اس وقت ہمارے نگاہ کے سامنے گذشتہ یادگاروں کو پیش کرتے ہیں۔

بیس رسل مندر سے لیکر اور دروغ نشان شاہی مکانات اور چند سڑکیں اور بعض معمول
 عمارتیں سب ملکہ کا ڈیمیں نظر آتی ہیں اور یہ کہندوں کا مجموعہ جو ایک منگی وجہ دار سلسلہ ٹیلوں کا
 ہے چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے مثل ہو گیا ہے اور اس کے بلند ہی اسی حالت پر شاید تندر
 پہنچی ہے بابل درحقیقت بالکل خال پذیر اور بے نام و نشان ہو گیا ہے اور اس طرح بے نام
 نشان ہوا ہے کہ اگر کوئی سیاح اس کے کہندوں کے ایک جانب کسی بلند مقام پر کھڑا ہو کر
 اس کے متحد متوازی ٹھیکروں اور اس کے درمیان گذرگاہوں پر نظر ڈالے یا کسی وقت ان باقی ماند
 سڑکوں یا نالوں کا اندازہ کرے تو وہ یہ امر سرسری طور پر نہیں معلوم کر سکتا ہے کہ یہاں کس مقام
 پر بازاریوں اور تاشائیوں کا ہجوم رہتا تھا اور کہاں کب روانہ ہوں میں لہذا تاہم چار
 بیہ شک بابل کے زوال کی حالت ہلکا اس وقت نظر آتی ہے کہ اب اس کے کہندوں اور دروازوں
 اپنی حالت موجودہ میں کوئی بناوٹ نہیں کر سکتے وہ زوال جسے مینا صدیوں سے اپنے
 اس قلم زمین جمادیئے میں اب اس سرزمین کے اجڑا کا حصہ ہو گیا ہے اور اس کے باعث بابل
 کی ہر ایک ناموری اور سرشتائی اور تمام عمارتوں کی بنیادیں بالکل نابود ہو گئی ہیں اور اس کے
 ویرانوں کو بھی ایک حال پر قرار نہیں ہے اس کے محلات مندر وسیع راستے اور عام مکانات
 بالکل گر پڑے اور جو گویا بالکل ایک نہایت ہی عجیب و غریب اور اندوہ گیں جگہ میں مدفون ہیں

اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پامالی کا ایک نہایت صحیح مرتع معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ٹیلے اور ٹوٹے ہوئے کھنڈروں اور متعدد ٹیکروں سے ایک سوخ کی آنکھوں کے سامنے یہ امر بطور تصویر موجود ہو جاتا ہے کہ گویا ہمیں تمام عمارت مدفون کر دی گئی ہے اور بابل ایک نہایت حسین ملک قبرستان کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے دروازوں کو ہی ایک حال پر قرار نہیں ہے۔ اس کے محلات، مندر، وسیع راستے اور عام مکانات بالکل نہایت ہموار کر دیے ہیں اور جو گویا سیلوں تک ایک ہی بربادی کے منظر میں انسان کے دل کو غیرت کا شکار بنادیتے ہیں اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پامالی کا ایک صحیح مرتع معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ٹیلے اور ٹوٹے ہوئے کھنڈروں اور متعدد ٹیکروں سے ایک سوخ کی آنکھوں کے سامنے بطور تصویر یہ امر پیش نگاہ ہو جاتا ہے کہ گویا ہمیں تمام عمارت مدفون کر دی گئی ہے۔

(۱) بابل کو بیلے کا ڈھیر بنایا جائے گا //

یہ فقرہ قرینیت میں ارشاد ہوا ہے جو نہایت صحیح طور سے اس وقت تک پورا ہو رہا ہے۔ ستر درج ایک انگلیسین سیاح اور اس کے علاوہ ادربی مورخین مثلاً پورٹر وغیرہ نے سفر ناموں میں یہ نہایت بے زور وادہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ ایک بہت بڑا قطعہ ان کھنڈروں کا اس قسم کا ہے جو سات گز کا لمبا ہے اور تقریباً سیصد عربین ہے اسکی حالت سے یہ امر ظاہر ہے کہ مزدور اور معمار لوگ پہلے یہ ٹین کھود کر لیا کرتے ہیں اور لمبہ کا ڈھیر اونچا کرتے جاتے ہیں اور ہر روز چار اسے یہ ٹین وغیرہ مزدور لوگ کھود کر نکالتے رہتے ہیں اس مقام پر ایک نہایت عظیم نالہ ہو گیا ہے اور اسکا بلا سے حصہ جو بطور خود ایک ایوان تھا اب اس طرح مدفون ہے کہ گویا ایک بڑے احاطہ میں کوڑے کرکٹ اور سنگریزوں کا ایک ڈھیر جمع کر دیا گیا ہے۔

جلو خانہ مزدور

درحقیقت بابل کی سرزمین میں یہ ایک ایسی شاہی عمارت تھی جسکی نظیر ایک دنیا میں نہیں تعمیر ہوئی ہے یہ جلو خانہ بطور خود ایک بہت بڑے رقبہ کے اوپر پر محیط تھا ایوان شاہی سے جہاں مزدور اور اسکے بعد مختلف شاہان بابل قیام رکھتے آئے تھے اس قدر عمارت تک اس جلو خانہ میں انجمن صحن تھے اور ہر صحن ہزار گز یا کچھ کم تین ہزار فیٹ مربع کے عرض

ملول میں تھا مریضین قدیم کا قول ہے کہ اس جلو خانہ کے ہر صحن میں ہر وقت پانچ سو سو اور سید
 عہد غمرو میں سلج اور کمر بستہ موجود رہتے تھے۔ ایوان شاہی سے لیکر جہاں جلو خانہ کی حد تھی پھر
 کے بعد ایک نہایت فصیح انسان و سنگین دروازہ بنا ہوا تھا جو دراصل ایک بڑی عمارت کا حکم کرتا
 تھا۔ اور ایوان شاہی سے جلو خانہ کی آخر تک صرف دو دیواریں ہی تھیں بلکہ انہیں نہایت
 مستحکم کوٹھڑیاں اور کمرے شاگرد پیشہ اور سپاہیوں اور سرداران حاضر باش کے قیام اور
 آرام کے واسطے بنی ہوئی تھیں۔ ہر ایک دروازہ جلو خانہ کی بلندی کا اندازہ ۱۵ فٹ تک
 کیا گیا تھا جو اس زمانہ کی سنگتراشی اور نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی نبت کاری کا ایک حیرت انگیز نمونہ
 تھا اور ہر ایک دروازہ میں تیل کے نہایت دبیر کوڑ لگے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت
 ابو اسحاق سے شکست و ہلاکت غزوہ کے بعد اگرچہ اس جلو خانہ کی حالت کچھ عرصہ تک خراب رہی
 لیکن چند صدیوں کے بعد نبت نصر نے اپنے عہد میں اسکی مرمت از سر نو کرا دی تھی اور پھر
 اس ایوان شاہی کا نام تھا جس سے چٹیکم انسان جلو خانہ تعلق تھا ان محسنوں میں علاء دہلوی
 سرداران فوج اور عاملہ سلطنت کے جو ہر وقت موجود رہتے تھے غزوہ کی سواری کے واسطے
 ہی بہت بڑا سامان جلوس و جاہ و حشم حاضر تھا جو بالکل مطلق اور اکثر مریض آلات حیرت انگیز کا
 ذخیرہ سمجھا جاسکتا تھا ہر ایک صحن میں بعض مریضین کے نزدیک غمرو کی سنگین تصویر ایک بلند
 مقام پر نصب کی گئی تھی جیسی پرستش تمام طبقات انسانی میں شہ خلوص اور شد و دسے ہوتی
 تھی۔ اس کے علاوہ اکثر معاملات ملکی و فوجی جو ہر صحن کے حاضر باش سردار کے متعلق ہوتے تھے
 وہ اس تصویر کے سامنے فیصلہ کیا سٹے پیش ہوتے تھے اور بعد تمام واقعات کی تفصیل کے
 وہ بٹ اگر اسکو کسی امر کا انصرام منظور ہوتا تو سر ملا دیتا تھا ورنہ خاموش اور اپنی اسی حالت پر رہتا
 اس عجیب خاص کے مشاہدہ کے تمام اہل بال میں غمرو کی شبیہ سنگی کو بٹ بزرگ کہتے تھے اور
 تمام اہل کالدیا اور لیسر اس سے سختیں مانتے اور مذہبیت اسے چڑھاتے تھے مریضین قدیم
 کی برائے سہے غمرو کی نبت کی یہ حالت کسی خاص طریقہ مسخرہ کے استعمال سے حکم ہو گئی
 تھی اور قوت تقاطع سے اس میں کوئی خاص اس قسم کا تصرف کر دیا گیا تھا اور ایک گروہ سلطان
 بھی گیا ہے کہ لوگ اس عہد میں مدگی اور طہیان اور وقت و قات کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتی
 جاتے تھے جو وہ زیادہ تر شیا طین اور خبیث ارواح سے ملاقات اور رسم و راہ رکھتے تھے
 پر منحصر جانتے تھے لہذا غمرو کے نبت میں ہی ایک سلسلہ آمد و رفت ارواح کا قیام ہو گیا تھا کہ ان

لوگوں کے اعتقادات ہی حجت سے ایک خاص درجہ استقلال پر قائم جا کر نروود اور دیگر سرداران
 کا لہذا اور صاحبین کی نسبت یہ مشہور ہے کہ ان کے سحر میں اس قدر قوت اور غلبہ حاصل ہے کہ ایسے ایسے
 عجیب عجیب کرشمے انکی روزانہ مشق میں داخل ہوتے تھے۔ قصر نروود جبکہ بہت بڑا حصہ آسمان
 تک کھنڈروں کی حالت میں موجود ہے باطل سونے اور چاندی کے پتھروں اور نہایت تابدار
 اور چمکیلے جوہرات سے ڈھکا ہوا تھا اور اسکے بالائے کنگرے پر نہایت اعلیٰ درجہ کی زینت و
 زیبائش صرف کیگی ہی ایک سو رخ لکھتا ہے کہ جہاں نروود کا تخت بجا ہوا تھا دو دو فیٹ تک
 زمین میں سونا چاندی گلابا گیا تھا۔ اور اسکے تختگاہ کے ایوان کے پردے باطل صرح اور نہایت
 اور رد پہیلی کام کے تھے جسکے جہاں لہروں میں بنیاد موقی تھے جو سے تھے اسوقت برابر باد
 سہرزمین بابل میں یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ نروود کی خاص نشستگاہ کا حصہ اب تک بہت کچھ
 محفوظ ہے گو اسکی چار طرف بے اور کنکریوں اور سنگ نرووں کے انبار بند و پست ٹیلوں کی صورت
 میں دوڑ تک احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ خاص جلو خانہ کی صحن اکثر مقامات پر بے اور ٹی سو سو زمین
 نروود کی سزایابی کی رودتین الہامی کتابوں میں مفصل موجود ہیں اور خصوصاً توریت میں حضرت
 ابراہیم اور شاہ مذکور کے باہمی مباحثوں اور مناظروں کا حقیقہ بیان ہے انکی تصدیق و توثیق
 نروود کی اکثر ان تعمیرات سے بخوبی ہوتی ہے۔ قصر نروود۔ جلو خانہ نروود۔ پیر نروود اور وہ تالاب
 کا مقام جہاں حضرت ابراہیم آج میں ڈائے گئے تھے اس زمانہ کے ایسے آثار ہیں جو گو ان تمام
 واقعات گذشتہ کو بروقت انسان کی نگاہ کے سامنے مجسم پیش کرتے ہیں تھے ہیں قصر نروود
 بطور خود گئی میل میں تعمیر تھا اور اسکی بندی اس قدر نہی کہ بعض متوجہ بیان کرتے ہیں کہ نروود
 سامان تعمیرات لیکر اوپر پہنچتے تھے وہ پانچ گھنٹے میں نبراجہ آلات برفیقہ لکھنے جاتے تھے۔ کتاب
 بہرہ رودتین وضعی ہوں تاہم یہ ضرور ہے کہ یہ ایوان اپنے فائدے میں بے انتہا عجیب اور نروود کی
 ایک کثیر تعداد کی محنت سے تعمیر ہوا تھا۔ بعض موزین لکھتے ہیں کہ نروود نے یہ تعمیر عجب اس قدر
 بلند بنوایا تھا کہ اپنا موجودہ فانی جاہ و ثروت جنگاں الہی پر ظاہر کرے اور حقیقت خودی اور
 خود پرستی کے جذبات اسکی روح پر محیط تھے وہ سب ایسے تعمیرات کو اپنے شکوہ اور عظمت خیالات
 و زندگی نروود کا ایک خاص سبب ثابت کرتے تھے اور بعض کی رائے میں نروود نے یہ قصر
 ایسے بنوایا تھا کہ خدا نے ابراہیم سے اس ایوان کے سبب سے اوپر کی جہت پر کھڑے ہو کر
 مقابلہ کرے جبکہ اسی نہایت ہی دلیل جبارت اور گستاخی کا ایک بڑا بخش اور نروود کی شکل کا

کو بہت ہی جلد مٹو گیا۔ اور نہایت ہی تھوڑے زمانہ میں اسکی خود پرستی خاک میں گئی اور حقدار
اسکے جاہ و چشم کے سامان اور نہایت عظیم الشان مکانات تھے وہ بالکل پائمال اور تقریباً نیست
ذاب ہو چکے صرف وحشی درندوں اور موذی جانوروں اور حشرات الارض کا سکن ہو گئے۔

بابل کی بربادی کی واقعات اور پیشین گوئیوں سے لقمہ

یہ امر حند بار بیان ہو چکا ہے کہ تمام قدیمی سرزمین بابل عام طور سے ایک جہت ناک بیٹے اور
مٹی کے وسیع کے وسیع ڈھیر اور ٹیلوں سے اسوقت چھپی ہوئی ہے اور اسکی شکست قدم بہ قدم
قلم معدوم ہو گئی اور یہاں تک معدومیت اور مسدود ہے کہ تلاش کریں تو اسے اسکی کہندروں میں
پڑائی بیٹھن تلاش کرتے ہیں اور بعض مقامات پر انکا بھی پتہ نہیں ملتا ہے۔ سرزمین بابل اسوقت
ایک پتھر بلی زمین ہے جو ہر ایک کامیاب قلع کے ہاتھ سے برباد ہونے کو تیار رہی ہے
کپتان میگیان ایک انگلش مین سیاح بابل کے ٹیلے کی نسبت حسن پل چتر یہ حال لکھتا ہے
کہ یہ ٹیلہ جو نوے گز چوڑا اور ۱۰ گز بلند ہے بالکل محل شاہی کا وسط حصہ ہے اور جس میں اور مولی
ٹیلوں میں کوئی بھی فرق نہیں ہے۔ اسکی زمین بالکل صاف اور ایک جگہ دار رستہ میں ہو کر اور
مکمل چلی گئی ہے اور نہایت معمولی نگاہ سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ زمین مذکورہ بالکل سامان
تغیرات اور مصالح عمارت سے خالی ہے جسے مختلف اوقات میں اس ٹیلے میں سے نہیں
اور چونکہ اور پتھر کو دکن کالے گئے ہیں اس مقام پر کوئی عمارت باقی نہیں ہے صرف یہاں
ایک گنبد نما پہاڑی نظر آتی ہے جسکی زمین ٹوٹی ہوئی انیٹوں اور سنگریزوں سے مرکب ہے
اور یا کسی کبار کا آواہ ہے جس میں سراسر سرخ راکھ رال۔ شیشے کے ٹکڑے۔ گہو جگھے اور سیسے
کڑے اور اسی قسم کے ناکارہ اشیاء جو کسی نہایت ہی خنثی آدمی کے کام کے بھی نہیں ہیں ہیں
بہرے ہوئے ہیں ۱۰ صدی کے آفرین ایک مسافر نے قدیمی بابل کے آثار کو یہاں پر عبور کیا لیکن
ان مقامات کی معدومیت کی یہ حالت تھی کہ ان مقامات سے اسکو بالکل آگاہی نہیں ہوئی
کیونکہ درود اور وہ لوگ جو انیٹوں اور ہر قسم کے مصالح کو کھود کر اس سے کٹا کرتے ہیں وہ
عرصہ دراز سے انہی مقامات کو کھودتے رہتے ہیں جہاں سے پہلے انکو یہ دستیاب ہو چکا ہے اور
اسیٹے یہ کھودے ہوئے مقامات ہمیں گرٹے کے مثل ہو گئے ہیں جو ایک خاص زمین میں جبکہ
فرات میں سیلاب آتا ہے یہ بظاہر ٹنڈ کے ہو جاتے ہیں اور سو جہہ سے کوئی تیز کسی سیلاب کو

کی نہیں ہو سکتی ہے کہ سابق میں یہاں کس قسم کی عمارت موجود تھی اور حصد تک یہ گڑھے اور
 گڑھے سا ہا سال گذر جائے ہیں خشک نہیں ہوتے ہیں اسکے علاوہ اور وہی صدمہ مقامات ہیں
 موجود ہیں جہاں عربوں نے خزانوں کی تلاش میں مین کہو کر گڑھے بڑے عمیق گڑھے
 ڈال دیئے ہیں۔ اکثر سب گڑھوں میں پانی ہی بہہ رہتا ہے۔ ان ٹیلوں کی سطح جو بال عبرتنگ
 یادگار قائم کرتے ہیں ایک عجیب اندوہ کن مرکب تعمیرات کی بربادی کا منظر ہے نہ جہیں آباد
 حصہ خشک ریتی مٹی کا ہے اور ان نام کھنڈوں اور انسانی بود و باش کے مقامات پر سوکے
 خاک کے اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے۔

کپتان میگنٹان لکھتا ہے کہ جو قوت میرا پاؤں اسٹیج برباد شدہ عمارت کے بلے اور خاک پر پڑتا
 تھا تو خاک میں دھنس جاتا تھا اور میں اس منظر پر جو میری نگاہوں کے سامنے اس زوال پذیر
 قطعہ ارض پر واقع ہے سوائے خطرناک ہستی کے اور کوئی مکمل خیال نہیں ظاہر کر سکتا ہوں۔
 اس پیشین گوئی کے بموجب کہ در تو خاموشی قیام اختیار کرو تا جبکہ میں یقین ہو اس با عظمت
 حکمرانوں کا عہد اور ان کے یادگار ایسی خاموشی کا منظر ہے کہ گویا بالکل شہر خاموشان کا نمونہ
 معلوم ہوتا ہے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ اس وقت شہر بال خاموشی کا ایک نہایت حیرت انگیز منظر
 اور عزت گزینی کا ایک عجیب غیر تناک مرقع ہے۔ توریٹ میں جو پیشین گوئی بابل کی نسبت
 جیجکی ہے کہ وہ کبھی آباد نہ ہوگی اور شہرین گذر جائیگی لیکن وہاں کوئی عمارت نہ بچی
 اسکی موجودہ حالت بابل کے کھنڈروں سے کمال تصدیق ہوتی ہے۔ مشرق اکت کے
 سفر ناموں میں اسکا چشم دید بیان موجود ہے کہ سو لوہین صدی عیسوی میں وہاں کوئی کوئی
 مکان نظر آتا تھا اور اس وقت آنکھوں کے سامنے اسی مقام پر ایک ایسا سنگستانی اور رنگستانی
 صحرانہ موجود ہو جاتا ہے کہ جو کھنڈر گڑھے ہوئے ہیں یہاں کسی زمانہ میں آبادی تھی۔

پھر کپٹان اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ جو شخص اس ویران اور برباد شدہ منظر کو دیکھ لے گا یہ
 ناممکن ہے کہ انکو اس بات کا کمال یقین نہ ہو جائے کہ بابل کی بربادی کے واسطے حضرت اشعیا
 اور میراکی پیشین گوئی کس کمال طے پوری ہوئی ہے کیونکہ موجودہ حالت بابل اس پیشین گوئی
 کا مصداق جو سے طور سے ہے کہ وہ کبھی آباد نہ ہوگی اور نہ اس میں کبھی اہل عرب اپنے خیمے نصب
 کریں گے اور وہ راکبہ اور طبیب کا ڈھیر ہو جائے گی اور نیز یہ کہ اسے شہر اور عجیب برباد اور پامال اور
 ایک معدوم کا مجموعہ اور رنگ زار اور ویرانی کا مترشحہ ہو جائیگی سرزمین بابل اولاد اسمیل اور بنی اسرائیل

اور نہ کوئی بائریوں سے نہایت نفرتناک طرز و طریقہ سے روندی جائے گی اور وہ ہمیشہ ایک بستر
 انگیز اور بالکل انسانوں سے خالی اور ایک محشری ویرانی کا دارالصدر رہے گا حضرت اشعیا کی
 یہ پیشین گوئی بابل کی نسبت تھی کہ اس سرزمین میں اہل عرب اپنے خیمے نہیں نصب کریں گے
 اور نہ گذریں گے اس میں اپنے مویشی کے قیام کے واسطے احاطہ بنا سکیں گے یہ پیشین گوئی تمام و کمال
 موجودہ حالت بابل سے مطابقت رکھتی ہے کیونکہ ارض فلسطین کی بابت ایک زمانہ میں یہ
 پیشین گوئی ہوئی تھی کہ وہ تمام برباد ہوگا اور اس میں اونٹوں اور ہیٹرون کا مسکن ہوگا اور
 خاص ارض فلسطین میں گذریں گے اور اپنے جو پڑے اور اپنے مویشی کے واسطے قیام گاہیں
 بنا سکیں گے مگر سرزمین بابل میں یہ حال نہیں ہے وہ تو جیسا کہ پیشین گوئی میں ہے بالکل عرصہ
 دراز سے ویران اور برباد ہوتی چلی جاتی ہے اور اس قطعہ ارض میں اس امر کی قابلیت نہیں
 رہی ہے کہ اس میں گذریں اور ان کے مویشی بھی اپنا قیام کرنا پسند کریں اور جب سے کوئی ثبوت
 اس بات کا بھی نہیں ملتا ہے کہ وہاں کسی عربی کارواں نے اپنے خیمے نصب کئے ہوں اور
 نہ کسی گذریں نے وہاں اپنے مویشی کے واسطے کوئی مسکن یا احاطہ بنایا ہو جس سے یہ بات
 بخوبی دریافت ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ بربادی اور ویرانی کسی قطعہ زمین کی نہیں ہوئی
 ہے ارض فلسطین کی یہ عام حالت ہے کہ اس کے ہر ایک برباد و شدہ حصہ میں گذریں
 اپنے مویشی کے لیے قیام گاہیں بنا لیں مگر سرزمین بابل کی حالت بالکل اس کے برعکس ہے یہاں
 کبھی کبھی انڈیوں کے کہنوں کے لئے کہ ایک عام پیشہ ان کا ہے گذریں صحرائی جانوروں سے
 بچنے کے واسطے منہج خاص انتظام کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہی مویشیوں کی حفاظت کی
 غرض سے دن کے وقت کے لئے ان ٹیلوں میں جو نہایت وحشتناک ہیں ایک احاطہ بنا لیتے
 ہیں بہر حال ان ٹیلوں پر بھی بقدر ممکن ہے کہ کبھی کبھی عرب بدو لوگ جو دن کے وقت یہاں
 آتش باز حالت میں سفر کرتے ہیں یہاں اپنے ڈیرے بنوٹاں لیتے ہیں مگر یہاں جو عمارتیں قدیم
 ہیں انہیں دہل پانچ آدمی ہی صرف ایک رات ٹھہر کر یہاں بسر نہیں کر سکتے کیونکہ ایک عجیب ہولناکی
 اور خوف انگیز یہاں رات کے قیام کے لئے مانع ہے تمام مویشیوں کی رائے ہے کہ یہاں کے
 دیسی باشندے یہ مقابلہ جنگلی جانوروں کے قدرتی خوف کے اس بات سے زیادہ ڈرتے ہیں
 کہ وہاں نہایت نصیب و حسن اپنا مسکن کہتی ہیں۔ کیتان میکان اپنے سفر نامہ میں کہتے ہیں
 کہ سینہ بابل کے کہنوں کی سیاحت کی غرض سے اپنے دوران سفر میں چہرہ نعر عرب (بہرہ)

جو میرے رہنا ہی تھے ہمراہ لے گئے تھے یہ لوگ ہر ایک قسم کے آلات سے مسلح تھے انہوں نے ہر چند یہ بات کہی گئی کہ ایک رات دوران کہنڈروں میں قیام کریں لیکن انہوں نے کسی طرح منظور نہیں کیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ بوجہ غیبت اور موذی اور صراح کا مسکن ہونے کے جو نام اس سرزمین پر پہلی چوٹی ہیں اور جرات کو یہاں ہر ایک قطعہ میں جمع ہوئی ہیں ہم لوگ کسی طرح اس مقام پر رات کو نہیں ٹھہر سکتے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ یہ درجن ہفتہ آتش لزلج اور انسان کی ایذا رسانی کے خواہاں ہوتی ہیں کہ ہلوگوں میں اگر ایک ہزار آدمی بھی یہاں قیام کریں تو صبح کو یا تو وہ سب مردہ پھیل گئے اور یا آئندہ بتدیج وہ دیوانہ ہو کر جاکر کہتاں بگیاں نکلتے ہیں کران بار و احوال کی ہستی اور سرزمین بابل میں انکی حکومت اور قیام کا ایسا اعتقاد یہاں کے باشندوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ کسی طرح اٹھایا نہیں جاسکتا یہ مکان موجب کلاہٹ کے عقب میں جسوقت آفتاب کی دہلی کرین خواب رحمت میں مصروف ہونا شروع ہوتی ہیں اور روشنی شمس کے عوض ان عبرتناک کہنڈروں کو دختر اہ (چاندنی) اپنی دلفریبی سے دیوانہ بنانا شروع کرتی ہے تو اس حال کو دیکھ کر ان دیسی باشندوں کو سخت افسوس ہوتا ہے کہ اب یہ قطعہ زمین بالکل نہایت ہیبتناک اور موذی اور ارجح کے سیر و گشت کے واسطے مختص ہو گیا ہے۔ تمام مکی باشندوں کو یہ کامل یقین ہے کہ ہر موقع پر اس کے وقت ان ٹیلوں پر جو کہنڈروں سے متصل ہیں آمد و رفت رکھنا مکہ کی اور خطرناک ہے کیونکہ اسوقت یہ مقام نہایت غیبت بادشاہ کا گذر گاہ اور سیر کا منظر ہوتا ہے۔

پیشین گوئیوں کی طویل سلسلہ متعلقہ زوال بابل میں یہ فقرات بھی ہیں کہ درجہ کی درندے اس میں ٹھہریں اور ان مکانات میں وحشت الارض کا سکھ ہو گا اور یہ ہی ناپاک انداز سان یہاں عمارت بنائے اور چند دہوم انہیں نشیمن رکھیں گے اور سیار برس بابل کا دیوتا جو نصف بکری اور نصف آدمی کا بدن رکھتا ہے، اس میں آوندے اور سرنگوں ہو کر ناپتے ہونگے ان فقرات پیشین گوئی کی تصدیق کامل طور سے ایک ایسے ناظر کو جو اس نہایت عبرتناک منظر کی حالت دیکھنے کا اپنی آنکھوں سے آرزو مند ہے اسوقت بخوبی ہو سکتا ہے کہ وہ درندے جانوروں کے سکنوں پر نظر ڈالے جو عام طور سے بابل کے کہنڈروں میں بہرے ہوئے ہیں۔

ان کہنڈروں میں صد ہا امڈیں اور بہشت اور گڑھے ہیں ان درندہ جانوروں نے اپنی بود و باش کے واسطے بنائے ہیں اس کے علاوہ ان مقامات میں رکناظر کو اپنی سیر کے دوران میں

شاہی (خارشت) کے کانٹوں کی ایک مقدار کثیر جا بجا پڑی ہوئی ملتی ہے اور جس مقام پر کثیر
 حصوں میں پانی کی تیزی سے گزرتی ہوئی ہیں وہاں چھوٹے بڑے سوراخوں میں آٹو اور بچکاڑ
 بنیاد رکھتا ہے اور اس کے علاوہ لاندہ کو گھبوں اور گڑھوں میں استقامت رکھتا
 خاص بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا نقشب شہنشاہ جنگل مان اور الحارث جیسے عجیب اور طرح طرح کے
 ایسے ہی ایذا رسان جانوروں میں جن کے مسکن کے وہاںوں پر بہیڑوں اور دونوں کی ہڈیاں
 کثیر مقدار میں پڑی ہوئی نظر آتی ہیں اور مقدار کہ یہ بدلوں کے اندر میں سے آتی ہے
 کہ بہیڑوں کی طرف ناک نہیں دیکھتی اسی طرح بال پر جسے تخت نصرت نے اپنی عظمت و ظلم
 اور شوکت ادا کی کے ذریعوں سے آہستہ بچا تھا اس وقت جنگل کا فطرتی بادشاہ کھانی کیا کرتا
 ہے۔ اور باغیوں کے تحت بزرگ بیٹے بلیں رعل کا مسند جو دنیا میں صحبت انسان کا ایک
 نہایت عجیب اور غریب نمونہ سمجھا جاتا تھا قدرتی طور پر اب شیروں اور بہیڑوں کی نشیمن اور
 مسکن کے واسطے مختص نظر آتا ہے ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ میر غزو کی نسبت سو جیلاٹ
 میں ان جنگلی جانوروں کی بہت کثرت ہے یہاں جو لمبہ کا ٹیلہ ہے وہ بے انتہا سوراخوں
 سے معمور ہے اپنے خود اسکی اندر جا کر یہ حال دیکھا کہ جانوروں کی بہیڑوں کی کثیر نشیمن
 پڑی ہوئی ہیں جو اسی وقت کے ہلاک کیے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان وحشی درندوں کی اس
 وسیع مسکن کے سلسلہ سے قریب بہت پردالت کرتا ہے کہ یہاں انسانی گذرات میں خطرناک
 نتیجے سے خالی نہیں ہے یہی مؤرخ لکھتا ہے کہ جو میر ہاسے ساتھ تھے انہوں نے جسے یہ بات بیان
 کر دی تھی کہ یہ جھگڑا ہے اور کہنڈر دکھائی دیتے ہیں سب شیروں اور طرح طرح کے درندوں
 اور مختلف جنگلی جانوروں کا مسکن ہیں۔

اس میں شک نہیں ہے کہ ان حیوانات کی اس کثرت کے سزا میں ان میں بود و باش دیکھ کر اس
 پیشین گوئی تربیت کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ وسمن بابل میں صحرائی جانور لڑتے پھریں گے
 اور یہاں کے باشندوں کے مکانات میں نہایت ایذا رسان وحشت الارض اپنا مسکن بنائیں گے
 اور اپنے خیر باد شدہ اور ویران گہروں میں جزیروں کے جنگلی جانور اور درندے شور و غل
 مچائیں گے۔ یہ پیشین گوئی بھی تمام و کمال پوری ہوئی کہ رستم بابل پر ہونیکا اور وہ لہر و وح
 جو ہم میں پہنچی ہے، کیونکہ دریائے فرات کے مغربی کنارے کے نشان اب نہیں معلوم ہوتی ہے
 اور دریائے مذکور بہ روکن شطرت موجزن ہے جو کہنڈر وں کے قریب ہے اور عید خرو

میں جو بندہ سپر باؤں لگایا تھا اسکی اب نمود بھی باقی نہیں رہی ہے۔ ہمسقام پر زمین باطل لٹناک اور
دلہلی ہے اور سوچو وہ زمانہ میں سابق کی عمارتوں کا کوئی بھی نشان نہیں نظر آتا ہے اور نہ یہ
معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کون کون سی عمارتیں سابق میں موجود تھیں۔

دلہل اور مختلف تالابوں کے درمیان کے متعقد حصے گہرے ہوئے ہیں انہیں اطراف کا
ایک بڑا حصہ اسوجہ سے کہ حصہ دراد ہوا کہ دریائے فرات کی دہریاں سے ملت گئی ہے اس
دلیل کی نسبت اچھا ہے۔ بابل کے کہنڈر اسوجہ سے کہ فرات کی وادی کی حالت ابنا
سابق سے بالکل بدل گئی ہے۔ نسبت اس دلہل زمین کے قابل آمد و رفت پائے جاتے
ہیں مگر سرزمین بابل باوجود اسکے اس طرح سے ایک بڑے قطعہ کی حیثیت سے زیر آب ہے
اور سپر دہریاں نے رہا ہے اور نیز اس حالت پر نظر کر کے کہ پانی کے بڑے بڑے کٹان
ٹیلوں اور ٹیکروں کے باہر بنے تھے ہیں تاہم ہمیشہ تمام سوزے آفتاب سے جلتے ہوئے
بابل کے کہنڈر چنبر بانی نہیں چڑھ سکتا ہے اور جو سال یہاں نہایت درجہ خشک اور سوزنا
میدان سمجھے جاتے ہیں اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ سرزمین بابل ایک ریگستان یا سنگلی تالاب
قطعا خشک اور بار بار ارضی ہے۔

یہ ایک عجیب امر ہے کہ دریائے فرات کے مغربی ساحل کا ایک قطعہ تو ہمیشہ زیر آب ہوتا ہے
اس میں دلہل اور کچھ رہتی ہے اور دوسرا قطعہ بالکل خشک اور نہایت گرم ریگستان نظر آتا ہے۔
توریت میں بابل کی بابت یہ فقرات بھی لکھا گیا ہے کہ وہ کبھی آباد ہوگی اور ہمیشہ غیر فروغ
اور ویران رہے گی، اگر کوئی سیاح غصہ سے بابل کی سرزمین کو چوہہ اور کہنڈروں اور ان طویل
سلسلوں پر ٹیلوں کے نظر ڈالے گا جو صدیوں سے ایک کوہی نوعیت یعنی تپڑی میں صورت اور
پتہ ہو جانے کی مثال انسان کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں سو اسکو بخوبی معلوم ہو جائیگا
کہ ان کہنڈروں یا اس قطعہ ارض میں زراعت کی طرح نہیں ہو سکتی ہے اس لیے کوئی وہان غلہ کا
اسیراگ یا جو نہ بن سکتا ہے کیونکہ جقدر میدان اور ٹیکرے ان کہنڈروں کے اطراف میں دکھائی
دیتے ہیں انہیں شوریت نہایت شدت سے پیدا ہو گئی ہے گویا یہ تمام سرزمین شورہ کی
کان ہو گئی ہے اور بابل کی تعمیرات کے مصالح کی یہ کثرت آمیزش سے اسکی تمام سرزمین
ہمیشہ کے واسطے ناقابل زراعت ہو گئی ہے میدان کے اس حصہ کی طرف عمارتوں کی
آمار اکثر پائے جاتے ہیں اور جہاں کہیں یہ عمارت نہیں ہے وہ تمام قطعہ کسی قسم کی نباتات کے

جنے کے قابل نہیں ہے۔

سلیس یا بیل (رعل) کا تختہ

بیل کے مندر کی نسبت یہ مختلف ہے کہ کس زمانہ میں میرا ہے یا کس زمانہ میں ابھی بنیاد قائم ہوئی ہے مگر اکثر مورخین قدیم کی یہ مستند تحقیقات ہے کہ اس مندر کو تختہ نصر نے اپنی تخت نشینی کے تھوڑے عرصہ کے بعد تعمیر کرایا تھا بعض کو گونا گویہ خیال ہے کہ بیل خاص تختہ نصر کی شبیہ تھی جبکی پرستش پرانے ہندوگان ابھی کو مجبور کیا تھا اور یہ وہی بت تھا کہ جہاں بیل عظامی خالص تھی کارگری سے برسوں کی محنت میں سنے بنو اگر ساکنین کا لایا دبا بل کے سامنے اٹھا جا رہا حال مستقل کرنے کے واسطے پیش کیا تھا۔ چند سوخوں کا یہ بھی قول ہے کہ دراصل وہ بابلیوں کا ایک دیوتا تھا جو آفتاب کی روحانیت کا حاکم اور دنیا کے تمام مسائل انتظامی کا کارفرما تھا ایک سوخ کی تحقیقات میں اس بت کی صحت بھی سوخ کی طرح مدور تھی اور آنتھوں کے مقام پر دو بڑے بڑے یا قوت رسانی نصب تھے اور اسکا قد اٹھائیس فیٹ کا تھا تمام باشندگان بابل جو بت پرست تھے وہ اس دیوتا کو اپنے سب معبودوں کا مقدمہ بحیث سمجھتے تھے اور بہ نسبت اور سب دیوتاؤں کی اس پر روز مقدر ہیٹ اور چڑھا داجڑھا یا جاتا تھا کہ سلطنت کی کب سے ماہی کی آمدنی سے بھی بہت نیا وہ ہوتا تھا اور یہ سب نذرانہ بلا کسی قسم کے تصرف یا اخراجات بتخانہ کی پوشیدہ خزانوں میں ڈال دیا جاتا تھا جو اس بت کے کمرہ کے قریب نہایت مصنفے سنگی ترخانوں میں صدیوں سے محفوظ تھا اور اخراجات کی ایک رقم جس میں بیل کے خادموں کی تنخواہیں وغیرہ اور دیگر اخراجات مندر کے شامل تھے وہ اسے علاوہ تھے جو کثیر تعداد میں خزانہ بادشاہی سے ماہ بہ ماہ وصول ہوتے تھے تھے بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت بابل اور نیرارہ باشندگان شہر روزانہ اسکے طواف اور رعل کی پرستش کو جانے تھے ایک مورخ لکھتا ہے کہ صرف ایک ہزار من گلاب اس بت کی غسل اور مندر کے دھونے دھانے میں صرف ہوتا تھا اور عنبر اور مشک اور عود کے پانسو ٹکڑیاں اس مندر میں مختلف مقامات میں سلگائی جاتی تھیں۔

ہر سال بیل کی ظہور یا اسکی پرستش کے قایم ہونے کے دن یا صحت پر بابل میں نمایاں ہونے کے روز ایک عظیم الشان خوشی تمام سلطنت میں منائی جاتی تھی اور گویا تمام سرزمین کا لایا اور بابل کی یہ مارا یا مقدس اور مبارک سمجھا جاتا تھا کہ تمام باشندگان بابل اس دن

کوئی فکر یا اس قسم کا شغل غماہ سمجھتے تھے کہ جو کسی اندیشہ یا تشویش یا خوف کے رفع کرنے کی
 انسانی تدبیر سے متعلق ہو سکتی تھی اور جو کہ میل کی پرستش میں یہ امر داخل تھا کہ عیش پرستی اور نشاۃ
 بازی اصول مذہب سمجھی جائے اس لیے خاص تنجائے میں شدت سے عداوتکاری ہوئی تھی اور اس طرح
 ہزار ہا عوام کے عمل ہر سال اس مقدس مقام کفار کی زیارت کے نتیجے میں بار آور ہوئے سب سے بڑھ کر
 اسکے خادوم اور بندے تھے وہ وہ دھرم بکار اور شیطانی دوسروں میں گرفتار اور انتہا کی زمانہ کا
 تھے اور چونکہ یہ فعل اور زمانہ کاری میل کی پرستش میں لازمی طور پر داخل تھی لہذا تمام خاندان لٹائی
 اور امرائے سلطنت کی عورتیں اس تیوہار کی روزِ ثواب اپنی آخرت کی بہتری سمجھ کر ان لوگوں سے
 جو اس دن کی آرزو رکھتے تھے ہمنجار ہوتی تھیں اور اگرچہ خاندان حکمران سلطنت اور امرائے
 شاہی حضور اور شکرانہ فطرتی کے باعث اہمیت کو ناپسند کرتے تھے کہ اپنی اولاد کی ترویج مختصراً
 لڑکیوں کا ازدواج کسی غیر کھوکھ کے ساتھ کریں تاہم اس تیوہار میں وہ دخول مذہب کے سلسلہ
 اور جبر سے مجبور ہو جاتے تھے اور باوصف اس حالت کے انہیں بعض اس عیش پرستی ذاتی غیرت
 اور حریت سے اس نہایت نا بکار اور ذلیل عیش پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور اس کوشش میں ان
 زندگی کا بہت سا حصہ صرف کرتے تھے کہ ان جوان عورتوں میں ایسی بد اخلاقی یا بد بطوری
 نہ پیدا ہو لیکن چونکہ ایک جمعیت کثیر ان کے خلاف اسکے رد ان کی کوشش میں تھی اور نیز گورنمنٹ
 اور برٹسے بڑے امرائے سلطنت اس بلا میں گرفتار تھے لہذا ان لوگوں کی کوشش بہت کم
 کامیاب ہوتی تھی اور عداوتکاری اور زمانہ کو رد و بر دوز ترقی ہوتی جاتی تھی علاوہ ان عورتوں
 کے جو اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ اس طریقہ ثواب کے لئے چونکہ اہل بابل کے روستے
 لازمی سمجھا گیا تھا بد کاری کے واسطے مذکور دیتی تھیں اکثر دشمنانہ عالی خاندان عورتیں اور نہایت
 کم سن لڑکیاں علماء اور اداؤں اس نہایت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کے واسطے۔۔۔ اہل بابل خزانہ
 کرتے تھے تھے ان عورتوں میں سے اکثر ان لوگوں سے موقع پر ہمنجار ہو جاتی تھیں جو بنظر
 ثواب بلکہ بجز معمول القدا ولفانی عرصہ دراز سے اسکے وصال کا موقع مانگتے رہتے تھے۔۔۔
 اور باعث اس قدر عظیم ہنگامہ اور فساد اکثر اوقات برپا ہو جاتے تھے کہ ہزار ہا آدمیوں کی جنا
 تلف ہو جاتی تھیں اہل بابل کی ان حالات کی بابت تاریخیات قدیم میں عجیب عشقہ رویتیں
 مذکور ہوئی ہیں سب سے زیادہ سخت لفظ کی ہوتی کہ عشق اور ایک سردار سلطنت سے تعلق ناجائز
 اور ان کی چپکڑ وار ہو جانے اور پھر اسکے شوہر بنانے کا افسانہ ہے جسے آخر میں میل کے پوجاریوں نے

جاہر قرار دیا تھا۔ بہر حال یہ پتہ نامہ اور خود پیل انسانی حیرت انگیزی کے واسطے خدمات انسانی اور سب سے حد بدکار یوں اور منکر خصلتوں و حدہ لاشعریہ ہو جانے کا ایک عجیب نمونہ اور سرچشمہ تھا اس مندر کی زیب و زینت اور اکرائش دنیاوی کا حال صراحت کے ساتھ تمام تواریخ قدیم میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے یہ مندر مقدر و مسیح اور اتنا بلند تھا کہ سولے سو برس بعد اس کے اور کوئی عمارت تمام سرزمین بابل میں اسکی متقابلہ پر نہ تھی۔ صرف اس مندر کی بلند ہی بعض موزین کی تحقیقات میں ایک فرانک کی تھی۔ اور ایک مؤرخ قدیم پر یونان میں لکھتا ہے کہ یہ مندر چھ سو فیٹ بلند تھا۔ میجر بنس ایک انگلشیسین کی تحقیقات کے بموجب اسکی بلندی پان سو فیٹ کی تھی

سیر نمرود

بعض موزین شہر و جد اہل بابل سیر نمرود کی بھی نمونہ ایسی جگہ بتاتے ہیں جہاں بیل کا مندر بنا دیا کہتے ہیں کہ اس وقت سب سے بلند جگہ جو برباد شدہ بابل کے ٹیلوں میں ہے وہ سیر نمرود ہے اور عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سیر نمرود کا تمام سطح ملیں گے مندر کے کتبے میں شامل کر لیا گیا تھا وہ ملہ یا مٹی کا ڈھیر جہاں کسی زمانہ میں سیر نمرود واقع تھا اب ایک ایسا ٹیلہ ہو گیا ہے جو نہایت عظیم المقدار رقبے کو گھیرے ہوئے ہے بعض کے نزدیک اس پورے ٹیلے میں وہ مندر واقع تھا اور یہ تمام کثیر اس کے پورے سطح پر بنا ہوا ہے اصل مندر کا بہت بڑا حصہ گر کر اس بے بین شال ہو گیا ہے تاہم اس وقت یہ بنیاد قطعاً نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تمام ٹیلہ قدیمی عمارت کی بنیاد پر واقع ہے اور یہ کہ مندر مذکور کوئی بنیاد قدیم کسی سیاح کے سامنے موجود ہوتے ہو بلکہ یہ تمام ٹیلہ اور قطعہ ارض باطل ایک بربادی اور بامانی اور ویرانے کے منظر کا نمونہ ہے۔ اور ایک سیاح کو ابتدا سے نگاہ میں ایک پہاڑی معلوم ہوگی جسکے دامن میں شاہی تعمیرات کے کچھ خولیلہ نظر آئیں گے انکی حالت بالکل صحیح طور سے سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک کہ وہ ان ٹیلوں پر خود نہ چڑھ کر دیکھ لے گا نہ یہ آثار قدیمہ موجود ہیں اور اس وقت تک ضرور نہ یہی یقین کر لیا کہ یہ زمین باطل کہنہ روں کا مجروح ہے مگر اس بلندی پر فتح جانیے گا تو اسکو سیر نمرود کی خراب شدہ عمارت صاف دکھائی دے گی ہم اس موقع پر دلچسپی ناظرین کے واسطے خاص سیر نمرود کا نقشہ بھی پیش کرتے ہیں جو سربراٹ پورٹر کے سفر نامہ سے لیا گیا ہے اور اس میں نہ صرف نقشہ کے تفصیل کی کمی ہے بلکہ عمارت کی ارض و طول اور بلند گاہی کا تفصیل ذکر ہے جس تک نہیں ہے کہ تیس کے سنہ کے بقیہ آثار کی موجودگی کی حالت نہایت عجیب و غریب ہے اور اسے ڈاہیر نمرود کو یقین کرنا چاہیے

بیس کے مندر میں دراصل آٹھ گنبد تھے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بلند ہوتے اور درجہ وار
نمونہ قائم کرتے چلے گئے تھے اب وہ ایک نہایت مٹی پتھر کے مخلوط پیازھی ٹیکر کے کی صورت
میں چوڑے ہیں اور ایک نہایت حیرت انگیز مختلف صورتوں اور منظروں کا مصیبت آلود نمونہ
پیش کرتے ہیں۔

اس کے مشرقی سطح پر دو پہاڑی ٹیلے سے نظر آتے ہیں جن میں سے ایک ساڑھ فیٹ بلند ہے جو
ایک عین نالے کے وسط میں بنا ہوا ہے اور بوجہ سا لہا سال کی بارش کے بانی کے جوہر
طرف سے اس جانب پھرتا ہوا ٹھن اڑتا ہے اور بچے کی طوف ہمارا ہے اسیں صد ہا ڈرائیں
پڑ گئیں ہیں اس پہلے درجہ کی چوٹی یا سطح دوسرے درجہ سے بی بی ہوی ہے جو بالکل کھاؤ دم
عمارت کا نمونہ ہے اور سطح ہر ایک درجہ ایک دیران گنبد کے کہنڈر کی صورت بنا ہوا نظر
آتے ہے اس کی بلندی چار دسے آخری درجہ تک دو سو فیٹ اندازہ کی گئی ہے سطح زیرین سے
پہلے درجہ کی انتہا کے سطح کی بلندی ۵۳ فیٹ ہے اس کے مغربی جانب ایک عجیب حیرت انگیز
کثیر غیر منتظمانہ صورت میں ایک مٹی کا ڈھیر اٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو بالکل پہاڑی ٹیلے کی صورت
میں ہو گیا ہے اور جبہ پتھر صدیوں کے گزرنے سے چڑھائی کے سطح کی سی حالت پیدا ہو گئی ہے
اور جنوبی اور شمالی حصہ اس کا خاصہ اور بالکل ناہموار ہے اور ہمیں جا بجا انشیب و فراز پانا جاتا
ہے یہ سب اس مقام کی حالت جہاں مشہور تختانہ بیل کی تعمیر تھی اور جاب سراسر ویرانہ اور
تباہی کا منظر دیکھا جاتا ہے اس پہاڑی ٹیلے کی چوٹی پر ایٹھ کی عمارت اور کام کا ایک ٹیلہ قائم
ذخیرہ موجود ہے جو زمانہ کی مسلسل شب و روز گزرنے سے مٹی اور مختلف ہشیا میں مخلوط کا بچے کے
ڈھیروں اور ٹکڑوں کی صورت میں ایک متحیر لہر کا ڈھیر بن گیا ہے یہ انیٹوں کے ڈھیر بعض بعض
جگہ بارہ فیٹ تک بلند اور میں میں فیٹ کے اجاطہ میں یہاں موجود ہیں۔

شہر بابل کی قدیم عمارتوں کا اگ سے جلنا اور ان کی خاکستر کا شیشہ کے

ڈھیروں کی صورت میں تبدیل ہونا

ان خشتی تعمیرات کے کہنڈروں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ انہی حالت اس زمانہ میں
مبدل ہو گئی تھی اور بادی نظری طور پر ان کے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو کسی نہایت
تیز اور خفصناک آگ سے جلا یا گیا ہے یا انہیں کوئی خفصناک شعلہ افروزی ہوئی ہے اور زیادہ

ترس بات یہ فری خیال پیدا ہوتا ہے کہ بلیس کے گنبد کی تباہی کے واسطے یہ آگ جلائی گئی تھی
تھی جس سے انہما سابق اور توہین مقدس کی اس پیشین گوئی کی تصدیق ہوتی ہے کہ (وہ عظیم)
ایک جلا ہوا پہاڑ ہو جائے گا زمین شک نہیں ہے کہ بابل کی تباہی اور ہر بادی کے بیٹے اور
وہے معدوم کرنے کے واسطے ان احکام الہی کے قائم مقام یہ آگ ایک خاص کار پر داغ ثابت ہوتی
ہے اور کچر بلیس کے مندر ہی پر خضر نہیں ہے بلکہ بابل کی تمام عمارت جان جہان کو بھی آنا موجود
ایٹے جلاتے ہیں اسے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آور دن نے یا خود اس شہر کے رہنے والوں نے
آگ لگا کر مکانات کو جلا دیا تھا۔

حضرت یرمیا کی پیشین گوئی مذکور پیشین گوئی کا کتبہ ہے حسین صاف صاف بیان ہے کہ
جو سطر خدائے قدیر نے سدوم اور غوہ شہروں کو تباہ کر دیا ہے اور اپنا غضب نازل کیا ہے
خدا اس پر یعنی بابل پر بھی آگ اور گندہک کا نذرہ بربادی کا ڈراور وارہ آگ سے جلا جائے گا اور
لوگ اس کے بجائے ہیں عبت محنت کر بیٹھ آگ کے شعلوں کی بڑک بے حد ہوگی اور وہ کسی حرارت
سے ہلاک اور اس کے فرو کرنے میں بیہوش ہو جائیگی ان تمام کسندرون اور خراب منظر میں نظر
ڈال کر دیکھو یہ غور کرنا چاہئے کہ کس قوت نے انکو اس طرح نیست نابود کر دیا اور غیر قوت مذکور یا جا
وجلل اور نہایت ہی زبردست ہے جسے اس طرح ان سب نہایت مستحکم اور مضبوط مقامات کو خا
ہیں ہلا کر ہائے پیش نظر کر دیا ہے یہ حصہ جو تمام دیکھا جلا ہوا سطح ہے عام طور سے سیاہ ہے مگر
اپنی اس سیاہی میں وہ عجیب عجیب رنگ نمودار کرتا ہے اور آخر کار اس بات پر غور کرنے کی ضرورت
ہے کہ ہر رنگ کیونکر نمودار ہو سکے اور ایسے مختلف رنگین حالتیں کس طرح پیدا ہو گئیں ایک مسرخ کا
خیال ہے کہ جس قدر حصہ ان تعمیرات کا جلا ہوا ہے وہ فطرت الہی کی کار سازی کا ایک عجیب سی
نادر نمونہ ہے یعنی اس سر زمین کو جس پر آگ نے تصرف کیا ہے خدا کے قدیر نے شیشہ سازی کے
مسالحو کا ذخیرہ یا معدن بنا دیا ہے کہ اوہ کل مجموعہ آبادی و تعمیرات جہین یہ ہولناک آگ پہنچ گئی
ہتی کا بج کا ایک عظیم الشان ڈھیر ہے۔ اگر نہایت غور سے اس آگ کے جلائے ہوئے مجموعہ کا
اندازہ کیا جائے جو درحقیقت قہر الہی تھی اور جس نے اکثر عمارتوں کو جلا کر اور زمین پر گر کر خاک
میں ملا دیا ہے تو یہ امر عجیب دریافت ہو جائے گا کہ اس نے اس تمام سامان اور مصالح کو مکانات
کی صلیت بلکہ نوعیت کو اپنی قوت حرارت سے بالکل بدل دیا ہے ایک محقق ناظر کو جسے بابل کے
دیران اور برباد شدہ کھنڈروں کا مشوق دیکھ کر ہے تو اسکو اس موقع پر ہنچ کر ایک ایسے قطعاً

بالین رس آتشزدہ لمبہ کی معلوم ہوگی جسکی اینٹوں میں مقدار کترختی اور خشونت پیدا ہوگی ہے کہ اگر کوئی دوزار ان اینٹوں کے ٹوٹنے یا اسنے مصالحہ کے علیحدہ کرنے کے واسطے اپنا راجا ہے تو بالکل شیشے کے ٹوٹنے کی آواز ہوتی ہے اور صرف ہی نہیں بلکہ اس ٹوٹے ہوئے دھیر میں سے بالکل ایسا مصالحہ نکلتا ہے جسین شیشہ کا جزو یا وہ مخلوط نظر آتا ہے۔

یہجرائیل نے مختلف اوقات سیاحت میں ان اینٹوں اور لمبے کی ترکیب انالیز کیا کا اچھا کیا ہے جس سے انکو یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ اس مصالحہ میں بالکل شیشے کے بنجانے کی قابلیت پیدا ہوگئی ہے اور ایسے اجزاء میں موجود ہونگے ہیں جو کچھ حصہ میں اس قابل سمجھا سکتی ہیں کہ اس مقام کو شیشے کا معدن یقین کیا جائے اس مصالحہ سے نہایت تہوہنی محنت اور کوشش میں شیشے کی ہر ایک شے نہایت عمدہ قسم کی تیار ہو سکتی ہے۔ بہر حال یہ ایک نہایت ہی جہر ناک امر ہے کہ تمام بڑے بڑے ڈھیر جہر جلی ہوئی عمارت کا حصہ ہے وہ مع اپنے مصالحہ کے شیشے کی صورت میں بدل گئے ہیں اور یہ امر نہایت آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس عمارت کا جہر سطح زیرین سے لینے جس سطح پر یہ عمارت بنائی گئی تھی اور جہر حرارت آتش کا کابل اثر پہنچا ہے اسیں ہی اسی قسم کے معدنی اجزاء سے مرکب کوئی شے موجود ہوگی اس موقع پر یہی خیال ظاہر کر دینا ضرورت ہے کہ اگرچہ یہاں کے اصلی باشندے کی نوعیت یہاں اور قدر و قیمت سے قطعاً نا واقف ہیں لیکن اگر ترکی حکمرانوں کو قیہ ہو تو اسے شک نہیں ہے کہ اس قسم کی آتش زدہ لمبہ اور مصالحہ سے بہت بڑا ذریعہ تاجروں کی بدولت ترقی اور

دولتداری کا حاصل ہو سکتا ہے اور گو یہ بخانا اس امر کے کہ یہ مقام قرائقی کا مرکز ہو چکا ہے کے تمام اجزاء نفرت کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہیں تاہم نہ انکی بنائی ہوئی کوئی شے بیکار نہیں ثابت ہوئی ہے ہیں ایک مورخ کا خیال ہے کہ اس تمام عظیم شے اور مصالحہ حکمران ارکان ملک کو بہت بڑا فائدہ مل سکتا ہے۔ سر رابرٹ پورٹر بلکس کے تخانیہ کی آتش زدگی کی نسبت اپنی رائے لکھتے ہیں کہ دیشے ان سکستہ اور چلے ہوئے آثار کا انکا یہر کا ایک کجا میری رائے میں کسی بر باد کردہ شے والی یعنی جلا دینے والی قوت نے شدید اثر کیا ہے مگر نسبت بنیادوں کی اور پر سکے بلند حصہ کو ایک بر باد شدہ کھنڈر کی صورت میں نہ گرا دیا ہے یعنی امتحان سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ اس ملک کا اثر بالائے حصہ عمارت بہر بہت ہوا جسے اصلی مصالحہ کی نوعیت کو بالکل بدل دیا ہے۔ بہر حال جس انگ نے اتنا بڑا کام

کہا ہے اور ایسی قیاسی عمارت کو جلا کر خاک کیا کہ دیا ہے ایسی ہشتعال کی نسبت مورخین
 کی مختلف رائیں ہیں کیونکہ معمولی آتشزدگی سے ایسا ہوناک اور شدید تبادلہ تمام مصالحہ عمارت
 میں ہر جاننا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت بیضی ڈھری
 بہتی ہیں آگ بڑھ کا فی گئی ہے اور اسکے ذریعہ تمام عمارتیں آگ لگا دی گئی ہے اور آخر کو
 اس امر کے اور کچھ نہیں خیال کیا جاسکتا کہ اگر دیواروں کے خیمات کی منظر پر نگاہ ڈالی جائے
 اور نیز اس تحیر آقاہ سامان اور مصالحہ سوختہ پر غور کیا جائے تو یہ امر ہر طرح درجہ یقین پہنچ
 جاتا ہے کہ آسمان سے آتش قمرانی نے نازل ہو کر ساکنان مغرب خاک کو اس عمارت غلامان
 کے خاک کیا کہ کرنے اور یہی حالت عجزناک پر پہنچا دینے سے ال بابل کی بدکرداری کا انجام لگا
 دیا ہے۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ ہمیں حملہ آور جب شہر بابل پر قبضہ حاصل کئے اس وقت
 انی ناخت و تاراج اور بربادی اور تباہی میں مصروف ہوا ہے تو اسے علاوہ خنزیری اور
 خازنگری تباہی بل ریلیں کے اور تمام شاہی عمارتوں میں آگ لگا دی تھی اور یہ آگ ایسی لگی
 اور ہونک تھی کہ جتنے تھوڑے عرصہ میں تمام شہر کی عمارت کو گہیر لیا اور جلنے سے کوئی عمارت
 شہر کی نہیں بچی کیونکہ جس قدر کھلی ان مکانات میں لگی ہوئی تھی اس پر عام طور سے دیکھ
 کی حفاظت کی غرض سے روغن نفت (رال) کی وارنش ہوئی تھی جو نہایت ہی جلد آگ کو
 قبول کر لیتی ہے بعض کی رائے میں یہ آگ جبہ ماہ تک تمام شہر کے مختلف حصوں میں مشتعل
 ہو رہی تھی جو کسی طرح نہیں بجتی تھی اور چونکہ اسکی شعلہ فروزی صدر مقام محلات شاہی یاہلیں
 کا مندر تھا اسوجہ سے یہاں آگ کا اثر زیادہ ہوا لیکن ایک مؤرخ کہتا ہے کہ ہر سیاہ قبضہ
 کی کمند زنجیت نے اس مقام پر تمام اساس اہمیت شاہی اور تباہی بلیں کی خزانہ کی لوٹ مار
 اور خازنگری کے بعد یہ آتش زدگی ہوئی تھی۔ اور سپر وہ یہ دلیل کہتا ہے کہ آغاز سنہ ۵۶۲
 کے بعد اکثر محلات اور عمارت اہل بابل میں لوٹ مار کا بازار گرم رہا ہے۔ اور اگر ابتدائے حملہ
 باشندگان یونان و ایران یا پارتیا والوں کی یورش میں یہاں آگ لگا دی جاتی تو اسکے بعد
 کی خازنگری کو سوائے جلی ہوئی عمارتوں ہی ہاں اور کچھ ہی نہیں مسکتا تھا۔ قرینہ غالب ہے یہ امر
 ظاہر ہوتا ہے کہ ہر سیاہ سپہ سالار قیصر روم نے اسکو جلا دیا ہے کیونکہ ایسی نیت عام طور سے
 یہ امر مسلم ہے کہ اسے اکثر اپنے حلوں میں شہر کے باشندوں کی کہتیاں اور عمارتوں میں آگ لگا دی
 تھی بعض مورخین کی رائے میں یہ آتشزدگی خود اہل شہر نے سیاہیان قیصر روم کی تکلیف پہنچانے

یا نہیکہ ناکام رہنے کی غرض سے کی تھی۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ڈیچی قری اس کے محلے کے وقت جبکہ شہر کے تمام باشندوں نے اس مقام کو خالی کر دیا تھا تو دشمن کے رک دینے اور نقصان کے واسطے انہوں نے شاہی محلہ قدیم اور عام باشندوں کی عمارت میں آگ لگا دی تھی۔ بعض مورخین اس طرف یہی کہتے ہیں کہ اس کے مندر کی عمارت بالکل شاہی مکانات اور سیرگاہوں کو اول منہدم کر دیا گیا ہے اور اسے بعد ازاں لگا دی تھی سربراہ پور پور اور سرسنگھ نے ہی اپنے سفر ناموں میں اس بات کو قبول کیا ہے مگر ایک بڑا گروہ مورخین سابق کا یہ کہنا ہے کہ اگرچہ دارشاہ ایران وغیرہ کی قبضہ اور حملہ آور ہونے کے زمانہ میں اکثر عمارتیں اور بادشاہ بابل کے مکانات منہدم اور سمار کر دیے گئے ہیں تاہم بلیس کا مندر اور اسکے علاوہ بہت سے مکانات اپنے قدیمی حالت پر چڑھ چکے تھے جنہیں اسکندر اعظم نے اپنی شیخ اور منسج بابل کے بعد انکو از سر نو تعمیر کرایا تھا۔ اور زیر آتش و دہلی پار تیار والوں کے حملہ کے زمانہ میں ہوئی۔ بہر حال خواہ صحیح سمجھا جائے کہ ان مکانات کے منہدم اور سمار کر دینے کے بعد تشرنی کجنگی یا پتیکیم کیا جائے کہ ان عمارتوں کی اصلاح حالت کی موجودگی میں آگ لگائی گئی تھی مگر اس میں شک نہیں ہے کہ یہ ایسے مہیب اور عالم سوز آگ تھی جسے ان ایوانوں اور مندروں اور تمام عمارتوں کے ہر ایک حصہ کو ایسا جلا کر کھلب مہیت کر دیا ہے کہ اس وقت کسی ستیاج کو اس بات کی تفریق شکل سے ہو سکتی ہے کہ اس آگ سے کونسا مقام محفوظ رہا تھا یا وہ کوئی جگہ تھی جسے آگ کے فصولوں نے نہیں گہیر لیا تھا۔ یہ آگ اس قدر مجبلا اور ایسے وسیع پیمانے پر پہلی ہوئی تھی اور بہا تک مہیب اور جہاں سوز تھی اسی سخت اور شدید تھی کہ اسنے علاوہ نہایت کمبند عمارتوں سے لیکر تمام امراء کے مسکنات اور خود شہنشاہ بابل تک کے رفیع ایوانوں کو جلا کر خاک کا تودہ بنا دینے کے بلیس کے مندر کے پہاٹک کے بڑے دروازوں کو بھی جو دنیا کی عجائبات میں سے تھے اور جو پیر و ڈوش سونخ یونانی کے عہد تک موجود تھے جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا اور یہ معلوم کہ بلیس کا مندر جلا کر منہدم ہو جانے کے بعد اسکا تمام حصہ ایسے ان عمارت درجیں بلیس کا مندر بھی شامل ہے اسکا سامان غیر شدت حرارت کے باعث شیشہ کے اجزا کی صورت میں مہیج ہو کر بے لگیا تھا۔

یہ ایک نہایت ہی عبرت انگیز اور عجیب ناک منظر ہے کہ مکانات مذکور جو بالکل سنگین تھے اور پیرا زار سامن سونا و پیتل اور بعض جگہ نہایت دبیر فولادی تیر اور فول جڑے ہوئے تھے انکو

جو معمولی نظر میں اس بات کو ہر ایک سیاحت یقین دلا سکتا تھا کہ ایسی ایسی ہزار آتشزدگیوں سے
 ایسی ایسی اصل حالت تھیں کہ کوئی تباہ نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ آگ ایسی آگ تھی جسے اسکی اصل
 ہستی کو اپنے حدود مشتعل اور شعلہ افروزی اور شدت پہ تاب سے پانی کی طرح بچھا کر اپنی اصلی
 حالت سے تبدیل کروا رہا تھا اور جسکے نتیجے پر سوائے اس خیال کے اور کوئی رائے ظاہر نہیں
 کیجا سکتی کہ قوریت میں اس پیشین گوئی کا جس قدر ذکر ہے وہ قطعاً اور کامل طور سے ان عمارت
 بابل کی آتشزدہ ہو جانے سے پایہ تصدیق کو پہنچ گیا ہے کہ خدا کے قدیم کا ہاتھ تجھ پر ہلا
 ہوا ہے اور وہ تجھ کو جتنا فتنے نیچے گرا دیگا اور تجھ کو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دیگا، اگرچہ نہایت
 قدیم ترین مقام زبول کے میدان میں از سر نو عمارت بنائی گئی جس سے اسکی سابق کی برابری
 اور پامالی محو ہو گئی اور طے ہزار و شلم اپنے حالت اصلی پر بدستور ہر وقت موجود اور قائم ہے مگر
 حبیباً کہ اس پیشین گوئی سے ظاہر ہے وہ تجھ میں سے ایک تہر ہی عمارت بنانے کے لئے
 نہ لپٹے اور نہ کسی تعمیر یا ایجاد مکان کی غرض تجھ میں سے کوئی اینٹ لیجائے گی بلکہ تو ہمیشہ اس
 پامال اور ویران اور برباد ہو جانے کی اس طرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے (بہر مگر وہ
 بتخانہ بعل رشای الوانوں اور دیگر امرا کی عمارتوں میں جس قدر تہر گے ہوئے ہیں انکا مصالحت
 اس عام سوز آگ کے محیط ہو جانے کے اس قدر سخت ہو گیا ہے کہ اس سے کوئی شے
 کسی دوسری عمارت کی تعمیر کے واسطے علیحدہ نہیں ہو سکتی ہے ایک سوخ گھٹنا ہے کہ آگ سے
 جس قدر بربادی اس مقام کی ہوئی ہے اسکے علاوہ وہ حصہ شہر جہان آگ کا اثر نہیں پہنچا
 ہے اسکی مٹی میں ایک نہایت لا علاج نقصان پیدا ہو گیا ہے کیونکہ بے اور را کہہ یا شکی کا
 سخت ڈھیر جو تمام احاطہ شہر بابل قدیم کی وسعت کو اپنے دامنوں میں چھپائے ہوئے ہے
 اور جو مختلف اور متعدد ٹیلوں اور وسیع اور ہموار ٹیکروں کی صورت میں کبھی سیلاب کے پیش
 نظر ہوتا ہے بوجہ اتفاقی طور پر بقدر کثیر شورہ کے پیدا ہو جانے کے باطل ناقابل زرعیت
 ہے گو اس سرزمین سے دولت سے زیادہ شورہ کی آمیزش کے باعث زرعیت کی کفایت
 سلب ہو گئی ہے اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ اہل اسلام کے عہد میں جبکہ اسکی قدیمی حالت
 بالکل ویران اور پامال اور برباد ہو گئی کوئی توجہ بھی اس بات نہیں کی گئی کہ یہاں مختلف فرشتے
 آباد ہو کر زرعیت کی ترقی اور کاروبار میں مصروف ہوں ابن عباس اور اسکے علاوہ ترک توری
 اور نیران دونوں کے درمیان اور مختلف خاندانوں کے حکمرانوں کی عہد میں اس تمام قطعہ

ارض کی حالت ایسی ہی دیران اور پتیاک رہی ہے اور کوئی بھی ارادہ رکھنے قدیم مکالموں کی تعمیر اور تجدید کا نہیں کیا گیا۔

اہل کالدیا اور باشندگان بابل کا علم ہیئت

۹ صدی عیسوی کی بعد سے چند مسلمان علماء ہیئت نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ ایسی خرابی اور کمزوریوں میں قدری رصد گاہ ہیئت دانان بابل کا کھوج لگائیں اور شاید انھوں کسی حد تک کامیابی ہی ہوئی لیکن اس امر کا اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس تحقیقات سے انھیں دائرہ علم میں بحیثیت ترقی علم کس قدر فائدہ ہوا کیونکہ اکثر انہی کتابوں سے یہ امر ظاہر ہے کہ انہوں نے کوئی جدید تحقیقات اس علم کی بابت نہیں کی اور نہ صاف صاف علوم ہیئت کے رموز کو بیان کیا ہے بلکہ جہاں تک انکی تحقیقات سے وہ صرف متقدمین کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اہل کالدیہ علم ہیئت کی بابت جب قدر نشان اور ضروری باتیں اسکے آثار قدیمہ اور نوہ اشیا علم ہیئت سے لگائی تھیں انکا بہت بڑا حصہ ستارہ پرستوں صاحبین کی اعتقاد ستارہ پرستی سے سمجھ رہیں اور جب قدر تقسیم ثواب اور سیاروں کی تاثیرات کی بابت کتب علوم ستارہ شناسی اہل اسلام میں بدوق ہے وہ مگر کمر کمالات اور عجیب اعتقادات اہل بابل کا چشمہ ہے جو روحانیات میں انکا اور انکے تصرف کی بابت اس عالم ظاہر میں اسکے اصول مذہب اور مسائل پریش میں داخل ہے بہر حال ہمیں شک نہیں ہے کہ جو روایت اس قسم کی ہیں کہ جسے کتب علوم ہیئت میں امور ستارہ پرستی اہل بابل کا نشان چلتا ہے وہ ایک عرصہ تک اہل اسلام کے بعض گروہوں میں مستند مان لی گئی تھے گوانکے ابتدائی قائلوں یعنی اہل کالدیہ کو شد و مد سے مادہ پرست یا ستارہ پرست کہا جاتا تھا اور اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی تھا کہ شریعت اسلام ایسے علوم کی تحصیل یا اسکے رموز تاثیرات پر اعتقاد رکھنے سے حد درجہ مانع نظر آتی ہے اور جبکہ ایک عام حالت سے صاحبین کی اس حصہ علم ہیئت پر نظر کی جائے جسے مسلمان منجمن اپنی عجیب احکامات نجومی کا ذکر کرتے ہیں تو یہ خیال پیش نظر ہوتا ہے کہ انہوں نے باوجود اپنے مذہبی مخالف اور مخالفت کے اہل کالدیہ کے قدم بقدم کس طرح ستاروں کی روحانیات کی تالیف قلوب اور وجود کو یقینی سمجھ لیا تھا اور نیز انکو یہ یقین کامل ہو گیا تھا کہ یہ روحانیات تمام کائنات میں ہر قسم کے تصرفات کے لئے خود مختار ہیں اور اسلئے ایک محقق ان کتب کو ہیئت کم مفید اور قابل اعتبار

سمجھ سکتا ہے گوار میں ہی شک نہیں ہے کہ علم ہدایت کا بہت بڑا حصہ تحقیقات کی بابت گردش و تحقیق سازگان اور ان کے مقامات سیر و منازل کے ایک نظام ہدایت مروجہ کے ابتدائی اصول میں داخل ہے۔

اہل کالہ یا کو جس قدر اعتقاد اپنے معجزین کے اقوال پر تھا وہ ایک درجہ مذہبی اصول کے اعتبار سے ان خاد میں مذہب تصابین سے بڑھا ہوا تھا جو بل ریلیں کے مندر کے احاطہ میں نہایت احترام اور عزت و وقار کے مقیم رہنے سے تمام سائنسین ملک کے سرغنہ مذہبی سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ سوچ اور ان کے علاوہ اور بھی مختلف سیاروں کی پریش کے مضمتہ میں خاص خاص دن مقرر تھے اور ان دنوں میں اوقات معینہ پر ان تاروں کی پریش ٹری راسخ الاعتقاد ہی اور کمال خاص اور شد و مد سے ہونی تھی جن میں ایک بڑے حصہ مراسم پریش کے ادا کرنے اور دیکھ لانے کے واسطے انکی تجویسوں کی موجودگی لازمی تھی جی جاتی تھی اور اسکے ساتھ ہی ان کے رسم کی خدمات کا انکو اہل شہر خاطر خواہ معاوضہ دیا کرتے تھے۔

رخص اور میرج کی پوجا مصائب اور تکالیف اور طرح طرح کی بیماریوں اور دشمن کے دفعیہ بانیغ وغیرہ کے حصول کے واسطے کی جاتی تھی۔ اور جو لوگ رقص و سرود کا پیشہ کرتے تھے وہ ستارہ زہرہ کو اپنا رب النوع یعنی اپنے پیشے کے قیام یا ترقی پیشہ مذکور کا محافظ سمجھتے تھے اور خاص جس کے دن ان لوگوں میں اس ستارہ کے بڑے اتہام اور توجہ سے پریش ہوتی تھی او طالبین علوم ستارہ عطار کو اپنی کامل ترقی علوم کے لیے صرف وسیلہ ہی نہیں بلکہ ایک درجہ تک معبود سمجھتے تھے۔ دو اگر معدل شمار وغیرہ اور منطقه البروج کے سیاروں کی تحقیقات اگرچہ اہل اسیر یا اور کلا اینوں اور ایک بال نے نہایت سرگرمی سے کی تھی مگر اسکے ساتھ ہی انکا اصل نشان اس تحقیق سے یہ تھا کہ علاوہ معلوم سیاروں کے ان اور ستاروں کی ماہیت سے واقف ہوں جو نظام عالم میں ہر قسم کے خیر و شر سے تعلق رکھتے ہیں اور ماہیت کہ ہر ایک سیارہ سے کس قسم کے فائدہ یا تعلقات انتظام کائنات میں لابدی ہیں انہوں نے عجیب اصول اور قواعد اپنے مقلدین اور شاگردوں اور معتقدین کے واسطے احترام کیے تھے او جوانبک ہی ان کتابوں میں کمیتدر موجود ہیں جو تصرفات اور اختیارات روحانیات ستارگان کی نسبت ایک خاص تحقیقات کی حیثیت سے ان معجزین نے جنہوں نے اہل کالہ یا کی تقلید اس فن میں ضروری تھی ہتی کتب اہل کالہ یا سے استخراج کیے تھے۔ بہر حال یہ ضرور ہے

کہ جہت تمام اہل کالہ دنیا کے مختلف اشیاء کی پرستش کرتے تھے اس قدر ستیاردوں اور ہتھیار
ستاردوں کی پرستش اور انکی روحانیت سے ادا چاہنا انکے اصول مذہب میں داخل تھا۔ ایک
نہایت ہی تاریک دل ہی اگر اہل کالہ دنیا کے اس ستارہ پرستی اور عام مادہ پرستی کے نہایت
نقد اور بھی غلط اصول پر غور و فکر کریگا اور یہ اندازہ کر لیگا کہ انہوں نے کسی نہایت ہی تاریک پہاڑ
زندگی مذہب کو قابل اعتبار سمجھا تھا تو وہ یقین کر سیکے گا اور یہ امر معلوم کر لیگا کہ مذکورہ عظیم المقدار
گردہ انسانی فیضانِ قادر و خالق حقیقی کے حصول اور استفادہ سے کس قدر محروم اور بے بہرہ
تھا اور اس عجیب الفطرت طبقہ انسان نے اپنی نفسانی جذبات اور شیطانی اور فحشانی تخیلات سے
ایک تادمطلق خدا کی پرستش کو اس درجہ فراموش کر لیا ہے کہ جسکی
مثال اور نظیر اس قدر ہتھیار صدیوں میں بھی جبکہ بابل آباد تھا اور اب کہ اسکا نام و نشان ہی
نہیں ہے ان ثبت پرستوں کے اصول مذہب میں بھی یہ شکل مل سیکے وہ دنیا کی ہر ایک شے کو
سہرا سر جو ذرا بھی عجیب یا خارق عادت یا خلاف عقل چوتھے سہنے اپنا معبود قرار دے بیٹھتے تھے
اور اس سے شکل کے وقت نمٹیں مانتے اور مذہب نیا دیر چڑھاتے اور مردین طلب کرتے تھے اور
اسکے مخالف یا اس کے مقابل میں اس صلی خدا سے اسرار رکھنے کی پرستش اور نمائندگی
پرستی کے یقین اور یقین کی ضرورت پر انکو اس قدر ہی توجہ نہ تھی کہ انکی اصلیت کی تحقیقات کی
جانب آتا ہوئے۔

اہل کالہ دنیا کے ثبت اور انکی پرستش کے طریقے

تیس اور مرد کی صورتوں کے علاوہ یا تحت لضر کے اس ٹیلے کی قطع نظر جو اس پرستش کے
درستے بڑے اہتمام اور کثیر اخراجات اور محنت اور توجہ سے بنایا تھا اہل کالہ دنیا اصلی مذہب
کی طرف سے ایسے بے نصیب تھے کہ ہتھیار معبودوں کی پرستش کرتے تھے اور ان شدید القلب
کافروں نے اسکا نام بھی عجیب عجیب مقرر کیا تھے بعض مورخین نے انکی تعداد کروڑوں
میں بیان کی ہے۔ شہر بابل کے نہایت آباد مقامات میں نصف شہر اور نصف بکرے کی
مورتیں چھوٹے چھوٹے شہر کی کوچے کے مندروں میں رکھی ہوتی تھیں جنہیں تسیٹاٹرس
کہتے تھے اور اہل کالہ دنیا کو یقین تھا کہ یہ بت انکی جزامی معاملات اور روزمرہ کی ضرورتوں کی
النظام اور نظام میں باطنی طور سے کامل ہتھیار رکھتے تھے (رآ) جسے اکثر مورخین اور عالمان

قصص الاختتام مصریوں کا بڑا دین "ناقرار دیتے ہیں ایک تہڑی حالت کے تبادلہ کے بعد کسی نسبت یہ صاف یقین ہو سکتا ہے کہ وہ اہل کالدیا کا دیوتا تھا اور اس طرح اس کی نسبت اور کوئی کی نسبت بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ چند باتوں کے مستثنیٰ کر دینے کے بعد وہ اہل بابل ہی کے دیوتا تھے۔ زندہ شیر کی بھی پیش اہل بابل کرتے تھے اور علے ہذا بکروں اور سانڈ بیلوں کو بھی ایک درجہ تک کاروبار الوہیت میں وہ شریک سمجھتے تھے۔ ان سب دیوتاؤں کی جگہ جدا بیشمار مند ر خاص شربا ب میں بنے ہوئے تھے اور ان کے اغراجات کے واسطے سلطنت ایک بہت بڑی رقم مقصود تھی اور اس رقم کی علاوہ تمام شہر کے باشندے بیشمار پڑاواں پر چڑھتے تھے اور اگر کوئی غنی محرم بہاگ کر بعل دبلین کے مندر میں روپوش ہو جاتا تھا تو اس کی زندگی یا قتل خود ایک جرم ہو جاتا تھا۔ اہل بابل کے ذکر کی نسبت عورتوں میں اس مت پرستی اور بعل اعتقادات کو اور زیادہ ترقی تھی وہ ان تمام تہوں کے چوٹی چوٹی شکی نقصوں اپنے اطفال کے گلے میں ہر قسم کی بلاؤں اور وحیث اور بد و خوں کے تحفظ اور ہر طرح کی بیماریوں کی فوس کی غرض سے لغو نیک کے طور پر گلے میں ڈال دیتی تھیں اور کوئی گھبراہٹ نہ تھا کہ جسین علاوہ ان چوٹی مندروں کو دیوتاؤں کی سنگی یا لکڑی یا پیش کی صورتیں اور ناہموار چوٹے چوٹے پتھر موجود رکھے جاتے ہوں۔ جو لوگ اونے درجہ کے پیشہ ور تھے ان کے دیوتا بھی اونے درجہ کے تھے مگر بہت ضرور تھا کہ ایک خاص نسبت کے ساتھ تمام اہل شہر جبین خاندان شاہی بھی شامل و داخل تھا ان تہوں کی تعظیم اور پیش کرتا تھا۔ جس طرح بعض موجود طبقات انسانی میں ہفت بیمار یوگی پوجا ہوتی تھی اس زمانہ میں بھی انکو ایک روحانی شسک کشتا یا مصیبت رساں پہنچتی سمجھا جاتا تھا اور ان کے منانے اور آمیدوں و درک سے کم ان کے خاص مقلدوں پر رحم کرنے کے لئے مقرر اوقات میں بڑے بڑے سامان اور تیو ہار ہوتے تھے جن میں شرب اور کشر اور بھی اس قسم کی ناپاک شیا چڑھائی جاتی تھیں۔ اونے درجہ کے اشخاص بہت تعلیم یافتہ یا متمول انسانوں کے اپنے دیوتاؤں کی پرستش میں بہت زیادہ مصروف رہتے تھے اور اپنے مواقع یا ان قصبات متعلق میں جو گورنمنٹ بابل کے زیر حکومت تھے ہر ایک دیوتاؤں کے نام سے آخار اور انجا کیا جاتا تھا۔ مشرکین قریش میں جس طرح بخیرہ اور ساجہ کا احترام ایک جزو مذہب سمجھا جاتا تھا اہل امیر بابل کا احترام بھی اسی طرح ان کے دیوتاؤں کے خاص ارکان میں داخل تھا۔ علاوہ گڑھی یا تراشی جوئی عورتوں کے اہل بابل شرب اور کوہے کی بھی پرستش کرتے تھے اور جن

خاص زمانوں میں انکی پرستش ہوتی تھی وہ عمرو کے زمانہ سے مقرر ہوئی تھی دنیا کے کسی تارک خیال قوم میں اس قدر ضعیف الاعتقاد ہی کا وجود نہیں ملتا ہے جیسا کہ اہل بابل کے ہر طبقہ کے لوگوں میں موجود تھا۔ وہ انسانی خیال اور مادہ تولید انسان اور بیشمار درختوں کی بھی پرستش کرتے تھے۔ اور محض اس خیال سے کہ ان کو برکتیں اور دنیوی ثمرات زندگی خاطر خواہ حاصل ہوں اکثر کارو باری اشخاص ہر روز ان درختوں کا طواف کرتے تھے رقبل اسکے کہ کسی کام یا اپنی ضرورت کے انہماک کی جانب متوجہ ہوں، بہر حال یہ ایک عجیب حالت غور کرنے کے واسطے کسی مورخ کے پیش نظر ہوتی ہے کہ دنیا میں اہل بابل ہی ایسے ظالمین اور نہایت ہی خدا فراموش گروہ تھے جتنے برابر دنیا کی کسی مخلوق ذوالنسل نے مرکز حق سے انحراف نہیں کیا اور بجی شدت اخفا سے حق یا انکار حقوق اور وجود الہی کی انتہائے نفی انہوں نے ایک واجب الوجود اور خالق برحق اور خدا کے یگانہ اور ایک ہستی مطلق کی پرستش کے مقابل میں بی عجیب شعائر فقہا کر کیا تھا کہ دنیا کی کوئی شے ایسی نہ تھی کہ جسکو انہوں نے اپنا حلال شکلات اور معبود اور الٰہ قرار دیا ہو۔ انہوں نے یہ کس قدر عناد اور حدادت اور نفرت پستی اور خیالات کی تارکی اور کدبر جہ کی ضد امر حق سے دور رہنے کے لیے تھی جو اہل بابل کے قلوب میں شیطان نے انہی بیشمار نسلوں سے بطور خاص عزو کی شامل کر دی تھی اور جیسے ابتدا ہی سے وہ اس انسانی قدیم دشمن کی چالاکیوں اور دغا بازیوں کا شکار ہو گئی تھی اور انہر چاروں طرف سے اس عجیب ضد اور خود راکی کی گہنائیں تاریکی سے جھاگتی تھی اور جو انکی نفسانی بھارت کی اجتماع ہی سے اٹھتی تھی کہ وہ اصلیت مذہب حق کو کیسے طرح نہیں دیکھتے تھے ہر درجہ اور طبقہ کے آدمیوں کا دیوتا جدا گانہ تھا۔ بعل خاص بادشاہ اور امرائے سلطنت کا معبود قرار دیا گیا گو یہ امر بھی اسکے ساتھ ضروری تھا کہ بابل کے عام باشندے بھی انکی عبادت میں جین بچیں گو یا تمام خورد و بزرگ اہل اسیر یا کایہ بنت بزرگ اور معبود اعظم سمجھا گیا تھا۔ اور سپہ سالارہ زیرہ سازندہ اور محاسنہ بچائے واسے اشخاص کا دیوتا تھا۔ میخ کی پوجا اہل سیف کرتے تھے۔ اور علما اپنی حاجات اور شکلات کو روحانیت عطار سے درخواست کرتے تھے اور اسکے علاوہ کاشکاروں اور گوسکے دیوتا علاحدہ تھے جنکی پرستش میں دودھ پانی اور نہایت اونے ذبح کی مشرب کا زیادہ صرف چوتا تھا یہ کہیں ذکر ہو چکا ہے کہ سنگی اور چونی مورتوں یا بتیل اور سونے جانبری کی مثالوں اور بتوں اور سیاروں کے نفع نظر اہل اسیر یا مردہ اشخاص کی ارواح کی بھی پرستش کرتے تھے اور انکو دیوتاؤں کا خاص ذیق اور بعض حالتوں میں انکو بھی دیوتا سمجھتے تھے۔

اور اسے خاص اعتقاد رکھتے تھے اور انکی مہربان اور ممانعت کرنے کے واسطے خاص خاص طریقہ
انہوں نے اختراع کیے تھے بخوبی نسبت عجیب طور سے مورخین نے اہل کالدیہ کے کتب یا آثار فقہ
سے تمام حالات مذکورہ کا اقتباس کیا ہے اور نہایت تفصیل سے اکثر ایسے اشخاص نے ان حالات
کو اپنے مقلدوں میں شائع کر دیا ہے جو عمل پر بھیجو بلغم (حاضری روحانیات) کے مشاق یا ماہر و
قائل ہیں مگر کوئی قوی ثبوت اس بات کا ان ناقلین کی روایات میں نہیں پایا جاتا ہے کہ دراصل یہ
روحانیات اپنی اہستی سے انسانی نفع و نقصان پر اسطرح قاعدہ نہیں بطرح اہل بابل کا انکی نسبت
اعتقاد تھا۔

اہل بابل کی سحر و ساحری اور عالمین

اگر ایک مسلسل حالت اعتقادات اہل بابل کا اندازہ کیا جائے تو جو قاعدہ اکثر مشرقی اقوام کی بائیں
گنہ گاہ فتویٰ اور قال فیہی کا رائج ہے وہ انہی کی عجیب اور نہایت حیرت انگیز اعتقادات کا خلاصہ
معلوم ہوگا شہر بابل میں سحر و ساحری پر بقدر اعتقاد کی شدت تھی اس کے ثبوت کے واسطے اگرچہ
عام مورخین کو بہت کم نوچہ ہوئی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جن لوگوں نے باشندگان بابل کی مفصل
تاریخ لکھی ہے انہوں نے مذکورہ باشندوں کے اس قسم کے حالات کو قلم انداز نہیں کیا ہے اور
گو قرین عقلی سے یہ امر یقین ہوتا ہے کہ ایسی شدت جو مورخین سابق نے سحر و ساحری کی اہل بابل
کی نسبت بیان کی ہے انہیں نہو لیکن یہ ضرور ہے کہ اسکا رواج اس تمام طبقہ انسان پر پھیلتا تھا
ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ اہل کالدیہ میں مردوں کے علاوہ بیچارہ عورتیں سحر کے حصول کے لیے طرح
طرح کے ناشائستہ افعال میں مصروف رہتی تھیں کیونکہ ایسے افعال کے بغیر ان کے نزدیک جادو
میں کمال نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔

یہ عورتیں امور مذکورہ حالات غیب کے جاننے کی مدعی تھیں اور یہ نسبت ذکر کے ان کے واسطے یہ ایک
خصوصیت تھی کہ ایسے عجیب امور انسان کی نگاہ کے سامنے پیش کر دیں جو بالکل فطرت کے حصول
مسئلہ کے خلاف ہوں اور جو مورخین قدیم نے ان کے اس عام طریقہ تعلیم کو مضحکہ میں اڑایا ہے
مگر بس شک نہیں ہے کہ اس حکم کا وجود نہایت کچی کے ساتھ اہل بابل میں یقینی سمجھا جاتا تھا۔ اور
اس حکم کی قدر ان لوگوں میں بقدر تھی کہ شہر کا ہر ایک باشندہ کسی نہ کسی قدر اس میں مہارت
رکھتا تھا اور اسکو اپنی حاجات اور شکلات کے رفع کرنے کا عظیم ترین وسیلہ اور ذریعہ جانتا تھا ہزار ہا
منتر یا رول کی روحانیات سے استمداد کے لیے اختراع کر دیے گئے تھے اور ایک عجیب اور خفا

رسم الخط اس کام کے واسطے ایجاد ہوا تھا جس کے ذریعہ وہ ارواح کو اپنے انصرام مور کے واسطے آباد
 کر سکا دعویٰ کرتے تھے گویا یہ خط ارواح سیارگاں وغیرہ سے خط و کتابت کا خاص ذریعہ تھا اور
 جسے شاید خط مرمرہ کہتے تھے بعض مورخین اسلام نے جو نہایت نہایت سرگرم محقق معلوم ہوتے
 ہیں اس بات پر شاید پورا اعتماد اور یقین کر لیا ہے کہ تمام کالدیاس کے باشندے سمجھ و ساحری سے
 واقف تھے اور فرد کے زمانہ سے اس فن کا پیش بڑی شد و مد سے رواج نہا نہیں سے دو ایک
 مورخین کا یہ بھی خیال ہے کہ عمرو کی مذکورہ شکست اور اسکا غرور اور نیز بلی بابل کے باشندوں کی
 خدا سے قدر کی ہستی سے غفلت یا صرف اس جالگے رواج کے باعث تھا۔ سمیرم جو بھل
 کے دنیا کے اکثر تعلیم یافتہ حصوں میں ایک ضروری اور یقینی علم مان لیا گیا ہے اس کے علم کی ایک مختصر
 شاخ تھی جس کے ذریعہ وہ تمام عالم کی قوتوں کو اپنے قابو اور اختیار میں کر لینے کے مدعی تھے
 اور اسے ہذا القیاس تصفیہ خیال اور تخلیہ روح میں انکی مبارک کا بیان اسطرح کیا گیا ہے کہ اکثر اس علم
 کے عالم ان حالات کو نہایت صاف طور سے بیان کر دیتے تھے جو ان کے مسکونہ مقامات سے
 دور و دراز فاصلوں پر ظہور پذیر ہوتے تھے جلد بخشی اور ریاضت ان لوگوں کو واسطے خاص تھی جو اس
 فن میں کوئی قوت یا کمال حاصل کرنا چاہتے تھے جسکا حاصل زیادہ تر ہوتا تھا کہ بے محنت سے انکی
 قواسم باطن ان مقامات کو طے کر سکتے ہیں جسے عالم جسمانیات میں موجود جسم سے عبور کرنا محال
 ہے رفتانہ میں اور بابل کا قاعدہ بھی سخت انصر کی عہد حکومت سے اس قوم میں رائج ہونا شروع
 ہو گیا تھا۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ دانیال علیہ السلام کے نصایح اور ہدایات کے مجموعہ میں اس علم
 کا بھی کوئی حصہ شامل تھا جو تہذیب ان لوگوں سے جو حضرت دانیال کے معتقد تھے یا ان کے
 ہم خیال تھے سلسلہ درہل کالدیاس میں پسلیا تھا اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے قاعدے
 اور طریقے اس فن میں بابل کے شامل کر لیے تھے جو انکی انتہائے معتقدات میں داخل تھے جیسے
 اکثر یہ اعتقاد عام طور سے پھیلا ہوا تھا کہ نیک و بد روحیں ان عالموں کے مطیع و فرمان میں اور انکی
 ذریعہ وہ مخلوق کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بتو انکی معمولی پرستش اگرچہ ان کے مذہب کا جزو لازمی
 تھی مگر ان کے ساتھ ہی طرح طرح کے منتر اور تہذیب ایسے خاص کر ایسے گتے تھے کہ جو مشکلات اور حاجات
 کے وقت خاص طریقوں سے پڑے جاتے اور انکی تاثیرات پر بابل کا کابل اعتقاد نہا پسلیں
 کا مندر زیادہ تر اور اسکے علاوہ اور بھی اکثر دیوتاؤں کے بتخانے اور دیران مقامات میں ان
 لوگوں کا قیام اور بیجوم و بچھا جاتا تھا جو منتروں کی چاپ اور سمجھ و ساحری کی تخیل میں مہرمن مصروف

مہینے تھے اور بچگی زندگی کا حاصل بالکل برقرار تھا کہ انکے خستیا میں ایسی قوتیں آجائیں
دنیا میں عجائبات اور خوارق عادات کے دکھانے سے اُن کا ایک خاص وجہ اس
نفسام بدترین محسوسہ انسانی میں قرار پا جائے۔ مگر جب ہم آخر انکی اس غفلت
پر خیال کرتے ہیں اور نیز اس اندازہ میں مصروف ہوتے ہیں کہ یہ بدکار مخلوق خدا سے حقیقی سے
نامور تھیں اور ایک ہستی قادر مطلق کے منکر تھی تو یہ بات صاف طور سے ذہن نشین ہوتی ہے کہ انکی
حسب قدرت نہ ہی زندگی تھی وہ نہایت نفرتناک اور بالکل بے نتیجہ اور سرسبز مزموم تھی اور اسکے
ہمراہ اسکے اعتقادات نے انکو ایسا مدھوش اور ضلالت اور بے خبری اصل کار کے غار میں پھیل
دیا تھا اور اسکا علاج سودے اسکے اور کچھ ہی نہ تھا کہ انکی تباہی اور بربادی کے سلسلے
پیش کیا کہ رب الافواج سے ایسا اعلیٰ مقام کی معرفت وعید یا خبر نازل ہو اور اہل بابل اس طرح تہمت
ذلیل اور حقیر ہو کر برباد اور تباہ کر دیے جائیں کہ انکی نظیر دنیا کی مخلوقات کے لیے ایک خاص
عبرت کا باعث قرار دیا جائے اور آخر یہی ہو کہ انکی چند روزہ زندگی کو انکے عز و اور نہایت
ہی غلط اصول مذہب نے صفحہ دہر سے بالکل معدوم کر دیا اور تمام سفر زمین بابل میں نہ ایک
بت کا نشان رہا اور نہ انکے سحر و ساحری کا پتہ نظر آتا ہے گویا انکی تمام سرزمین جہنم میں
کفر اور مادہ پرستی اور ضلالت کی گہلا برس رہی تھی آتش قہر و غضب سے برباد کر دی گئی اور
نہ صرف اسی پر اکٹھا کیا گیا بلکہ اس نام شہر کی آثار عمارت کو بھی آتش قہر بانی نے جلا کر خاک
کر دیا اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے آج کے تعمیرات اور اسکے مصالحہ کو ایسا سنگسار بنا دیا ہے
کہ وہ عمارت سے نہ تو بے آسانی علیحدہ ہو سکتا ہے اور نہ علیحدہ ہونے پر کی طرح انسانی مصرف
میں آسکتا ہے۔

مشہور راج لکھتے ہیں کہ اسوقت اس مصالحہ کی کڑھائی کی یہ حالت ہے کہ کسی طرح علمی قاعدہ سے
مصالحہ مذکور کو علیحدہ کر کے کوئی تعمیر نہیں کیا جاسکتی ہے درحقیقت وہ مصالحہ ذرا ہی اس قابل
نہیں رہا کہ تعمیرات کے کام آسکے۔ انکی آتشیں آگ کی حرارت کے اثر سے اسقدر ہام
پیوست ہو گئی ہیں کہ مشہور راج کی رائے میں مصالحہ سے انکا علیحدہ کر لینا ایک نہایت امر محال
ہے اور مشرکین ان ہی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ یہ مصالحہ اور انیش عمارت مذکور کی آگ
کے باعث اسقدر وصل ہو گئی ہیں کہ انکا جدا کر لینا کسی خاص علمی قاعدہ سے ہی ناممکن ہے۔
مشرکین نے اپنے سفر نامہ میں جہاں شہر نہاہ بابل کی دیواروں کی محدودی اور شہر غرور و کجیات

کا ذکر کیا ہے تو اس عمارت کے مصالحہ کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ رحلی ہوسی نہیں جو محو
اور قصر نرود اور شہر نرود میں عام طور سے اپنی لمبیدار لزوجہ مصالحہ کی بدولت مستعد و صل
ہیں کہ نسبت دیوار شہر نہا کے مصالحہ اور سامان تعمیرات کے انکا تو ذکر نکال لینا نہایت
مشکل ہے گو یہ بھی ظاہر ہے کہ ان ٹیلوں سے جو دریائے فرات کے مشرقی جانب ہیں اکثر انہیں
نکالی گئی ہیں بلکہ انہیں سے مصالحہ کی بھی ایک بڑی مقدار میں چونا وغیرہ مخلوط ہے دیکھی نہ ہو
نے نکالی تھی۔

بہر حال اس مجبذ کے گرد کوئی اینٹ ایسی نہیں ہے کہ جو مصالحہ سے علیحدہ یا صاف ہو۔ اصل
جبکہ خاص شہر بابل کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ برباد ہو گا اور اسیں کچھ ہی باقی رہ چکا اور وہ ایک
جلے ہوئے پہاڑ کا منظر بن جائے گا اسوقت ایک ڈیمبر کنڈروں کا اس قسم کا موجود ہے جو
ایک شہر عظیم الشان کی تعمیر کے واسطے کافی ہے مگر یہ ایک چیز ناک امر ہے کہ اسیں سے کوئی
انسان اسکا ایک پتہ بھی اپنی کسی عمارت کی بنیاد قائم کرنے کے واسطے نہیں لیتا ہے
عام مورخین کی رائے ہے کہ شہر نرود اور بلس کے مندر کی جقدر عمارت کے نشان اسوقت
موجود ہیں وہ زیادہ تر سوچہ ایک تاریخی منظر بھی جاسکتی ہیں کہ دنیا میں انکے سولے کوئی او
مقام اس قسم کا نہیں جسے آگ نے جلا کر اس جہر ناک حالت پر پہنچا دیا ہو۔ بظاہر ایسا ہی
معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام وسیع عمارت جو ت اسیں آگ انا اثر کر چکی ہے۔ نقش زدگی کے
صدامہ سے بچانے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی کوشش کی ہی
گئی ہے تو وہ صرف اسوقت جبکہ اسکے اندرونی حصہ کی صورت بالکل خاک سیاہ ہو گئی ہوگی
کیونکہ جقدر حصہ برباد شدہ ہلے سے پیش نظر ہے۔ انہیں سے بلس کی اندرونی عمارت پر بہت زیادہ
اثر آگ کا معلوم ہوتا ہے شہر نرود کی صورت سے آج کل کی عمارتیں بالکل جدا گانہ ہیں اور اگر کیا
غور کیا جائے یا ان روایات پر نظر ڈالی جائے جو آگ کی تعمیر کی بابت بیان ہوئی ہیں یہ بات صحیح
طور سے دریافت ہونا مشکل ہے کہ نرود نے خاص اس مقام کو کس غرض سے بنایا تھا جو لوگ
اسے کوئی بنیاد قدیم خیال کرتے ہیں وہ بات پر بہت کم تفت ہوئے ہیں کہ خاص میر نرود میں
سے کوئی تہ تیغ پرستانہ مصالحہ کا نہیں ملتا ہے بہر حال یہ امر کسی تدقیق کے قابل ہے کہ یہ
مقام ابتداً عشر تھانہ نرود تھا اور بایہ وہ کوئی مقام تھا جہاں سے حضرت ابراہیم کی ایذا
رسانی پر نرود اور اسکے سرداروں نے بڑی کاٹھتی اور قساوت قلبی سے کمر باندھ لی تھی

ابتدائی گئی تھی۔ گویا یہ وہ مکان تھا کہ فرد نے حضرت ابراہیم کو ایذا رسانی کے واسطے اسکو ایک خاص جگہ پر مقرر کر دیا تھا۔ مگر اسکا بہت سا حصہ سخت نصرت کی عہد حکومت میں منہدم ہو گیا اور بعض موزین کی رائے میں یہ عمارت استقدروسینع رقبہ پر بنائی گئی تھی کہ جسے تمام سب کا تہخانہ نہایت اہتمام سے تعمیر کیا تھا اور سپر کہی اسکی بہت سی اضافی اقوا وہ رکھی تھی۔ مگر یہ عجیب امر ہے کہ اسکی آتش زدگی کا نشان جھوٹا ایک میل کو نظر آتا ہے بقیہ میل کے منہ کے بہت خفیف ہے۔ بہر حال اس آتش عالم افروز کی پوسے طور سے موثر ہو جانے اور سب زمانہ ہڈوراز گذر جانے کے بعد کے مندر کے موجودہ سامان میں سے جس پر قہرائی نازل ہو چکا ہے نہ اس حصہ میں سے جسے آگ نے جلا دیا ہے اور نہ اندرونی حصہ سے کوئی قطعہ اپنے کام میں لاسکتا ہے اور نہ آج تک کسی انسان نے اس کے مصالحہ سے کوئی عمارت بنو تک بنائی۔ بابل کا گنبد لعل کے مندر کے بعد گویا پہلی شہادت انسانی انتشار اور تقرقہ کی بہت ہے وہ عجیب صنعتکاری انسان جیسے گنبد مذکور حال کی لٹوں کی سلسلے سمیت کی گواہی دے رہا ہے کہ اسکی موجودہ حالت اسیلئے ہے کہ وہ ہمیشہ پامال اور برباد ہو گیا۔

اس تمام عہد بناک منظر ببادی میں تمام عمارات شہر کے کھنڈروں کا ایک عظیم ترین مجموعہ تھا کسی ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا ہے جو بیتناک وسعت کے ساتھ بہت دور تک سرزمین بابل کو گہیرے ہوئے ہے۔ یہ کھنڈر جو بالکل ناقابل ضرورت اور ایک سخت اندہ شاہک تصویر کا ایک عجیب خاکہ ہیں جو نہایت عبرتناک طور سے انسان کی نگاہ کے سامنے آتے ہیں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی پادشہ سے ایک بڑی عمارت کو دور تک بلند کر سطح زمین پر اوندھا دیا گیا۔ مذکورہ کھنڈرات اپنی اطراف کے بہت و بلند ٹیکروں اور تہجریوں کے ساتھ کسی جگہ می کے انبار کی صورت میں اور کہیں اپنی قدیمی بنیادوں کی ساتھ سلسلہ دار پیسلے بنے ہیں اور اگرچہ بیشمار صدیاں انہک گذر چکی ہیں اور نامعلوم نسلوں کا سلسلہ گذرنا چلا جاتا ہے بالخصوص نبی عباس کے عہد فرمانروائی سے بہ اشتناک تہذوہ عمارت کے اس تمام مجموعہ بربادی یعنی عام آبادی بابل کے قریب معدوم کھنڈروں میں سے بغیر کسی قسم کے روک ٹوک بیشمار انٹیں اور مصالحہ کالگریسی باشندے لگتی ہیں تاہم یہ امر کہ شہر موزین کے سفارمولوں سے ظاہر ہے کہ انہیں استقدروسان عمارت موجود ہے اور اتنا ذخیرہ چونہ انہیں بہترین اور مختلف سامان تعمیر کا ان سنگستانی ٹیکروں اور بہت و بلند می کے ٹیکوں میں دفن ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو ایک

عظیم نشان اور وسیع الرقبہ شہر کی تعمیر اور ترمیم کے واسطے بخوبی کافی ہو جائے گا۔

محلات شاہی اور میروٹج کی یادگی

تاثرین کتاب ہذا تمام زمین باہل کے آثار قدیمہ کے محلات میں سے ہے کہ تصور مرہہ سکتے ہیں وہ میروٹج کے محلی حالات میں کیونکہ انکی بابت قدیم مورخین نے کوئی اس قسم کی تحقیق اپنی کتابوں میں نہیں کی جو جس پر دو یقین کا لایا گیا ہے کہ ہر حال ان تمام تاریخ کا لب لباب یہ ہے کہ میروٹج محل میں کسی عمارت کا نام نہیں لیا گیا بلکہ یہ لفظ بابل کے کسی خاص اوصاف رکھنے والوں بادشاہوں یا شہزادوں کے خطاب یا لقب کے معنوں میں مستعمل ہو گیا ہے لہذا حال تو دیت مقدس میں بھی انحصار موجود ہے اس قسم کے خطاب رکھنے والوں کی تعداد سیکڑوں میں محدود ہے یہاں صرف دو شاہزادوں کی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے جو اس نام کے قابل سمجھو گئے تھے یا جنکو یہ خطاب سلطنت ملک کی طرف سے مل گیا تھا انہیں سے ایک میروٹج بلکہ دان کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ شاہ بابل کا فرزند تھا۔ اس شاہزادہ کی دست اختیار میں سلطنت کے اکثر نظامی صیغے تھے اور ملک بہت سے کاروبار کا انجام دینا اسکی تفویض تھا۔ اور دوسرا میروٹج اس سے پہلے گذرا ہے یہ اہل بابل میں شیطان میروٹج کے لقب سے مشہور تھا ان قرائن سے جو انکی خدمات کی ہنایت قابل قدر تھیں سے تعلق رکھتی ہیں اس لفظ کے معنی حسن سلطنت کے ثابت ہوتے ہیں۔ ہر حال شیطان میروٹج حضرت یرمیا پیغمبر کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور عرصہ تک اسکی بعد ہی زندہ رہا تھا۔ اعلیٰ کے مندر کی تعمیر بعض مورخین کے نزدیک میروٹج اول کے اہتمام سے ہوئی تھی اور بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ بل پستش ہی اسی بادشاہ نے اول اول اختیار کی تھی ان دونوں کی اکثر تعمیرات اور محکات اور بھی شہر بابل میں موجود ہیں جنکا پورا سلسلہ میروٹج ہی کے نام سے اہل بابل میں پکارا جاتا تھا اس تمام سلسلہ تعمیرات مذکورہ میں اس شہزادہ یعنی شیطان میروٹج کا خاص اور بادشاہ کا محل ایک زمانہ اسکی اجازت کے بموجب حضرت یرمیا پیغمبر کا قیام گاہ تھا گویہ بات ان قرائن سے صاف طور سے نہیں ثابت ہوتی کہ ان پیغمبر کا یہ مقام کی خاص وجہ اس محل میں قیام کرنے کی کیا تھی یہ بھی ایک نتیجہ نکال کر ہے کہ ایسے جہاں کفر یا ایک کفرستان عام میں کسی سطح ممکن ہو کہ محل مذکور کا نام اس زمانہ میں پیغمبر کے محل کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ بھی یقین کیا گیا ہے کہ اس محل میں حضرت یرمیا کی عہد نبوت میں خدائے واحد کی پرستش ہوتی تھی اور جو لوگ نبیوں پر

ایمان رکھتے اور خدا کے وعدہ لائے۔ ایک کے وجود کے قائل تھے وہ اکثر اس عظیم انسان میں فراہم تھے اور گو یہ نیک نہاد و نیک پرستان بابل اور کافریں کا لہریا کے تانبہ سے نہایت شدید پائیز آہٹانی تھی مگر نہایت خدا ناسخ و کافر باشندگان اسیر اسے ظلم و سفاکی اور اذیارسائی کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا مگر انکی خدا پرستی اور اشاعت مذہب حق اور کثرت سادی کی تحریک میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔

بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں ان خدا پرستوں یا کتب سادی کی فائین کے اقتدار کثرت بابل میں ہو گئی تھی کہ خود بادشاہ اور حکام سلطنت بابل انکی قوت اور حالت مقبولیت خاصہ گہرا گئے تھے اور اسی سلسلہ اندیشہ اور خوف سے ان خدا پرستوں کے واسطے یہ انجام ہوا کہ وہ مصر کے بعد ان ظالم بانیوں کے واسطے خاص محل میں اکثر انبیاء نبی اسرائیل کو شہید کیا اور انہیں آہستہ آہستہ خوں بہایا اور انکی زندگی اور انکی نسلیں ہمیشہ کے واسطے کثیر تعداد میں تلف کر دیں اور گو یہ زمانہ کے بعد پہر یہ مقام بھی میلے کے مندر کے مقابل میں ایک مستقل پتہ شگاہ کفار کا لہریا کا ہو گیا۔ یہ ایک ہستہ تاک امر ہے کہ جس مقام کو ایک ایسے شخص نے جو نہایت سخت کریمہ لقب ایسے شہیدان میر و درج کے نام سے مشہور کیا گیا ہے تعمیر کیا گیا اور اسے اپنے بڑے باش اختیار کی تھی وہ ایک زبردست بغیر نبی اسرائیل حضرت یرمیا کی قیام اور نام سے ابتدا شہرین اور مشہور ہوا اور آخر تک مشہور رہا اور دوسرا بیت پرستوں کا بعد اسی کے قریب زمانہ سے قرار پایا جسے صد ہا ہند گال انکی کو پر باد کر دیا ان دونوں مکانوں کی بابت جو شاہی تقریرت یا بادشاہوں کی قیام گاہ کے واسطے بھی مختص تھی بوجہ انکے فطرتی کفر و عجیب کردہ ضلالت کے یہ یقین ہو سکتا ہے اور انکے علاوہ کل شاہی مکانات کی نسبت یہ یقین کلیتہً بیدار ہو رہا ہے کہ بوجہ اس ظلم اور جبر کے جو نبی اسہ ایل کے حال پر ان بادشاہوں نے کیا تھا یہ مکانات قرار تھی کے واسطے زیادہ منتخب ہو گئے تھے بہر حال یہ بات ظاہر ہے کہ دوسرا مکان بھی جو ایل میر و درج یا شہیدان میر و درج کا تعمیر کردہ تھا اور جہیں حضرت یرمیا کی بود و باش شاید کسی زمانہ تک ہو سکا بعض تواریخ کو حسیہ کہ ذکر ہو چکا ہے بتاتا ہے نہایت تسکیم اور ہر طرح سامان آرایش سے آراستہ اور دنیوی زیب و زینت سے معمور تھا مسجد سوائس میں رکھ کیا گیا تھا انکی دروازیں طلائی پتروں اور چاندی اور جو اہلالت کے نصب ہوئی تھیں اس امر کو انسانی نگاہ کے سامنے پیش کرتی نہیں کہ اہل بابل کی ثروت اور تنول اور انکی صنایع اور ہنر مند سی جو آخر میں تہراتی کے زیر فرمان لگی تھی اپنے عہد

میں لاشانی تھی مگر غریب یہ زریب و زینت بالکل بربادی سے تبدیل ہو گئی اور جہاں نازنینا کی دوش اور غلامان زریں کر کا جگہ گیارہ تہا تہا وہ برباد ہو کر ایسا ویران ہو گیا کہ مورخین نے اسکی اصل عمارت کا نشان ہم صدی میں بالکل نہیں پایا تھا اور سولے بیسے کے ڈھیر اور سنگتانی ٹیکروں کے وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا اس کے قریب ہی ایوان ماکلوب واقع تھا جسکی نسبت بیان ہے کہ غزوہ اول کی نشست گاہ اور عیش منزل مدتوں تک یہ محل رہا تھا اس مکان کی وسعت اس قدر بیان کی جاتی ہے کہ جب قدر سیاح بابل کی فراہات اور کہنڈروں کی سیر و سیاحت کے واسطے گئی ہیں اسوقت ماکلوب کو شہر بابل کے نہایت اعلیٰ درجہ کی عمارات مثالی اور وسیع محلات شہنشاہان بابل میں شمار کیا ہے۔

بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ محل مذکور عہد غزوہ اول میں تمام عمارات شاہی سے زیادہ وسیع اور بارونق سمجھا جاتا تھا یہ محل بابل والوں کی نہایت آہستہ تہا لکی سادی آہستہ اور تہا ل کیا گیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کرو روں وہ پہ کا سامان اور نہایت بیش قیمت اسباب آرائش میں فراہم کیا گیا تھا۔

بعض مورخین قدیم عبادت چرچت اور بحث کرتے ہیں کہ موجودہ سنگتانی ٹیکر این دونوں محلات مذکورہ سلطنت یعنی یا تو سیر و تہا ل یا ماکلوب کے بیسے یا کہنڈروں پر سلسلہ دار گذرے اور عمارت منہدم ہوتی رہنے سے فراہم ہو گیا ہے مگر مولانا کاو عظیم الشان بربادی اور پامالی نے اس بات کی تہا ل و تہا ل سے قائم رکھا ہے کہ ان دونوں میں سے کو نہا محل تہا ل یا ماکلوب ہے کیونکہ انہیں ایک بالکل مسار و منہدم ہو کر بابل اور بیسے نام نشان ہو گیا ہے اور دوسرا چند مقامات سے منہدم ہو کر بابل یا بیسے نشان اور معدوم ہو جانے کے قریب پہنچا ہے بابل کے یہ دونوں ایوان فیض البیان سلطنت نہایت مستحکم اور مضبوط اصول اور سلوب پر بنائے گئے تھے اور انہیں جس کے وسیع اور بڑے محل کی گردنیں دیواریں محیط تھیں اور جہاں وقت دفعہ ڈھکی ڈھکی سے شہر پر قبضہ کیا ہے اسے نہایت تہا ل کے ساتھ ان محلات شاہی میں سے ایک سلطنت کر لیا اور اپنی خوشنوا اور سفاک اور قیامت کی بردست اور بیرحم فوج جسکی تعداد دس ہزار تھی تہا ل تھی انہیں شہرانی تھی گرد و سری محل پر وہ قابض ہو کا تہا ل کا سامان عمارت اور استحکام منہدم کر کے تین سو برس بعد تک اسی حالت پر موجود تھا انہیں سے محل غم کی مضبوطی اور استحکام کی تہا ل جہاں سے محل کے مساوی تھی جسے انہدام اور بربادی سے مدت دراز تک ایسے کو محفوظ رکھا اور ان

کہتا تھا۔ اور گو مختلف یوریشین حملہ آوران ایران و ایران و پارٹیا والوں کی سلسلہ وار طور پر حصہ لیا
 رہیں مگر اس محل کی صورت میں کوئی انقلاب عظیم نہیں ہوا تھا۔ اس وقت اسکی سقیدر بلند دیواریں
 بھی بڑی تھیں اور تھیں اس محل کی اصل خوبنوتی پوشیدہ تھی اسکی آثار و تعمیر کسی سیاح کی نظر سے
 بچ رہی گذر سکتی ہیں اور ماکلوب کے قدم بقدم مع اپنے دیگر کردل اور صحیحیوں اور والائوں اور
 قریب گھاہوں کی انسان کو اپنی برباد شدہ حالت کا منظر دکھا رہے ہیں اور طے ہذا سیر و طرح کا
 نام ہی اسکی عمارت پامال شدہ اور بربادی یافتہ اور اسکی آئندہ مندرمہ کے آنکھوں کے سامنے آنے
 کے وقت اچھی طرح کسی ناظر سیاح کو دریافت ہو جاتا ہے۔ محل ماکلوب کی اور اسکی اور زیب و زینت
 اور وسعت اور عرض و طول کی نسبت اکثر مورخین نے اپنی قدیم کتابوں میں تفصیلاً تحقیقات لکھی
 ہے اس محل کا احاطہ کہ اسوقت تک موجود ہے اور جو ستر ہویں صدی عیسوی میں بڑی احتیاط
 اور اہتمام سے پیمائش کیا گیا تھا تو اسکی مقدار ایک میل تک دریافت ہوئی ہے اور طے ہذا اسکی بلندی
 کی نسبت مورخین نے لکھا ہے کہ جب اسکا اندازہ کیا گیا تو ایک سو چالیس فیٹ تک یہ بلندی
 تھی مگر موجودہ حالت میں ہمیں کوئی بھی عمارت نہیں ہے وہ اسوقت ایک نہایت عبرتناک منظر
 اور ایک الم انگیز اور اندوہ خیز منظر کا ایک انبار ہے اور یہاں تک بربادی اور معدومی نے اسے
 تصرف کیا ہے کہ اسکی عمارت کی بابت یہ اندازہ اور تفسیر مشکل سے ہو سکتی ہے کہ اس نہایت پر
 اور عالیشان محل میں کونسی تعمیر کس مقام پر واقع تھی اسکی کردل۔ گذر گاہوں چتون اور
 والائوں کا وجود جو مختلف اطراف ایوان مذکور میں واقع تھی اور اسکی علاوہ تقریباً کا تمام سامان
 اور مصالح ایک قدرتی شدید تحریک کی ذریعہ پامال اور برباد ہو رہا ہے اگر نظر تحقیق سے دیکھا
 جائے تو یہ تمام محل جو پامال ایک کنڈریا ایک ہولناک کیرٹے کے مشابہ ہے وحشی دزدوں کا
 نشین اور سکن ہے اور ہمیں ہتھیار صدیوں سے طرح طرح کے حشرات الارض پودہ باش بہت
 ہیں جنگلی جانور برباد شدہ عمارتوں اور کالوں میں چھتے اور چلائے پھرتے ہیں اور بڑے
 بڑے موٹی اڈے چھتی غذا اکثر حجم کائے اور ہیٹن اور بکریاں ہوتی ہیں اور طرح طرح
 کے زہریلے سانپ ان مقامات میں جکسی زمانہ میں اسکی اور زیب و زینت میں لاشانی اور عجیب
 ترین محلات دنیا بھی جاتی تھی پھٹتے اور قلا بازیاں کہاتے نظر آتے ہیں اور سب سے مسلسل انقلاب
 یا تعمیرات موسم کے ان ٹیلوں کی حالت عجیب قسم کی ہو گئی ہے ہر طرف برسات کے باعث
 بڑی بڑی ڈرائیں پڑ گئی ہیں جو بطور نالوں اور چٹنوں کی صورت میں ایک دوسرے سے مل گئی ہیں

بہیم دست مرگ نے پہلو سے زمین میں مدت دراز سے لوریاں دیکر سلا دیا ہے۔

وہ ششنگامیں جواک زمانہ میں مول اور دولت و جاہ کا مخزن تھیں اب بربادی اور بامالی اور تباہی کی نذر ہو رہی ہیں اور ہر وقت وہ صوبہ خدا کے برتر کے قہر و جلال کے اثر کا ملک تہامتہ ہی ہوتا تھا اور عبرت انگیز منظر پیش نظر کر رہی ہیں وہ اب بالکل سمنان اور لاشیائی بود و باش اور اسکی تفریح کے سامانوں سے بالکل خالی ہیں اور جب ان حالتوں پر غور کیا جاتا ہے تو نوریت کی اس پیش گوئی کی کمال تصدیق ہوتی ہے کہ تیری حشمت و شوکت قبرستانوں میں دفن ہو جائے گی اور تیری جگہ آج کے ترسے چینگروں اور خوش جاووروں کی آواز سے بدل جائے گی اور کہ ٹسے کو ٹسے پہنچیں اپنا مسکن بنائی گئے اور تیرے اندر اور باہر صرف کپڑے کو ٹوٹوں کا دور دورہ ہو گا۔

مقام جولایب کے اکثر مقامات میں ہتھیار سوراخ اور گڑھے اس وقت دیکھے جاتے ہیں جنہیں سے بعض یونانیات موسم لینے بارش اپنے مواقع پر صدیوں تک مسلسل جاری رہنے سے ان عمارتوں میں پڑ گئے ہیں گڑھ کے علاوہ بہت سے غار اور گڑھے یہاں کی حکومت حال کے زمانہ میں صرف خزانہ کی تلاش کے باعث اس پامال شدہ جگہ پر اکثر مقامات میں صرف خزانہ کی تلاش اور تحقیقات ڈال دی گئے ہیں کیونکہ اکثر دیسی اشخاص نے یہ اطلاع اس مقام کے حکام کو پہنچائی تھی کہ یہاں زمانہ قدیم کا نہایت عظیم الشان خزانہ مدفون اور محفوظ ہے لہذا اس شبہ میں متعدد جھگوڑو کنوئیاں عین کھودا گیا ہے اور پراسکو پنی حکومت میں جھوڑو دیا گیا ہے ہر حال بظاہر اگرچہ یہ شبہ ایک سنگی سلسلہ ٹیکروں کے معلوم ہوتے ہیں لیکن دراصل انہیں ہزار ہا سوراخ اور گڑھے زبور کے چھتے کہ راج ہر طرف دیبھی جاتی ہیں جولایب کے قریب اس مقام پر کہ جانا ٹکروں علق باغات و نیالکی ولفزی کے لیے بنی ہوئی تھی اور جو محل شاہی کی دیواروں کے قریب واقع تھے کئی سیاح کی نظر سے حقد کہ ہنڈر اور غرابے اور ویران مقامات گزرتے ہیں وہ استدر بے نام انسان اور ویران اور بالکل مٹی کا ڈھیر نظر آتی ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر شخص کو یہ خیال صوری طور سے پیدا ہوتا ہے کہ لوجہ قریبی زمانہ کے کسی خاص وجہ کے انجی حالت اعلیٰ، تقریباً مینست دنا بود کردی گئی ہے سب سے زیادہ جس وجہ کو اس عمارت کے مجموعہ کی حالت اعلیٰ کے تبدیل ہو جانے کی نسبت یقینی سمجھا جاتا ہے وہ مورخین عیسائی کے نزدیک دیسی باشندوں کا ایک عرصہ دراز تک یہاں سے انہیں کہوڈر نکالنا جو پچاس پچاس فیٹ تک زمین کو کہوڈر یہاں سے یہاں نکالتی رہی ہیں۔

اہل کے گلشن آویزاں لمعلی باغ

سرزمین اہل کے یہ نہایت لفرب باغ دنیا کے عجیب ترین انسانی مصنوعات میں قرار دیئے گئے تھے ان کی صنعت و ساخت اور ان کی سرسبزی اور شادابی اور خوش فضا کی اور دل فریبی کی نسبت سیر قدیم نے اپنی تاریخوں میں نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے سیر و ڈول کہنا ہے کہ جس پہاڑ پر ان باغوں کو انساں کے پیش نظر رکھا گیا تھا وہ کچھ اس قسم کی چھیدہ اور فن تعمیر کی باریک رخنوں سے ملو ہے انسانی فہم اسکو آسانی ہوئیافت نہیں کر سکتا عمل شاہی سے دیکر بلیس کے مندر کے متصل جب تک فاصلہ آٹھ میل کے قریب تھا ان باغوں کا سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔ بعض کی رائے میں اس باغ کے درخت اس طرح لگائے تھے جن کی شاخیں نیچے کی طرف نہیں شاید یہ رویت صحیح نہ ہو مگر اس شک نہیں ہے کہ ان باغوں کی صنعتکاری ایسی دل فریب تھی جو ایک فلسفاتی نمونہ انسان کی نگاہوں کے سامنے پیش کرتی تھی

ایک مورخ لکھتا ہے کہ ان گلزاروں اور چمنوں کی سرسبز و شاداب آئینہ کہنے کی واسطے ہم نہرا باغ یا ہندوستان کی طرف سے ملازم و مامور رہتے تھے بڑے بڑے پلایوں پر چٹکا دور اور محیط پانچ گز سے کم نہ تھا اور چنی دو ہزار سے زیادہ آہنی بلیس اور مختلف قسم کے مضبوط لکڑی کے ٹکڑے چھپا کر ان پر مٹی ڈالی گئی تھی اور انکو اس خوبی کے ساتھ بنایا گیا تھا کہ درختوں اور چوڑے بڑے پودوں اپنی اصلی نمود اور سرسبزی میں کوئی وقت نہیں واقع ہوتی تھی ان پلایوں اور متعدد برجوں کو قائم کرنے میں اس طرح مختلف درجے اور مشط بنائے گئے تھے جہاں خاص خاص اوقات میں سیر و تفریح اور نظارہ اور گلگشت کے واسطے ہزار ہا آدمی زن و مرد آمد و رفت کرتے تھے انکو زرد آلہ خاب کے بعد سے آدمیوں کا ایک دریا ان باغوں کی تفریح اور سیر کی غرض سے دوڑا گیا پھر انما نظر آتا تھا جنہیں بلایت مردوں کے نہرا ہا پر سی رخسار ہر طبقے اور درجے کی عورتیں زیادہ نظر آتی تھیں۔ درختوں کے لٹب کرنے میں ایک عجیب صنعت اور کاریگری خرچ کی گئی تھی کہ پلایوں اور متعدد برجوں کے ذریعے ان کے سلسلے کو درجہ وار قائم کر دیا گیا تھا۔

مشرع اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں کہ یہ معلق باغات ہر دو نے ابتدا میں اپنی سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تھے اور اسکی زمانہ میں انکی وسعت بہت زیادہ تھی ایک یونانی مورخ کی تحقیق میں ان برجوں اور پلایوں کا فاصلہ ایک برج سے دوسرے برج تک پانچ سو گز تھا اور اسے قائم

میں باغ کا جہد حصہ ہوتا وہ دیگر قطعات سے زیادہ خوشنما اور اپنی سرسبزی اور طاقت
میں لاشائی و لغزی کہتا تھا بعض کا خیال ہے کہ جس پیمانہ پر یہ باغ بنائے گئے تھے اگرچہ
دو برسوں اور گولی پیلپاؤں کے سہارے پر تعمیر ہوئے تھے تاہم بڑے بڑے انہی شہنشاہوں
کے ذریعہ ان درختوں کی نشوونما کی گئی تھی وسیع روئین جن میں سونے اور چاندی کے ٹکڑے
اور اکثر جواہرات کے ریزے بجائے سنگریزوں اور لکڑیوں کے بچاؤ گئے تھے آفتاب
کی روشنی یا رات کو چاندنی میں اپنی چمک سے عجیب بہار دیتے تھے۔ اسکے وسط میں ایک تہ
تہ کھلتا ایوان اسی شان و شوکت اور طرز و طریقہ پر بنا ہوا تھا جسکی صنایع اور تعمیر کی خوبی بڑے
اسکے درجہ کی انجمن اور ماہر فن تعمیر ہی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

اکثر گرم موسموں میں ملک کی گرمی زیادہ ہوتی تھی اسلئے بادشاہ بابل اس ایوان میں گرمیوں پر
اپنا قیام رکھتا تھا اور صدا حسینان خورشید جمال اور پری بیکران ماہ شال اور غلامان صبح رخسار
اور جوانان شجر گذار اسکی خدمت میں مصروف رہتے تھے جس زمانہ میں نہرو سنائے کی خاص پیشکش
کاتو ہار آتا تھا تو ان باغوں کی زیب و زینت اور ہر اش بقابلہ دیگر و نہائے سال کے دو بالا
کردی جاتی تھی تمام درختوں میں سونے اور چاندی کی گیندیں لٹکائی جاتی تھیں یا طلائی و نقرہ
جسب اویزاں ہوتی تھی اور ایک عجیب طریقہ علم جبرقیل کے دریائے فرات سے ایک نہایت وسیع
نہر ان تمام باغوں کی پیرلوں اور بوٹوں کے کنارے دوڑائی گئی تھی جہی پانی کی صفائی
اور لطافت پر رات کے وقت چاندنی میں چاندی کے چاؤ کا شبہ ہوتا تھا اور جسکے نظارہ سے
انسانی ہستی کو ایک کثیر ذخیرہ حیرت اور لغزی کا حاصل ہوتا تھا۔ اس نہر کے کنارے پر طلائی
منڈیریں قائم کی تھیں اور نہر کے اندر سطح میں جواہرات کے بچی کا رسی سنگ سونے وغیرہ پر لگائی
تھی جو نہایت صاف و شفاف پانی کے اندر سے کسی سیاح کو عجیب لطف دکھاتی تھی اور
رنگ برنگ کی چمکیاں ہی تیری ہوئی انسانی دل و دماغ کو نہایت تفریح بخشی تھیں

خاص خاص اوقات خصوصاً نہر کی پرستش کے زمانہ میں قص و سرود اور عیش و طرب کا سامان
جس قدر فراہم ہو سکتا تھا وہ ان باغوں میں موجود کیا جاتا تھا اور خود بادشاہ اور تمام سروران سلطنت
اور اہل مملکت حکومت اور عامل شہر اور عام اشخاص جن میں عورتیں بھی سرور و ضعیف جوان و زمل و بخت
بہی ہوئے تھے اس زمانہ میں ایک عجیب دین و دنیا فراموشی عیش و عشرت میں مصروف ہوتے تھے
چوتھے طبقہ۔ اور دنیا کی مسرت کی انتہائی حالت کا نظارہ اسوقت نہایت تکمیل کے ساتھ ملتی

ناظر سیاح کے پیش نظر نہ تھا ہر طرف ہنگامہ ٹلسے وٹولش بر پا اور ہر سرِ طبعِ عیش و نشاط مہیا۔
 کہیں بر لب وچنگ اور کسی جاعود و خضر تک کہیں عشق و عاشقی کے افسانے اور کسی جگہ محبت اور
 راز و نیاز کے ترانے کہیں مجلس شاہد بازاری گرم اور کسی مقام پر صحبت نڈاں بے شرم غزٹنگ
 یہ زمانہ اہلِ بابل کی زندگی ہو و لعب کے لیے عجیب و غریب اور خود فراموشی کا زمانہ ہوتا تھا۔ اور
 اس زمانہ میں جھدر آرایش اور زیب و زینت ان باغوں کی ہوتی تھی اس سے یہ امر ظاہر ہوتا تھا
 کہ دنیا میں اہلِ بابل کے سوا کسی اور مقام میں دو لبت سال کا وجود نہیں رہا ہے۔ نہایت نرنگ
 اور مرصع لباس اور ذرق برق پوشاکیں ان زمانہ آواز و مشرب و شوخ و شنگ اور ہری سیر
 فلول فریب زیادہ و لقریب ہو جانے کے واسطے اس زمانہ میں ایک خاصیت دکھاتا تھا۔ زیادہ
 تر ایسا قیمتی لباس محلات شاہی کی فرمائشوں سے خاص اس تیوہار کے ہنگامہ عیش و عشرت
 کے واسطے مہینوں پہلے تیار ہوتا تھا جنہیں لاکھوں روپے صرف ہو جاتے تھے اور بعد ازاں ہار
 کے ختم ہونے کے یہ سب لباس مع دیگر مافول کے زہرہ کے پوجاریوں کو دیدیا جاتا تھا جس
 مقام پر ان شاہی کے قریب اس باغ میں پیکر زہرہ و زہرہ کی موت (کہیں ہوتی تھی زنا کاری
 اور بھیموت و فوج کا بازار گرم ہوتا تھا اور بھیموت پرستی کے تمام سامان و اسباب جو حد
 و حد تک انسان کو اپنی خودی سے فراموش کر دیتے ہیں اہلِ بابل اس موسم میں فراہم کیا کرتے
 تھے اس زمانہ میں خوشی اور مسرت اور طرب و نشاط کا مشغلہ عام ہوتا تھا اور ایک مشہور حکیم
 بادشاہی کے بموجب اس روز بیچ و عمر کی کوئی رسم ضرورت پر نہ ہونے پاتی تھی اور اکثر املاک
 جو اس زمانہ میں شہرِ بابل میں ہوتی تھیں انہیں عجیب طرز سے مسرت کا اظہار ہوتا تھا کہ مہرے کی
 روح زہرہ سائے کی خدمت کے واسطے طلب کر لی گئی غرض کہ یہ زمانہ اس قدر اظہارِ مسرت و نشاط
 کا ہوتا تھا کہ سوائے مصیبت رسیدہ گروہ نبی اس قدر کچھ جو سلا بعد نعلِ تخت نصر کے زمانہ سے
 ایک کثیر تعداد کے ساتھ غلامی اور سیری کے مظالم میں گرفتار تھی اور جسے مسرت اور فرح و خوشی کے
 ساتھ زندگی بسر کرنے کے سوائے اور کوئی مشغلہ ہی نہ تھا اور کوئی باستاندہ بابل بیخ و بن کا نام
 نہیں لیتا تھا اور کسی سے سوائے اس مظلوم اور گھناہنگار قوم کے اس روز کسی قسم کی محبت
 اور شفقت لیا جاتی تھی اور یہی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ یعنی یہودی حتیٰ پرست تھے اور ایک
 خدا کی پرستش کرتے تھے وہ خدا جسے خود ایسے شکر اور خود پرست بادشاہ کے مقابلہ میں جسے
 ابراہیم اپنے پیارے نبی کو جو بالکل تنہا تھے نہایت کامل طور سے غلبہ اور قیور مندی عطا

فرمانی تھی۔ یہ سب لوگ اہل بابل کے ان نہایت ذلیل اور مقہور عیش پرستی میں شریک ہو گئے
مختصر رہتے تھے۔ تمام باشندگان بابل میں ایسی حالت ایسی افسوسناک تھی جس سے انسانی
اختلاف جمالات اور طریقہ سب زندگی کی ایک عجیب فطرتی ہے اور نیز جس سے اس بات کا کامل
ثبوت ہر ایک قیال بامی شہر کو حال ہو سکتا ہے کہ نہایت خدا فراموش اور غفلت اور غرور
اہل کالہ کا درجہ خدا سے وعدہ لاشریک کی ہستی سے غافل اور اس کے قہر و غضب سے بخوف ہے
اور انکو بھول کر یہی کہیں کہ خیال نہیں آتا تھا کہ مابعد الموت اگر کوئی حالت یقینی ہے تو یہیں
وہ کہیں لغزتاک طریقہ سے اپنی زندگی جاودانی کا ایک نرفاک درجہ اور عنوان قائم کرتے ہیں
جدیوں سے سلسلہ وار طوس سے مصروف تھے اور سولے بت پرستی اور بدکاری کے انکے یلے
نخر کا اور کوئی ہی ذریعہ نہ تھا انکی تمام زمینیں اور شادی دہنی کے طریقے سرسبز ذیل بت پرستی
بکے بندھنوں میں جکڑے ہوئے اور نہ ہرہ کی پستش لے آئے تھو اور قدر بخود دیا تھا کہ وہ سوا
عیش و عشرت میں مصروف بنے اور زنا کاری میں زندگی بسر کرنے اور خصلے بنی اسرئیل
سے دشمنی کا اظہار کرنے کے اور کوئی ہی فکر اور اندیشہ نہیں کہتے تھے ان آویزاں باغوں کو
جو قدرت کی گلزار و صفت کا ہر تھی اور انسانی کارگریوں کا عجیب تماشہ ایک سیاح کی پیش نظر
کرتے تھے انہوں نے شیطان پرستی اور زنا کاری اور بتوں کی نہایت نصیحت اور کمرہ
یا دگائے کے وسطے مختص کر دیا تھا مگر جیسا کہ ایسی مدہوش اور خود فراموش اور حد درجہ ذلیل
بت پرستی کا نتیجہ ہوتا ہے نہایت قلیل اور صعب زمانہ میں انکو اپنے نہایت مکروہ کر تولوں کی
سزا بخوبی ملتی اور طرفہ لعین میں آتش تہر تانی اور عذاب بے پناہ نیردانی سے لنگے آ رہتے
ایوانوں اور محلوں اور زراعت و شیشیوں اور نہایت طراوت انجیز اور سرسبز باغوں اور انکی
دلفریب اشوں اور نہایت صاف اور نہترے ہوئے پانی کی ہتھوں اور مرصع کار شاخوں
کا نام و نشان ہی نہ رہا اور اس بربادی نے اسکو امیاسیت و نابود اور پال کیا کہ اب تلاش
کرنے سے ہی ان طلاکار اور دلفریب باغوں اور چمنوں کی بنیادوں کا پتا شکل سے
مٹا ہے۔ ایک سیاح ۱۴۴۰ھ صدی عیسوی میں اس تمام عجزناک مجسمہ ویرانی میں نے ان باغوں
کے آثار باقیانہ کے اندرہ کے وسطے بابل کی سرزمین میں گھماتا وہ کہتا ہے کہ زین آویزاں
باغوں کا کوئی نشان اس تمام طرح میں نہیں پایا جاتا ہے افسوس وہ مقام جو ایک زمانہ میں
بابل زندگی کے طرب افزا اور شیش و ناز کا وسطے بطور گرجان قرار دیا گیا تھا صرف

اہل کالہ یا کی نہایت شدید افزائی ربانی کے باعث چنانک نظر کام کرتی جو تیلی یا سنگریزہ دار
 سچی کا ایک ٹیکہ دکھائی دیتا ہے۔ سسٹریج کہتے ہیں کہ اس وقت اگر ہم ان باغوں کی بنیادوں کو
 تلاش کریں تو صرف ایک دو تھکانہ مارا سٹے ہمارے پیش نظر ہوتے ہیں جنہیں بکثرت سنگریزہ
 بنے ہوئے ہیں اور بعض قرائن سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ان آونیاں باغوں کی بنیاد مذکورہ
 جو تروں پر قائم تھی یہ ایک تپا ہے جو نفٹ (رسل) کی وائش کیے ہوئے اینٹوں یا پتروں
 سے بنائی گئی تھی اب انکو مٹی یا رٹے بڑے پتھر دھکا انبار اور عہد ڈھانکے ہوئے سسٹریج
 برج کی رائے میں بھی ایک مقام جسکے پتروں کی بنیاد اور نہایت دلفریب دنیا کاری اپنی خاص
 کیفیت پر قائم ہے۔ اس عمارت کی موجودہ حالت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیزیک
 ضد یا چوتھے درجہ بدرجہ بنے ہوئے ہیں اور انکو کثیر محرابیں سلسلہ دار گریزے ہوئے ہیں
 جو ان مطلق باغوں کو اپنے سر و نیز اٹھائے ہوئے تھیں اور انفرمیں ان سب کو اپنی محرابیں
 مستحکم اور بلند ہیں جنکی نسبت یہ یقین ہو سکتا تھا کہ یہ شہر پاد کی دیوار پر برابر پہنچا دی گئی تھیں
 یا یہ کہ یہ محرابیں شہر پاد کی بلند سی کی سامی بلند بنائی گئی تھیں مگر سوقت کی حالت اس قسم
 کی ہے جو نہایت غم آلود اور عبرتناک ہے اور ایک فوری دفعہ میں عذاب الہی نے انکی غارتگی
 اور بلند سی اور استحکام کو بالکل نیست و نابود کر دیا ہے اور یہ دونوں تہخانہ ناتمام
 بالکل پتروں کا ایک ہیٹناک خاندانیال سینے جاسکتے ہیں۔

بال کی سٹرکین اور گزرگاہیں اور عام عمارتوں کی بنیادی

شہر بال میں ہمارا اور کثیر بڑے بڑے شارع عام اور گزرگاہیں باشندوں کی آسانی کو پہنچے
 تعمیر تھیں جو خطوط متوازی کی صورت میں جو زیادہ تر ایک دو سٹرک کے اوپر سے گذرتی ہوئی علی
 گئی تھیں اور جقدر مکانات شہر میں تھے جو اکثر سہ منزلہ اور چار منزلہ۔ ان سٹرکوں کے کنارے
 واقع تھے۔

مگر اس وقت تمام شہر بال کے کہنڈروں میں کوئی ہی نہ ان انکا صاف طور سے نہیں ملتا ہے
 اس سولے اسکے اور کچھ بھی ان سٹرکوں کی باقیات پیش نظر نہیں ہوتا ہے کہ یہ سب بال عذاب
 الہی ہو گئی ہیں جو کوئی مستیاج اس مقام کی سیاحت اور سیر کو آتا ہے قوالوں انکی نگاہ یا تو جہ
 اُن طویل ٹیلوں کے سلسلے پر پڑتی ہے جو میلوں تک دھڑتا رہا چلا گیا ہے اور اپنے طول و عرض

ہیں اس تمام سرزمین شہر بابل پر بقدر محیط ہے کہ وہ بغیر نہایت مسگردہ تھخن اور تلاش کے
 کی طرح اس بات کو نہیں معلوم کر سکتا ہے کہ اس شہر میں یا اس سلسل ٹیلوں کے منظر میں بالعموم
 مندر اور ملائی محلات کیسے تعمیر تھے اور عام تفریح گاہیں اور عیش و عشرت کے مکانات اور شاہی
 عداوتیں اور بنی اسد ایل کا خیالی نہ کس طرف تھا سلیس یعنی محل کا مندر کہاں بنا ہوا تھا اور آدینان
 باغوں اور شہر شاہ کی نہایت عجیب ترین عالم دیوار (شہر شاہ) اور وہ بندو بڑی صنعت سے
 درہائی فرات کا زور کم کرنے کی غرض سے تعمیر ہوا تھا کیسے مقام پر واقع تھا اکثر مقامات پر اصلی
 عمارت کے جب قدر نشان موجود ہیں ابھی حالت اس قدر تبدیل ہو گئی ہے کہ عمارت مذکور صرف
 ایک ٹیلہ کی چڑھائی کا مصرف بچتی ہے اور بعض جگہ ہڈیاں اور خٹکی درندوں اور حشرات الارض
 کے مسکن اور سوراخ ہیں اور بہت سے مقامات پر کھنڈ اور گڑھے ہیں اس قسم کے موجود ہیں
 جو ایک طویل زمانہ سے انیٹوں کے ٹکٹے رہنے سے دریائے فرات کی روانی کے دونوں میں بہت
 پر آب چشمہ بنجاتی ہیں۔ جولا۔ کپ کا محل اس وقت ایک سیاح کو عجیب حالت کے ساتھ نظر
 آتا ہے وہ ایک بلند اور نہایت لمبی چڑھائی کا ٹونہ بھجیا ہے جو بعینہ ایک پہاڑ کی چڑھائی سے
 کہ نہیں ہے اور جس پر کوئی سیاح بڑی مشکل سے قدم جاکر آکر دفعت کر سکتا ہے اور اس دیوان
 منظر محل جولا کپ کے حالات کی تحقیقات یا سیر و سفر سے اسکو کوئی نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے
 یہ محل اس وقت کوئی عمارت کے آثار قدیمہ کا منظر نہیں ہے بلکہ اس کے تمام کھنڈر ایک آٹھ بجے
 کبیرے کی شکل ہے۔ بابل کے قدیمی سکے اور کتبے اور موتیں وغیرہ

یہ جو ریل اپنے سفر نامہ میں بیوجیم مورخ کے حوالہ سے اس عمارت کی بابت لکھتا ہے کہ درہن مقام
 اور بابل کے تمام کوہ نما عمارت جسے اہل عرب ماکلوب کہتے ہیں بالکل اٹلی ہوئے پڑی ہی تھے ایک
 واقعہ کار سے اس امر کو معلوم کیا تھا جو اس مقام پر انیٹوں کے ٹکٹے کے بیٹے زمین کو دور ہا تھا
 کہ ان مقامات میں جہاں سے انیٹن نکالی جاتی ہیں اکثر بڑے بڑے استحکم دیواریں اور چند خوب صورت
 کمرے اور مکانات تھے مگر اس وقت وہ قطعاً ایک متفرق گڑھوں کے سلسلے میں غرق ہیں اسکو اس مقام
 سے قدیم زمانے کی مٹی کے چند برتن اور رنگ مرمر کے کئی ٹکٹے ملے تھے جب نہایت پرانے زمانے
 کے نہایت وافر نقاشی کا کام تھا اور آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ ایک پورے قدرتی انسان کی
 شجی شبیہ اسکو ملی تھی جسکو اس نے اس پہلے میں دفن کر دیا ہے۔

سوج مذکور سے مقام پر کوئی ایک دیوار کے قریب گائے کی ایک تنگی موت بھی دیکھی تھی اور
 نیز سوج اور چاند کی مورچیں تھیں جو چینی قسم کے روغن یا نفت درال کی لاش کی پوری انٹوں سے
 بنی ہوئی تھیں اور اسکے علاوہ ہندو کی مٹی یا سنگ جراثیم کی ترابی ہوئی چند مورچیں دستیاب
 ہوئی تھیں جو بالکل انسانی صورت کا نمونہ تھیں۔

اور اسکے علاوہ صد ہا بت ہی قسم کے تانبے اور تیل کے بنے ہوئے اس بلے سے اکثر وشتیا
 ہوتے ہوتے ہیں یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر چند ضروری مقامات پر زمین برباد شدہ بابل کے کھولنے
 کا خاص انتظام کیا جائے تو قدیمی شیشیا اور اس قسم کی تنگی اور بیہنجی پیلوں کی ایک بڑی مقدار دستیاب
 ہو سکتی ہے جو میسٹر ابراہن کو اپنی دوران سیاحت میں ایک بڑی مقدار قدیمی سکوں اور کاسی کے زیور
 کی دستیاب ہوئی تھی جو سموت لندن کی برٹش موزیم میں موجود ہے سترہویں صدی عیسوی میں ایک
 انگریزی تیلج کو اس شیلے میں سے جو آذربائجان باغوں کے گرد دیا گیا نوگوں و گہرے تاحلا گیا ہے ایک تنگی
 کستی دستیاب ہوئی تھی جس کے گرد چاروں طرف کالہ دی حروف میں کوئی عبارت کھنڈہ تھی یہ تحقیق کرنے سے
 معلوم ہوا کہ یہ کستی سلیس کے مندر کی تھی جو اسکے پرستش کے کام آتی تھی اسکے اطراف میں اصل
 طلائی کام تھا جو مٹی اور گرد سے بالکل خراب ہو گیا تھا۔ اور پرنے زمانے کے سکے حیدرآباد
 مقامات سے دستیاب ہوتے ہیں اس سے یہ امر تحقیق ہوتا ہے کہ ان بابل کے آثار میں ترقی تہذیب کے
 اعتبار سے کثرت و وسیع اور شک نہ ہو کہ یہ سکے مختلف قسم کے ہیں اور اسکے اوزان اپنی حالت میں
 جدا گانہ نہیں جیسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سب ضرورت انسان ان سکوں کو مختلف اوقات میں اپنے
 کام میں لائے تھا۔ اشرفیاں اکشر بڑے پائندگی مدور اور مربع ملی میں جس پر کالہ دی نقش و نگار ہیں
 اور عالمان خطوط قدیم کے نزدیک یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ ان سکوں کے نقش میں اکثر شاہان
 بابل کے نام ہوتے تھے اور بعض سکوں میں ایک جانب بیل کی تصویر بنائی جاتی تھی اور اکثر
 سکوں میں شاہان بابل کی تعریف اسکے نام اختصاراً لکھ دیا ہوتا ہے اسکے علاوہ چاندی اور
 تانبے کے سکے بھی بکثرت دستیاب ہوتے ہیں جن میں سے ایک مورخ کا قول سہ گنا پیرائیں
 بابل دیونا کی تصویر ہوتی تھی جس کا نصف جسم شیر اور نصف بدن بکرے کا ہوتا تھا۔

جہاں بنی عباس میں ایک شیلے کو جب اس شہر پر کھودا گیا تھا کہ یہاں بابل کا قدیم خزانہ دفن ہے
 تو اگرچہ زمین کھودنے پر وہاں سے کوئی دھینہ نہیں نکلا لیکن ایک نئی طرف اس میں سے برآمد ہوا
 تھا جس میں طلائی اور نقرہ کی سکے بہرے ہوئے تھے اور اس زمانہ میں یہ امر اس دھینہ کے

نکلتے سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سب سکے جات لو سائیر بادشاہ بابل کے عہد فرمانروائی
 ہیں سر رابرٹ پورٹر اپنے سفر نامہ میں کہتے ہیں کہ بہ نسبت سیریزوڈ یا بکیں کے مندر اور
 محلات شاہی کے اطراف جہاں بوجہ آتشزدگی کے تمام زمین شیشہ کی کان بجٹی ہے
 اکثر مقامات سے سنگی موتیں اور پتل کے بت اور طرح طرح کے قدیم زیورات اور سکے
 برآمد ہوئے ہیں جو اکثر کاسل جہن یا فرانس کے ہاتھ قیمت مناسب پر انکے پائیدار الوں
 نے فروخت کیے ہیں۔ اور یہ نہایت تحقیق امر ہے کہ ویسی باشندوں کے ایک خاص گروہ نے
 اس کام کو اختیار کر لیا جو بہ نسبت پیشینی پیشہ وری کے اس کام کی بدولت بہت دولت مند ہو
 رہے ہیں اور اگرچہ بعض مریضین کی رلے میں سیریزوڈ یا وہ مقامات جو آگ کی شدید حرارت
 سے ایک سنگی بلاخ ہو گئے ہیں بہت کچھ اس عرض سے کہو دے گئے ہیں اور وہاں
 سے کچھ دستاویز نہیں ہوا ہے تاہم یہ قابل یقین کیا گیا ہے کہ اس
 مقام کی زمین کے اندر اس وقت مال و دولت کی ایک بڑی مقدار موجود ہے۔

شہر نیاہ بابل و ریکی بادی کی حالت پر موزخین کی تحقیقات اور متحقاتہ راک

آئندہ میں اس عجیب و غریب اور مستحکم ترین مصنوعات انسانی کی تعمیر کا کسی قدر ذکر اور اس کی تیاری
 و ساخت کی مختصر تفصیل سابق کے اور اق میں جو چکی ہے مگر اب میں نے ناظریت مقدس کی اس شہر
 کے نیچے کی بابت کچھ ذکر کرنا ضروری ہے جو ایک ہونا ک برادی نے شہر نیاہ کے لئے جاری کیا تھا
 کے سامنے پیش کیا ہے حضرت اشعیا بنی علیہ السلام کی معرفت پریشین گوئی بیان ہوئی تھیں کہ وہاں
 کی مٹی جو بڑی دیواریں تمام و کمال تیار کر خاک میں ملا دی جائیگی آج جو موزخین نے اس شہر نیاہ کی
 عرض نہایت اور محیط کی نسبت اپنی اپنی کتابوں میں اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہاں
 لڑکر کی چوڑائی اور بلندی کی نسبت سب کی تحقیقات یکساں ہیں اور یہ کہ خلاصہ اور سبب اسباب
 یہ ہے کہ اس کے بعد اس قدر عرض اور بلند کوئی شہر نیاہ دنیا میں تعمیر نہیں ہوئی۔ ایک مورخ نے
 اسکی عرض کی بابت اپنی ذیل کی تحقیقات لکھی ہے کہ وہ دیوار اس قدر عرض تھی کہ کسی چہرہ پر
 پہلو بہ پہلو ایک وقت دوڑ سکتے تھے ایک اور قدیم مؤرخ لکھتا ہے کہ اسکی چوڑائی اس قدر تھی کہ

اسپر ایک چھوٹ اور چار سو ارب نہایت آسانی کے ساتھ دوڑتے ہوئے آمد و رفت کر سکتے تھے۔ بعض سوخ لکھتے ہیں کہ اس مشین کوئی کے ہزار برس کے بعد تک بھی یہ دیواریں اپنی ہی حالت پر موجود رہیں اور پھر عرصہ تک اس پر باؤ کی خبر کی تعمیل ہو جائے پر ان کا نشان باقی رہا تھا۔ بہر حال تمام مورخین قدیم نے اس دیوار کو دنیا کی ان سات عجائبات میں شمار کیا ہے جو انسانی کاریگری میں اپنی عیدیل و فطرت نہیں کہتی ہیں۔ پیر وڈیٹس اور اسکے علاوہ ڈاکوڈوس وغیرہ مورخین اس بات پر یقین ہیں کہ یہ دیوار شہر نہایت غزوہ کے عہد میں تعمیر ہوئی تھی اور اس کی تیاری میں تین لاکھ سمار اور مزدور لگائے گئے۔ ان کی تیاری میں اس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی تھی۔ اور جب قدر و پیر وڈیٹس کی تیاری میں خزانہ ہال سے لیکر صرف کیا گیا تھا۔ اس کی نسبت مورخین کا خیال ہے کہ کئی بڑے بڑے شہر اس کی مقدار کے آباد ہو سکتے تھے ایک سوخ کی رائے میں اس دیوار کی تیاری میں جو رقم خرچ ہوئی تھی اس کی مقدار اس قدر ہو سکتی تھی کہ جس سے دس فوجی آدمیوں کی تنخواہ دس برس تک بخوبی ادا ہو سکتی تھی۔ دیوار کی تعمیر میں سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ نہایت بڑے بڑے شہر جو بطور خود چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے سمجھے جاسکتے ہیں کس طرح اس قدر لمبی پر پہنچائے گئے تھے۔ ان سب پتروں میں عجیب عجیب جھکڑوں اور تہیروں سے ایسا مصالحوہ عمل کیا گیا تھا کہ جس سے ہزاروں برس تک اس دیوار کے استحکام میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اس دیوار کی نہایت برنسبت بالائی حصہ کے چار گنی رکھی گئی تھی اور اس شہر نہایت میں مختلف مقامات شہر نہایت وسیع برج بنائے گئے تھے جس سے وہ تک شہر کی اندرونی اور بیرونی حالت بخوبی ظاہر ہوتی تھی۔ ان پر جوں پر ایک بڑی تعداد سپاہیوں کی رہتی تھی جو اپنے اپنے موقع میں شہر کی حفاظت اور نگرانی میں مصروف رہتے تھے۔ اور جب تک کام یہ تھا کہ وہ ان حالات سے خبردار رہیں۔ جو شہر حالات میں ناگہانی اہل شہر یا سلطنت کو پیش آجاسے۔ اس کے سوا دروازے تھے جو نہایت مستحکم اور بالکل ہی دیوار کی لمبی اور ساخت کے پیمانے پر بنائے گئے تھے۔

تمام مورخین قدیم کی تحقیقات میں ان پر جوں پر پانچ یا پانچ دسے چیدہ سپاہیوں اور اہل فوج کے شعبہ میں رہتے تھے جو اپنے فرائض اور مناصب کو اپنی نہایت مستعدی کے ساتھ کمال طور سے نبھال کر رہتے تھے۔ اور اگرچہ دیوار شہر نہایت کا ہر ایک موقع نہایت آباد اور وفور تھیں۔ تاہم ان کے متصل تین تین میل دہلیس کا مندر اور متعلق باہوں کی دلاؤ دینی اور راجہ متعلق اور ریاحوں کی تعمیر اور تمام سطح گلشن کی خوش فضائی تمام شہر بالی کی جان تھی۔ اور اس حالت کے اندازہ کر سکتے

اور تعمیر کے استحکام پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ ہال بابل کو اپنی محافظت اور نیز شہر کی عام محافظت پر انکی بدولت و مقدر بہرہ و ساتھ کہ وہ کسی زبردست سے زبردست دشمن سے بھی کسی قسم کا خطرہ نہیں رکھتے تھے اور انکو اس منصوبہ کی اور حفاظت اور وسائل تخصیص پر مقدر غور تھا کہ دنیا میں کسی دارالسلطنت کا وجود انکی رائے میں اس قابل نہیں قرار پایا تھا کہ جو شہر بابل کے مقابلہ میں کوئی عمدہ نمونہ اپنی خوبصورتی یا کوئی زبردست ذریعہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کا ظاہر کر سکے

بہت بڑا بہرہ و ساتھ انکو اپنے بڑے بڑے میدانوں پر بھی تھا جو اس دیوار کے اندر کا شکار ہی کی غرض سے انہوں نے گہیرے تھے بہر حال زمینیں تنگ نہیں کہ ایسی حالت کے دیکھتے موزین قدیم نے اسکو صحیح طور پر عجیب ترین صنائع انسانی میں شمار کیا ہے بخت نصر کے قبل جب قدر رکھال اور مقلین شہر بابل میں تعمیر ہوئے ہیں وہ ہمیشہ سہات کی کوشش میں رہتے تھے کہ جہاں تنگ ممکن ہو انکی دیواریں اور زیادہ بلند کرویا جائیں لیکن خود بخت نصر نے بمقابلہ اس خیال کے صرف انکے استحکام اور قدامت کا زیادہ خیال رکھا۔ اور اسیلئے اگرچہ انکی تعمیر میں کوئی تبادلہ یا ترمیم نہیں ہوئی لیکن انکی بالائی منصوبہ طبعی ہمیشہ ترقی پر رہی تھی عام طور پر موزین کا بیان ہے کہ دیوار مذکور دنیا کے عظیم ترین عجائبات میں شمار کی گئی تھی اور اب بھی جو لوگ فن تعمیر سے دلچسپی رکھتے ہیں اور قدیمی عمارتوں یا انکی ساخت کی خوبی یا صنعت کا اندازہ کرتے ہیں وہ ان آثار سے جو درویشاں انکی بابت چلی آتی ہیں اپنی محابروں میں اس دیوار کی بابت اپنا یہ خیال برابر ظاہر کرتے چلے آتے ہیں کہ شہر یاہ بابل انسانی کاریگری کا ایک نہایت ہی حیرتناک نمونہ تھا بعض کی رائے میں تو دنیا میں اور چہ عجائبات کی نسبت جو انسانی ہاتھ کے بنائی ہوئی ہیں اسکو کیا بہ لحاظ زمانہ تعمیر اور کیا بہ لحاظ اور عجیب طرز تعمیر کی تقدم اور سبقت حاصل ہے۔

زیر فون کے نزدیک تو انکی بناوٹ اس طرح کی تھی کہ جبہر جب تک اصلی حالت تعمیر سے کوئی تباہ واقع نہ ہو یہ گمان ہی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ کا کام ہے بہرہ و ٹوش موش کو یہ امر اپنی تحقیقات سے ثابت ہو گیا تھا کہ اس مانہ کے بڑے بڑے عہدہ جو اس شہر یاہ کی حیثیت اور انکی حالت موجودہ دیکھنے کی غرض سے جاتے تھے انکا یہ خیال اور یقین تھا کہ دیوار مذکور ایک قدرتی کام ہے اور کفار موزین جو بہرہ و ٹوش کے بخمال ہیں انہوں نے تو اس رائے کو اور زیادہ استحکام دیکر یہ کہہ دیا ہے کہ دیوار مذکور دیوتاؤں کی ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے کیونکہ اس کے

حملہ امتیخ شہر بابل تک اسکی تعمیر کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہوا تھا اور نہ بادشاہ مذکور کے حملہ بابل کے حالات سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ کسی عمارت بابل کو بابل منیت و نابود کر گیا اسنے ارادہ کیا ہو بلکہ اسکی حکومت بابل میں قائم ہو جانے کے بعد جب کالہ یا سلطنت ایران کا ایک باجگزار صوبہ قرار دیا گیا تھا تو ان دیواروں کے استحکام کی جانب بہت زیادہ توجہ کی گئی تھیں اور شہر کی خوبصورتی اور عظمت رکھنے کی غرض سے شاہ موصوف کے جانشینوں یا ان لوگوں نے جو باجگزار شاہ بابل کے پاس بطور ریزیڈنٹ کے مقیم رہتے تھے ہمیشہ اصل فرمانروائی طرح اس جانب توجہ مبذول رکھتے تھے کہ دیوار شہر نیاہ کو اپنی حالت پر قائم رکھا جائے۔

اور کچھ تک نہیں ہے کہ یہ مقابلہ خاندان نمرود کے تخت نصر اور اسکی اولاد نے ایک درجہ تک اسے تحفظ کی جانب بہت زیادہ خیال رکھا تھا اسکی بڑی وجہ کہ تخت نصر کی اولاد کو دیوار شہر نیاہ کے استحکام کا زیادہ خیال کس وجہ سے رہا ایک یہ بھی سمجھی جاتی ہے کہ انکے زمانہ میں بیرونی حملہ آوروں نے بڑے زور شور سے شہر بابل پر حملہ کیا تھا اور یہ فاختان خونخوار اس بات پر بھی یقین کر چکے تھے کہ بغیر دیوار کے حصار پر قبضہ کیئے اس ملک پر فتح پانا ناممکن ہے۔

کیونکہ اس جو بوقت شہر بابل میں یکایک رات کو داخل ہوا ہے تو اس بات پر اسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی تھی کہ اس دیوار کی موجودگی میں جسے درحقیقت تمام دنیا کی جنگجو آدمی بھی شکیں اور بڑی سخت کوشاں اور محنت کے بعد دیائے فرات کو عبور کر کے شہر نیاہ مذکور کے برہوں اور دروازہ پر قابو پا سکتے اور انکے ذریعہ شہر کے اندر داخل ہو سکتے تھے ایک خاص طریقہ سے کابل طور پر شہر میں داخل ہونے اور اس پر قبضہ حال کرنے کا موقع حاصل کریں اور جو بوقت اندرون شہر سے اسکی نگاہ دیوار پر پڑی تو وہ اپنے افسروں سے یہ کہتا تھا کہ اگر دیائے فرات ہمارا گایا وری نہ کرنا اور اگر اس کا وجود اس موقع پر نہ ہوتا تو تمام ایرانی فوجیں محاصرہ کر کے تباہ ہو جاتیں اور شہر میں داخلہ کسی طرح نصیب ہونا موزین کا خیال ہے کہ کیا کائوس کے داخلہ شہر میں شاہ بابل کے اس مفرد غلام نے بڑی انتہائی کی تھی جسکو میڈوکا بادشاہ مذکور نے بوجہ شدید ظلم کے ساتھ قتل کر ڈالا تھا ورنہ خود فوجی سرداران کیونکہ اس یہ سمجھے ہوئے تھے کہ اگرچہ دو برس تک اسکو اس شہر کے محاصرہ کے لئے بادشاہ نے حکم دیدیا ہے مگر ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ ہی دیوار میں ہمارے سردار ہیں تو ہم تو برس میں ہی شہر بابل پر نہ تو قبضہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بہر حال حملہ آوری کیونکہ کائوس نیکر شاہ لہر سپ ایرانی کے اولاد کے زمانہ تک اس دیوار کی تعمیر میں کوئی فرق کیس طرح کا نہیں ہے

کے ساتھ پایا تھا۔ اور فرخ و سلطنت ایران کی یہ خواہش تھی کہ بابل کی کل عارتوں کو خاص کر شہر بنہ کو اپنی
 اپنی حالت پر رکھا جائے گو دارا ب کے عہد میں یہاں کے معاملات کی صورت دوسرے طور
 پر بدل گئی تھی اور خود بابل اور کالہ اسکے باشندوں نے ایسے سامان پیدا اور فراہم کرنا شروع
 کر دیئے تھے اور ان میں خود کسی اور قمر و اور بغاوت کا مادہ یا مقدر پیدا ہو گیا تھا کہ سلطنت ایران
 کے فرمانروائے مذکور کو وقت پر ملت ضروری معلوم ہوئی کہ جب تک بابل کی سب ایسی عارتیں
 کے ساتھ ساتھ کام کے نہ ہو سکتیں یہاں بابل کی بغاوت ایک زمانہ میں لا علاج نقصان پہونچائے گی
 منہدم اور کمزور نہ کر دی جائیگی یہ نہ ممکن ہے کہ اس ملک پر سانی اور امن و امان کے ساتھ گورنر
 ایران کا قبضہ قائم رہ سکے۔ اسکے عہد میں بابل والوں میں سرکشی اور خود سری کا مادہ یا مقدر
 پیدا ہو گیا تھا کہ انہوں نے معمولی خزانہ جسے میں جو ہمیشہ سلطنت ایران کو پیش کیا جاتا تھا کی
 کرتی شروع کی اور سلطنت مذکور کا جو قائم مقام شہر بابل میں رہتا تھا اسکے ساتھ نہایت تحفات
 اور الائیچی کا ترناؤ ہوتا تھا جنہ سروران ملک بابل کے دماغ میں یہ جنون پیدا ہو گیا تھا کہ
 انکے ماتحتی کے خاص صرف وہو کرے ایرانی سلطنت کے منہ سے اور خراج گزار بن گئے تھے ورنہ وہ بابل
 بابل بدل جو دیوتاؤں اور زمین رہ جانے کی اولاد میں ہیں کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری اور
 خراجگذاری کے واسطے خلق ہی نہیں ہو سکتے ہیں اور اس جنون کو مقدر ترقی ہوئی کہ خلیفہ
 پر خود برائے نام فرمانروائے بابل اور ان کے تمام خاندان اور بڑے بڑے سردار اسات پر مادہ
 ہو گئے کہ ایک کانس کے شاہی خاندان کی تاجگذاری کا جو انکی گردن پر رکھا ہوا ہے اسکو انکار
 کر دینے میں اور بالاستقلال حکومت کریں۔

یہاں تک کہ ایک بڑے زمانہ تک حالات حکومت کے تبادلہ نے ہمیں شک نہیں
 ہوا کہ ان کے خیالات کو معاملات و نظام کی جانب متوجہ کر دیا گیا یہ تو ہم نہایت کمزور سامان
 پر ہونے والے ہیں عجیب تحریک کے باعث امرائے سلطنت بابل نے فیروزان کو قتل کر ڈالا اور
 ایران کو جو فوج بھیجا جانا تھا اسے قطعاً موقوف کر دیا۔ اور فوجی جنگی انتظامات اس زبردست
 و ایران کے مقابلہ کے واسطے جو ہندوستان تک پہنچی ہوئی تھی نہایت سخت آمادگی
 سے شروع کر دیئے دارا جو اس زمانہ میں سر پر آئے سلطنت فارس تھا اور جسے بتدیج اس
 بغاوت اور سرکشی کا اندازہ کر لیا تھا اور جو اس امر کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ مجوزان کالہ یا کا خط
 اور سرکشی شہر بنہ بابل کے استحکام کے باعث ہے ان واقعات کو سن کر انکی ہڈیاں اور نہایت ٹھوٹے

جب نہایت پریشان ہوا اور کوئی تدبیر اس شہر پر قبضہ کرنے کی کامیاب نہ ہوئی تو وہ اس امر پر مجبور ہوا جو زون فائرس کی مذکورہ بالا عجیب و غریب کارروائی اور کامیابی سے متعلق تھا اور جس کا ذکر مفصل طور سے صفحات سابقہ میں ہو چکا ہے۔ بہر حال جب دارا کو زون فائرس کی تدبیروں سے شہر پر قبضہ حاصل ہو گیا اور اس کی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی شہر کے اندر داخل ہوئے تو اس نے تسلط اور قابضی کے بعد سب سے پہلے یہ انتظام کیا کہ بابل کی دیواریں بالکل منہدم کر دی جائیں اور اس کا ناظرین کا صفحہ روزگار سے مٹا دیا جائے مگر آخر زون فائرس کی صلاح و مشورے کے بموجب یہ تجویز پوری ہوئی البتہ صرف اس قدر اس کا نشانہ پورا کیا گیا کہ شہر نہایت کی نصف ہندی سار کے کم کر دیا جائے چنانچہ بیشمار ضرور اور بیلار دیوار مذکور پر چڑھائی گئی اور انہوں نے اس کا انہدام شروع کر دیا۔ اس وقت اگرچہ خاندان شاہی بابل بالکل نیست و نابود اور قتل ہو چکا تھا۔ تاہم اکثر لوگ جو بچ گئے تھے وہ عام ہندو شہر ڈارین مار کر روٹے تھے اور انکو اس وقت یہ کابل یقین ہو گیا تھا کہ خاندان فرمانروائی بانی ہیں ان کے اصلی باشندوں کو اب بھی حکومت اور عزت فرمانروائی اس ملک پر نہ حاصل ہو سکے گی اور نہ اہل کالہ یا اس شہر کو اب کبھی زمانہ سابق کی صورت پر خواب میں دیکھ سکیں گے موزین نے کہا ہے کہ دیوار مذکور کی ہندی اس سخت و بریت کے زمانہ میں انہدام کے بعد اس قدر کم کر دی گئی تھی کہ اگر حملہ آور فوج شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسکو داخلہ شہر میں زیادہ وقت نہ ہو۔ مگر بعض موزین کی رائے ہے کہ دارا نے شہر نہایت کے بالکل منہدم کر دینے اور اسکی بنیادوں تک کو کھود کر سیکھنے کا حکم دیدیا تھا اور یہ حکم زون فائرس کی صلاح و مشورہ کے بموجب تھا کیونکہ اہل بابل نہایت ہی غبار اور قابو پرست اور نکار تھے اور ایرانیوں کے ساتھ انکو شدت سے عداوت اور عداوت پیدا ہو گئی تھی پس زون فائرس کی رائے میں یہی اندیشہ یقینی تھا کہ اگر انکو مینے اہل بابل کو کوئی موقع فراہم کر دیا تو وہ بہر اسطرح بغاوت پر سرگرم ہو جائیں گے اور فوج ایران کو نہایت پریشان کر دیں گے اس لئے دارا کا شہر تو بالکل کھود ڈالے گئے اور شہر نہایت اگرچہ بالکل منہدم نہیں کی گئی تاہم اس قدر تک کم کر دی گئی کہ حملہ کے وقت شہر پر قبضہ کرنے میں حملہ آور فوج کو کوئی وقت نہ ہو بہر حال دارا نے شہر نہایت بابل کو جو اپنے استحکام اور نصرت میں اپنا حدیل و نظیر نہیں رکھتی تھی اس قدر کمزور اور ناقابلِ طریقہ و استحفاظ کر دیا تھا کہ اگر کوئی خفیہ سازش بھی اس شہر پر حملہ کرے تو اسکو بہ آسانی فتح کر سکتا اور قابض ہو سکتا تھا۔

چنانچہ اسکندر اعظم کے حملہ کے وقت بہر چند گھوڑا ایران نے جو بابل میں رہتا تھا اس بات کی کوشش

اکی کہ دشمن کے حملہ سے شہر کو بچایا جائے مگر اسوجہ سے کہ اسکی شہر نہاہ باطل غیر محفوظ ہوگئی تھی
 یعنی اسکی دیواریں بہت نیچے کو دی گئی تھیں اور اسکے دروازے باطل کہو درہیکڑے تھے
 تھے سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہ حاصل ہوا کہ حملہ آور فوج کے ہاتھ سے گورنر مذکور ضعیف فرما
 کے بعد قتل ہو گیا اور سرداران لشکر سکندر اعظم نے شہر پر معمولی خوزیری کے بعد قبضہ کر لیا۔
 سکندر کے حملہ سے قبل جو ایرانی گورنر اس شہر میں رہتا تھا اسنے ہی مختلف اوقات میں اس دیوار کے
 اکثر حصوں کو منہدم کر دیا تھا کیونکہ ایک وقت میں مسکواسبات کا شہر پیدا ہوا تھا کہ اہل کلدیا
 انجی فطرتی شہر ارات اور اپنی اصل مسکوشی اور بد باطنی کے باعث یہ منصوبہ کر رہے ہیں
 کہ گورنر مذکور کو قتل کر ڈالیں اور نہایت بخیر میں شہر پر قبضہ کر لیں گو خوش قسمتی سے اس سانچا
 کی خبر چین وقت پر اسکو پہونچ گئی جس پر اسنے بڑے بڑے عمائد اور اس ماندہ خاندانی اشخاص سلطنت
 بابل کو محرم قرار دیکر بری طرح قتل کر دیا اور انیس سے بعض کو شہر سے نکال کر مختلف حصص
 ملک میں بٹا کر دیا اور دیوار شہر نہاہ ایک مقام سے اس وسعت کی باطل بنج وینا دے گئے اور
 گئی کہ جسکے دور میں ایسے ایسے بیس دروازے تیار ہو سکتے تھے۔ اسکے علاوہ حسب الحکم داراؤ
 بھی شہر کی ایسی عمارتیں منہدم کرادی گئیں جنکی بابت یہہ گسان ہو سکتا تھا کہ کسی خاص موقع
 پر باغی باغیہ گان شہر کے لیے بطور حفاظت یا کسی قلعہ کی کارآمد ہو سکتی تھیں۔

سہر حال دارا کے زمانہ فرمانروائی سے بابل کی نہایت عجیب شہر نہاہ کا استحکام کا اہتمام شروع ہوا
 اور آخر تہ تیغ اسکافشان مٹ گیا۔ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ سکندر اعظم نے اپنے حملے اور گورنر
 دارا کے قتل واقع اور کابل طور سے ایرانی تسلط اور قبضہ اس شہر پر سے اٹھانے کے بعد پہلاؤ
 کیا کہ بابل کو پہر اپنی اصلی حالت پر پہونچا وے چنانچہ اس خیال سے اسنے شہر مذکور کی عمارت
 قدیمہ کو اسرفوزیم اور تعمیر کرنا شروع کیا اور نیز شہر نہاہ جس مقام سے منہدم کرادی گئی تھی
 اسکی تیار سی اور نئے سرے سے اسکو اپنی اصلی حالت پر قائم کر دینے کی نسبت اسنے اپنے
 سرداروں کو حکم دیا تھا اور اس مضمون کا ہی ایک قصہ زمانہ نافذ کیا تھا کہ شہر بابل کے دروازے
 بھی اپنے قدیم موقع پر اسی حیثیت اور خوبی سے نصب کر دیے جائیں جنہیں دارا شاہ عجم نے
 اکثر و اکثر شہر کے بڑی شاہراہوں میں اہل شہر کی عزت کے واسطے پہنکوا دیا تھا۔ چنانچہ اسکی
 تعمیل بھی نہایت سرگرمی سے شروع ہوئی اور نام یونانی سردار دل و جان سے اس خیال
 کی جانب متوجہ ہو کر جب قدر جلد ممکن ہو بابل کی حالت سالیقہ قائم ہو جائے مورخین قدیم

کہتے ہیں کہ سمین شک نہیں کہ اگر سکندر کچھ دنوں اور زندہ رہتا تو حقدار تباہی بابل کی ہو چکی
 ہتی اس کا نام و نشان ہی نہ رہتا اس کی عمارتوں کی شان و شوکت اصلی حالت پر ابھرتی
 اور اس کی غریبوں کی اور قدیمی زیب و زینت عود کر آتی لیکن یہہ یا در کنا چاہے کہ بابل کی
 بربادی صرف انسانی خواہش اور نفرت انتقام کے انہار کی عرض سے نہ تھی بلکہ اس کی پامالی اور
 تباہی اور نیست و نابود ہو جانے کی جانب اُس خدا نے نقص اور برتر کو تو چہ ہی جو خالق
 اسلاطین اور ملک الملک ہے۔

در حقیقت اس سرزمین پر خدائے اسرائیل و اسماعیل کا قہر نازل ہوا تھا اور اس کے سیل و بہر
 ایک مسلسل زنا کاری اور بت پرستی اور نافرمانی خدا کے حقیقی کے اور اس کی شدت کفر و زندقہ
 امحاء و زنا کاری کے وہ زمانہ شروع ہو چکا تھا کہ شمشیر قہر آتی اس کو بالکل نیست و نابود کر دے
 جس کا مقابلہ ضعیف ترین مخلوقات انسان کی تھیں اور افسے کسی طرح نہیں کر سکتی تھے تو پہلا
 سکندر اعظم اگرچہ تمام دنیا کی سلطنت کا مدعی بنا تاہم اس کا در ذوالجلال کا ایک بندہ و ذیل
 تھا اس کی حقیقت ہتی جواز سر نو بابل کو تعمیر کرا سکتا یا اس کی قدیمی شوکت و جلال
 و جبروت کو واپس لاسکتا تھا چنانچہ باوجود اس امر کے کہ سکندر نے کارل سامان دیو اور شہر
 پناہ بابل کی تعمیر کا فراہم کر دیا تھا اور ایک خاص محکمہ اس کام کے واسطے جدا گانہ مقرر کیا
 گیا تھا کہ تمام ان عمارت قدیم شہر بابل کی حفاظت اور تیاری میں سرگرم رہے مگر خصوصاً شہر
 پناہ کی تیاری کی بابت تو بڑے شد و مد اور سرگرمی سے کام شروع کیا گیا تھا لیکن یونانیوں کی
 یہ سب کاروائی رائے گمان کی کیونکہ اس ترمیم اور تعمیر کا کام اچھی طرح سے شروع نہونے پایا تھا کہ سکندر
 اعظم دفعتاً بیمار ہو گیا اور آخر اس کی بیماری کو سکندر شہید ہو چکا کہ نام حکما اور بڑے بڑے داکٹر جو اس کے
 ہسپتال کی جان بری اور صحتیابی سے یابوس ہو گئی اور آخر بڑے بڑے یاس و حرامان کے ساتھ ایسا
 بادشاہ عظیم کہ جس کو دنیا کی حکمرانی اور فرمانروائی اور کشمکش فی کاغذ اور دعوے تھا ایک چند منٹ
 میں صفحہ دہرے اٹھ گیا اس کے مرنے کے بعد اس کے سرداروں میں حکومت اور تخت نشینی کے
 طرح طرح کے جھگڑے اٹھ کھڑے ہوئے اور شدید اختلاف اور نزاع پیدا ہو گیا آخر اس قسم کے
 جھگڑوں میں بابل کی تعمیر اور تجدید بالکل متوقف رہی اور ہر سلیوکس جانشین سکندر اعظم نے تو اس
 اس جانب سے اپنی توجہ بالکل ہی پیسر لی بلکہ اس نے ایک نیا شہر اپنی ناموری اور طین
 کے سینے شہر بابل کے متصل آباد کرنا چاہا جس کا نام اس نے سلکیار کہا تھا اس شہر کی خدمت و عمارت ہتی

وہ شہر نہاہ بابل کی اور اسکے علاوہ شہر مذکور کی دیگر عمارتوں کے مصالحہ کو کہہ دو کر بنائی گئی تھی۔ طیار ہی اس کے دوران سلطنت میں اور زیادہ قدیم شہر نہاہ بابل مختلف مقامات سے گرائی گئی اور آخر ہمیسر اور پارسیا والوں کے عہد میں تو اس کی اصل ہی بابل منیت و نابود ہو گئی۔ شہر کے باشندے جو اہل بل کالہ یا تھے اس شہر میں مقیم رہ گئی اور نہ دیوار کا نام و نشان خاتم رکھا گیا۔ بلین کا مندر کہو و والا گیا اور تمام وہ احاطہ جس پر شہر نہاہ قائم تھی دیوار کو گڑا کر بالکل کھٹ دست میدان کر دیا گیا اور آخر اس کے منیت و نابود ہونے کو اس قدر رتی ہوئی کہ کہیں اب اس کا نام و نشان بھی نہیں ملتا ہے البتہ شہر کی عمارتوں کے کہنڈر اور ان کے مصالحہ کے انبار اور ٹیلے ایک مسلسل حالت میں دوڑتے پھرتے ہوئے دکھائی دیتی ہیں۔ اور چار طرف سولے ویرانی اور تباہی کے اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے۔

اگر دنیا کی فانی ہستی پر غور کیا جائے تو درحقیقت کوئی امر اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ کس طرح یہ عظیم الشان اور رفیع المینان دیوار جو دنیا کے عظیم ترین عجائبات میں شمار کی جاتی تھی سفر روزگار و کسرت منیت و نابود ہو گئی۔ درحقیقت اس سے زیادہ اور کیا تعجبناک اور انسانی عبرت کے واسطے اس سے بڑھ کر اور کونسا امر قیاس میں آ سکتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ بابل کی عظمت و شوکت اور جلالت و جہت نقطہ انتہائی پہنچا ہوا تھا اور خاص شہر بابل میں حشمت اور ثروت اور دولت مندی کا کمال کمال طور سے موجود تھا اور ہر طرف جاہ و چشم اور عیش و نشاط میں سرگرمی نظر آتی تھی اور سرت و خوشی کے شادیاں منہج رہے تھے فوج اور لشکر اور غنائ و سحر و جادو کا کھیل خارج از قیاس موجود تھا جس سے ہر قسم کی ملکی حفاظت متصور نہ تھی شہر نہاہ بابل کی ایسی عظیم الشان اور بڑی مریض دیوار بن اسطرح منہدم ہو کر منیت و نابود ہو گئی کہ اس وقت اس امر کا کسی طرح خیال نہ ہو سکتا تھا کہ اپنی تعمیر کے زمانہ میں ان کی بنیاد کس مقام پر قائم تھی۔

سفریچ لکھتے ہیں کہ بات پر کل مورخین کا اتفاق ہے کہ زمانہ سابق میں شہر نہاہ کی بلندی کا اندازہ ساڑھے تین سو فٹ تک کیا گیا تھا۔ اور ایک گروہ مورخین لکھتا ہے کہ ابھی بلندی صرف تین سو فٹ تک تھی مگر بصورت اہل بابل نے دارا ہشتاسپ سے بغاوت کر کے محصور و اختیار کی ہے اور پھر ز و فارس کی تدبیر سے اس کو شہر پر تسلط اور غلبہ حاصل ہوا ہے تو اسے ان دیواروں کی بلندی اس قدر کم کر دی کہ صرف دو سو فٹ رہ گئی۔

مطرح یہ بھی لکھتے ہیں کہ میں نے قصبہ ملکہ کے متصل اپنی بد نصیبی سے کہنڈروں کے کسی حصہ

کوئی آخری نشان اس دیوار کی بنیادوں کا نہیں پایا۔ جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ ایک خاص موقع پر
اہل حملہ نے شہر بننا نہ کوئی عام تفریح گاہ غنیہ طور سے بنایا تھا۔ سو اسی صدی
عیسوی میں اس دیوار کا آخری زمانہ ایک یورپین مسافر نے دیکھا تھا کہ قبل اسکے کہ اس میں کوئی
اوسر نو تیر کی تجدید کا سلسلہ شروع کیا جائے وہ اس قدر منہدم ہو گئی تھی کہ اسکا بالکل نشان ہی نہیں نظر
آتا تھا اور ان دونوں باتوں پر غور کرنے سے کہ اس زمانہ اور طرز پر کہ جب بابل کی دیوار میں موخ
تھیں اور ایک ایسا شہر اس میں آباد تھا کہ جسکا فتح کرنا محال تھا اور نیز اسکے بعد کی حالت کی نسبت
مورخین نے یکے کے خیالات ظاہر کیے ہیں ایک عجیب عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مسٹر روڈالف کوخ
نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں میں نے شہر بابل اور اسکے آثار قدیمہ کی سیاحت
کا ارادہ کیا تو مجھ کو دیوار شہر بنانہ کی حالت دریافت کرنے کی تلاش ہوئی۔

آخر میں اس مخروطی یا جڑ پائی دار ٹیکوں پر چڑھ کر جو دیوار مذکور کے لیے کہیں کہیں بطور نشان
تعمیر کے بھی جانی تھی اس بات کو معلوم کیا جیسا کہ سپر وڈولش موخ یونانی نے لکھا ہے۔

یہ دونوں دیواریں پہلے درپے نئی ہوئی تھیں جن میں سے ایک اندر تھی اور اسکے قریب ایک خندق
کا فاصلہ دیکر دوسری دیوار بنائی گئی تھی اور ان دونوں دیواروں کی صورت و متوازی دائروں
کی سی تھی جو ایک عظیم احاطہ میں چلی گئی تھی حالت قصبہ جگہ کے قریب پائی گئی تھی اور یہ بعض
مقامات سے کھلی ہوئی تھیں جن میں سے ایک مقام پر مجھ کو دروازوں کا نشان معلوم ہوتا تھا
اور ایسے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ قدیم شہر بنانہ بابل کی دیواریں ہیں اور جو مقامات کہ کہے ہوئے
ہیں ان کو میں قدیم شہر بنانہ کے قدیم دروازے سمجھتا ہوں کیونکہ یہ کہنے ہوئے مقامات اس قسم
کے نشان ظاہر کرتے ہیں جسے دروازوں کا یقین ہو سکتا ہے۔ یہ نشان میں نے متفرق طور سے
سوکے قریب بڑی دور تک سفر کر کے شمار کیے تھے اور اس بنیاد پر میرا یہ خیال مستحکم ہو گیا کہ
ضرور یہ شہر بنانہ کی دیواریں تھیں کیونکہ اسکی تابید کے واسطے میں نے جو زیادہ حالات دریافت
کرنے کی کوشش کی تو ادوبی اکثر جگہ اسی دائرہ میں ایسے نشان رنگ میں چھپے ہوئے
پائے جنہر شہر بنانہ کی دیوار کا کابل یقین ہو سکتا تھا۔

مقامات تسو شیا۔ سئی سئی فن۔ دستگیر اور۔ کو فر اور اسکے گرد و نواح میں جو قدیم آبادیاں تھیں
مع ان آبادیوں کے جو نہایت آخر ترین زمانہ میں بسائی گئی ہیں مثل نجف اور کربلا وغنیہ
اور ان کے سوا اور جب قدر قصبے اور مواضع ہیں ان وہ غالباً عام طور سے بابل کی دیواروں کے باہر

تعمیر ہو چکی ہیں بہر حال شہر بابل کی شکل اسکی دیواریں بھی ایسی ہیئت و نابود ہیں کہ تمکنا ہی نہ لگتا
خاص عمارت اندرون شہر کی طرح بالکل مفقود ہے۔

صد یا سال کی بارش اور دریا کے فوات کی سالانہ سیلاب اور وافی نے ان پامال شدہ اور
منہدم دیواروں کی مصالح اور سامان تعمیر کو ہیکل و خندق میں بٹا لدا ہے جہاں سے متصل
یہ دیواریں تعمیر ہو چکی تھیں اور یہاں تک اس قدر قی کارروائی کا اثر ہوا ہے کہ نہایت سوزندہ
اور ہولناک صحرا کے رنگ نے ان مقامات کو جہاں یہ دیواریں بنی ہوئی تھیں بالکل ڈھک دیا ہے
اور ایسا ان مقامات کو بدل دیا ہے کہ بابل کے مذکورہ نہایت عرض اور ضخیم دیواروں کی نسبت اس
رے کے اور کوئی گمان نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ قطعاً منہدم ہو کر بے نام و نشان ہو گئی ہیں۔ بہر حال
ان ستواؤں پر شہر کے دیواروں کے متعلق جاری نگاہ کے سامنے موجود ہیں
یہ کابل یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی بلند ترین دیواریں جو انسانی کاریگری کا ایک
حیرت انگیز نمونہ ہیں اور جو ایک ایسے شہر کے گرد اگر دیکھو دائرہ کے کچی ہوئی تھیں جس پر آفتاب
کی شعاعیں نہایت جاہ و جلال اور زینت آرائی کے طرز و طریقہ پر تابندہ رہتی تھیں اور نیز ایک
ایسا وسیع اور سطح اور ہموار ملک جس کا دار السلطنت بابل اعظم تھا۔ رب قدرت کی نہایت لا حلاج
اور عالم سوز عذاب الیم کے نازل ہونے سے برباد ہو گیا۔ مسٹر کنگھم نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے
میں جب کا نام تحقیقات بعد زوال شہر بابل ہے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک بڑی عرصہ کی محنت اور
سخت تحقیقات اور تلاش کے بعد انہوں نے بابل کے کھنڈروں کے شہر کی حصہ کا کچھ
حال دریافت کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس موقع پر سچے ایک بیضوی شکل کا ایک ٹیلہ نظر آیا جسکی
بلندی تشریف سے لیکر اتنی فٹ تک تھی اور اسکا محیط تین سو فٹ سے لیکر چار سو فٹ
تک تھا جہاں پر پینے ایک قدیم دیوار کے کچھ آثار پائے تھے جو تین فٹ لائے اور بار فٹ
تک دبیز تھے اور جسکی چار طرف نظر کرنے سے اور اسکی موجودہ حالت پر غور کرنے اور نیز اس کے سر
ایک حصہ کی جانب جو منہدم اور غیر مکمل تھا تو چھ اور اس ٹیلہ کی ہیئت گذری سے یہ امر ثابت ہوتا ہے
کہ یہ مقام یقیناً اصل اور قدیم برباد شدہ اور منہدم دیوار بابل کا ٹکڑا ہے۔ مگر کنگھم فرط ک
جتنے خاکہ بابل کے نقشہ شمار اور اس کے دیوار شہر نہا کے حالات اور نیز خندق کی کیفیت دریافت
کرنے کی غرض سے اسکی گرد سفر کیا تھا یہ کہتے ہیں کہ دیوار مذکور کے جس نشان کا ذکر ہوا ہے
وہ موجودہ زمانہ کی کسی مسافر کی نظر سے نہیں گذرا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میری تحقیقات پوری

طوسے جو اہل عرب کے ذریعہ ہوئی ہے یا جسکے تمام لمبا ط کا موازنہ ان چند روایات پر ہو سکتا ہو
 جسکو اہل عرب نے مجھے شہرِ نہاد اور خاص بابل عظم کی نسبت بیان کیا وہ بہت کم قابلِ اعتبار ہے
 اور اسکے ذریعہ جنگ کوئی بھی صحیح حال بالخصوص دیوارِ بابل کا نہیں معلوم ہوا۔

دیائے فرات کے کنارے کا وہ سطح جو کہیں میل طول میں چلا گیا ہے اور جسکا عرض تقریباً ۱۲
 میل ہے میری نظر سے گذرا اور میں نے اس مقام کی تمام و محال تقیش اس غرض سے کی کہ دریائے
 مذکور اسوقت اسی موقع پر لہریں لے رہا ہے جہاں وہ وسطِ شہرِ بابل میں سے ہو کر زمانہ
 سخت لغزش میں توج زن تھا گریئے اس وسیع مقام میں یا اس بسطِ رقبہ میں اپنے تمام
 دورانِ سفر میں کوئی مقام ایسا نہیں پایا اور نہ کوئی نشان اس آثارِ قدیمہ کا نظر آیا جسکی نسبت
 میں یہ اندازہ کر سکتا ہوں کہ فلاں مقام پر قدیم دیوارِ شہرِ نہاد بابل واقع تھی اور فلاں جگہ میری
 خدقِ نبی ہوئی تھی اگر دیوارِ شہرِ نہاد کا کوئی بھی نشان موجد ہوتا تو یہ ضرور ہے کہ کبھی محیط
 کی وسعت نسبت اس وسعت کے سیر اور تحقیقات کا ذکر جزافیہ و اناں حال نے کیا ہے
 بہت ہی زیادہ ہوتی ہیں تو اس مقام کی نسبت شکل سے یقین کر سکتا ہوں کہ یہاں بابل کی شہر
 پناہ باقی تھی مگر اسکے ساتھ ہی میں ان لوگوں کو مسبات کے قبول کرنے سے کہ تحقیقات ساتھ
 کو غلط سمجھا جائے یا صحیح خواہ مخواہ کوئی غلط فہمی پیدا کر دینا نہیں چاہتا کیونکہ میری ذاتی تحقیقات
 اور مشرک بنگاہ کی تحقیقات میں ایک خاص فرق ہے۔

مگر مستدر آگاہی و یدِ نیا ضرور ہے کہ صرف مسبات کی آگاہی کے واسطے اور اس تحقیق کے لیے
 کہ قدیم شہرِ نہاد بابل کس مقام پر واقع تھی میں اس گردش اور سفر سے اپنے تمام زمانہ قیام و طیرت
 میں بہت کم خالی رہا ہوں۔ پورے دن کے آٹھ گھنٹے تک صرف اس کام میں نہر بہر کر
 سفر کرتا تھا اور گردش کرتا رہتا تھا اور چہ روز تک میری ہی حالت رہی تھی اکثر میرا یہ سفر سواری
 پر ہوا اور ساتواں جبکہ مجھے اس سفر میں گذرنا تو میں نے پورے بارہ گھنٹے اس تلاش اور تجسس میں
 ضائع کر دیئے تھے کہ میں مشرک بنگاہ کی تحقیقات کی اصلیت کا ثبوت حاصل کروں۔

مگر کیل اپنے سفر نامے میں کہتے ہیں کہ میں اور میرے ہمراہی مع دیگر سیاحوں کے اپنے دورانِ
 سیاحت بابل میں عرصہ تک اسی بات کی تلاش میں مصروف رہے کہ بابل کی اصلی شہرِ نہاد کی بنیاد
 کا کوئی نشان ملے مگر یہ سب محنت ضائع ہوئی اور کبھی موقع پر کوئی نشان ان قدیم دیواروں کا
 مجھے نظر نہ آیا پس میں اس تحقیقات سے تنہا کر یہ امر یقینی طور پر کہتا ہوں کہ بابل کی بربادی

اور اسکی دیواروں کی مسامری اور نیست و نابود ہونے کی نسبت جو کچھ حکم پیشکاہ خدائے عظیم سے
 ہو چکا تھا اور جو کچھ ربانی پیشین گوئی اسکے خلاف لوگوں کو بطور اطلاع کے سنائی گئی تھی وہ تمام و
 کمال اسکی بربادی کی پورے طور سے مکمل ہو جانے کے لیے ایک خاص دستاویز ہے۔ اور یہی
 مسیحی کی ان الفاظ کی پوری تصدیق کرتا ہوں کہ درعیض او طریق دیواریں شہر سپاہ بابل کی
 بالکل منہدم ہو جائیگی اور نیز پیشین گوئی بھی جو بابل کی نسبت ہوئی پورے طور سے صحیح ہوئی
 کہ بابل کی بربادی ایک عجیب آئینہ منظر ہوگی اور جو کوئی شخص بابل کو جائیگا وہ تعجب ہو گا کیونکہ سمجھتے
 یہ خیال کرنا نہایت مشکل ہے کہ بابل دراصل کیا چیز تھی اور ایک چشمہ یہ شہادت اس بات کو بغیر تعجب کے
 اور کچھ اندازہ نہیں کر سکتی کہ اسکی موجودہ حالت کسی قسم کے آثار قدیمہ میں داخل ہے۔ مسربراٹ
 پورٹر جو حق ان کہنڈروں کی حالات دریافت کرنے کے واسطے آمین داخل ہوئے ہیں تو وہ
 کہتے ہیں کہ جیسے کسی مقام پر قدر جو شہ اور زمانہ کی بے ثباتی کا خیال نہیں پیدا ہوا جیسا کہ اس
 مقام پر پہلچاں جیسے یہ کہا گیا تھا کہ آجکے شہر سپاہ بابل کے قدیم دروازے سے جوے تھے جو باطل
 منہدم اور جزئیات حالت میں آنکھوں کے سامنے پنا ویران منظر پیش کرتے تھے۔ کیتان سبکی
 کہتے ہیں کہ میں اس حالت کو کسی طرح نہیں بیان کر سکتا ہوں کہ جو اس کہنڈروں کے مجموعے کے
 سلسلے اور دیرانوں کی عظمت اور طول و طویل دائرہ کو دیکھ کر میرے دل وہ طغ پر طاری ہوا
 کیونکہ اسوقت سوائے دیرانی اور ہوناک بربادی کے جو چار طرف جانی ہوئی تھی۔ جیسے او
 کچھ ہی نظر نہ آتا تھا۔ بہر حال جس طرح زمین کی غوبیوں کا دارالصدر پامال اور تباہ و برباد ہونا
 اسکی بابت ذیل کی عمارت قابل غور ہے۔ مسربراٹ پورٹر اپنے سفیر نامہ میں کہنڈروں کے
 حالات کے تحریر کرنے اور اسکے نہایت مسلسل اور دیران مناظر کی تفصیل لکھنے اور نیز اس امر
 کے ظاہر کرنے کے بعد کہ اسوقت شہر بابل کی موجودہ سطح کی کیا حالت ہے اور اسکی عمارتوں
 کی قدیم بنیادوں کی نسبت کسی قسم کا اندازہ کہ وہ کہاں پر موجود ہیں اور نیز اس امر کا اظہار
 کرتے ہوئے کہ موجودہ دیران اور برباد شدہ ٹیلوں کا سلسلہ کیسے کیسے عیب آثار قدیمہ کو
 اپنے پہلو نہیں چپائے ہوئے ہے یہ کہتے ہیں کہ اس دیران سطح کا تمام و کمال منظر ایک عجیب
 اندوہ اور خاموشی کی حالت میں ہے۔

عظیم الشان دریائے فرات کی لہریں یا خود نہر فرات ایک نہایت تنہائی کی حالت میں سطوف
 آواز گردی میں مصروف ہے اسی حالت اسوقت اس قسم کی ہے کہ گویا نہایت آرزو مند سیاح

ان ویرانوں کے قریب اس تباہی رسیدہ دارالسلطنت کے طواف میں مصروف ہے۔ اسکے کنارے
 نرگس کے جھلکے کچھ دور تک پیچھے ہوئے ہیں اور اس مقام پر جہاں قیدیان بنی اسرائیل اپنے بطن
 اور جنگ بجاتے تھے نرگس اور عجیب قسم کی گہاس ہر طرف اُگلی ہوئی ہے بہر حال اس وقت اس
 تباہ کو دیکھنا چاہیے جو یہ ویرانہ منظر ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ موجودہ حالت
 میں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکستہ چوٹی چوٹی پہاڑیاں شاہی اہوان تھے اور یہ جو لمبے
 سلسلے میں چند ٹیلے دکھائی دیتے ہیں یہ شہر بابل کی سرنگین تھیں اور اس نہایت عبرتناک تنہائی
 اور خاموشی سے متکبر اور زیاںکار و ختر مشرق و شہر بابل کی روزانہ چہل پہل اور گر جو شہر ان کی
 عجیب نشان ملتا ہے اس وقت اس کی بربادی اور خرابی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کا نام
 و نشان نہ باقی رہنے والا تھا اور نیز یہ کہ اس پر کھڑے کھوڑے رنگینے نظر آنے لگے تھے۔ ایسے
 محلات سے بدکردار ٹوٹی ہوئی پہاڑیاں جو گین اور سٹونوں سے منقلب ہو کر ایک طویل سلسلے کا
 ملکہ بن گیا اور بہ حالیکہ یہ مقام دنیا کا تخت گاہ سمجھا جاتا تھا وہی اب تاریکی اور خوف اور دہشت
 کا خزان ہو گیا ہے۔

بجائے عظیم الشان غلطہ طرب و شادمانی کو جسکے باعث شہر بابل کی شکستہ فراہی اور زندہ دلی
 شہر ہوئی ہر طرف محشری خاموشی چائی ہوئی ہے گویا موت اور مہدومی کا بار اس سب سطح پر
 ڈال دیا گیا ہے جسے ایسے پر ساز و سامان اور زندہ دل و سعت آبادی کو ایک نہایت گھمنہ
 شہر غموشاں کی شکل کر دیا ہے اور وہ مقام جو دنیا کے ہر ایک قسمی چیز کا مخزن تھا اور جہاں دنیا
 کے خزانے ہر ایک طرف سے اکرجع ہوتے تھے اور جہاں قیدیان بنی اسرائیل کا اس قسم کا
 قید خانہ بنا ہوا تھا جسکا قیدی تمام عمر نہیں چھوٹتا تھا اور جہاں مظلوم بیروں سے بچہ محنت
 اور مشقت لیجاتی تھی اور جسکے دنیا کی ہتھارا قرام جمع تھیں۔ بڑے بڑے تاجداران باحمت مجا
 جسکے دروازوں کو اپنا محترم دائرہ گاہ اور ماس جاسے تھے اور تمام زمانہ کے سردار اور
 حکمران جسکے نام اور حکمی طرز حکومت اور دولت مندی اور جبروت و جلال سے حد کرتے
 اور ہمیشہ کا بچتے رہتے تھے اور جہاں کا حسن و جمال اور علم نجوم و سیریت اور سنگتراشی
 اور مختلف صنایع اس وقت دنیا میں لاثانی خیالی کی جاتی تھیں اور جسکی نہایت بازرب و زینت
 سیارات شاہی اور بلخ اور عدالتیں اور تختانے دنیا کے انسانی صنایع اور عظمت و جبروت
 کے لحاظ سے بطور نظیر و مثال پیش کیے جاتے تھے اب وہی بابل ہے کہ جسکی آثار قدیمہ کا نشان

بھی شکل سے قلم ہے چار طرف وحشت اور عبرت چائی ہوئی ہے اور سولے دیرانی کے اس
 عظیم الشان شہر کی کسی شے کی ہستی کا یقین ہر ایک سیاح کو شکل سے ہوسکتا ہے۔ وہ جگہ جو
 ایک زمانہ میں نہایت وسیع البیان دار السلطنت اور گویا طرح کی خوبصورت ایوانوں اور
 عمارت کا معدن اور سکن تھا اور جسکی آبادی کا اندازہ ساٹھ لاکھ آدمیوں تک کیا گیا تھا اور
 جسکی فوج کی تعداد تمام دنیا کی سلطنتوں سے مجموعی طور پر پانچ حصہ زیادہ تھی اور جو
 اور سرسبز سی اور کاشت کے طریقوں سے انتہائی نفع حاصل کرنے میں دنیا کے ملکوں کے
 واسطے بطور تقلید پیش ہوتا تھا اور جو دنیا کی تمام گورنمنٹوں اور حکومتوں کی عزت اور احترام
 کا باعث خیال کیا جاتا تھا اور جسکی وسعت اور انتہائے آبادی کی نظیر اسوقت تک دنیا کے
 کسی آباد شہر سے نہیں مل سکتی ہے اسوقت ایک ہوکا مقام ہے اور جو درجہ ویرانی میں پڑ چکا
 ہے یہوم سوزان کی ان مقامات کے تختستانی ٹیلوں کو جہاں ہی ہے جہاں نیم وصال سے
 انسانی دماغ ذہنت اٹھاتے تھے۔ آفتاب کی شعاعیں اس سطح ارض کو تہہ نہا دیتے اور
 اسکی قلب ہایت کرانے میں مصروف ہیں جو اپنی لاشانی خوبصورتی سے ایک زمانہ میں نظری
 میں مشہور تھیں۔ اب وہاں نہ کوئی انسانی آبادی ہے اور نہ کوئی اس مقام پر بود و باش
 کرنے کے لئے توجہ کرتا ہے اور نہ کوئی عمارت بنائی جاتی ہے اور دنیا میں اور بے انتہائے
 اس حال عجز و تنگ کو دیکھتے گذر گئی ہیں کہ کسی انسانانی ہستی نے وہاں کبھی آباد ہونے کے واسطے
 گذر کیا ہو۔

جس جگہ ہمیشہ تمام اہل عرب و تمام تجارت اور سیاحت کی غرض سے وارد ہوتے رہتے تھے
 اور دنیا کی سوداگری جس مقام کے لئے خاص چوٹی تھی اور جو عرصہ دراز تک خرید و فروخت
 کا ایک نہایت عظیم الشان بازار بن گیا تھا۔ جہاں ایرانی قایم اور ضرورتی اور ہندوستانی شہت
 کے نہایت خوشنما اشیاء اور ہر قسم کا رومی پارچہ اور افریقہ کی عجیب صحرائی قسمتی پرند اور جزائر
 کے طرح طرح کے طیور اور چوپائے سوداگری کی غرض سے جمع ہوتے تھے اور جہاں بیچ
 گانے سے ہر گلی کوچہ میں کان بڑی آواز نہیں سنائی دیتی تھی جو خوشی اور شادمانی کا سکون
 تھا وہی مقام اسوقت ایک عجیب ہولناک ویرانہ نظر آتا ہے نہ وہاں گن عربوں کی خیر
 و کھائی دیتی ہیں جسکے آزادی اور دلاوری نے اہل کالیدیا کو یہ زمین نشین کرویا تھا کہ وہ جہم
 بت پرستی کے ہنجیال ہونے کے یہ قوم ہماری شریک ہوئی اور نہ کوئی بازار ہے جسکی

نمود اور رونق اور بجگی آمد و رفت اور آئینہ در و ندر سے شہر بابل انسانی بھل ایک زمانہ میں مشہور
 تھا اور وہ رونق دار گز گز گاہیں اور وسیع شہر گہیں ہیں جنہیں امر اور سرداران بابل اپنی سواروں
 پر تغیر کر کے واسطے نکلتے تھے وہ آویزان بارخ جنگی جہت ناک طرز تعمیر نے بابل والوں کے دماغ
 میں ایک متشعر غرور پیدا کر دیا تھا اب ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور جہاں بادشاہی محلات
 تھے وہاں شیشے کے کانوں کا سلسلہ دور تک نظر آتا ہے آویزان گلزار اور بارخ جہاں ہمیشہ تازہ
 پری جمال اپنی دلفریبی اور رعنائی سے وارستہ مناظر کے دلوں کو پال کیا کرتی تھیں اب
 اس جگہ پر تباہ کر دیا ہے اور طرح طرح کے حشرات الارض ٹپکتے ہیں وہ مقام جہاں شہنشاہ
 اپنی تاریکی اور وسعت میں ایسے مشہور تھے کہ ان میں عید پوشیدہ خزان و دفائن موجود ہیں
 اب انہی یہ حالت ہے کہ ابھی انیش تک نکال لی گئیں اور سولے بیستار گڑھوں اور ایسے تالابوں
 کو جن میں اپنی طغیانی کے زمانہ میں دریا کے فراٹ لبریز کر دیا ہے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے ایک
 ایسا تباہ و نہایت در وناک اور ہمیشہ عبست حاصل کرنے کے واسطے
 انسان کو بستا دیا گیا ہے کہ شہر بابل جو دنیا میں ایک نہایت ہی باجاہ و جلال اور تہ
 دنیا کا سراج یقین کیا گیا تھا کس طرح ایک ایسا ویران نظر ہو گیا انکی یہ حالت بیمار سی خود
 کے قابل ہے کہ حکم آوروں نے کس طرح سرنگیں لگا کر تخت زمانوں میں انکی زمین کو تہ لایا
 کر دیا تھا اور کس طرح گروہ کے گروہ اور دنیا کے تمام اقوام کے خلاف جنگ و جدل اور حملوں کی
 پیرا وہ میو گئی تھی ایک ذرا بھکوں قوموں کی کثرت پر لکھا کرنا چاہتے تھے جنہوں نے بابل کی تباہی
 پر کڑا غصہ ہی تھی اور نیران بادشاہوں کی پورش کو ہم سچیں جنہوں نے ساحل سمندر یا بابل
 کے حدود سے نہایت خلیفہ حاصلے پر اس بات کا عزم کیا تھا کہ سہ زمین بابل کو متغیر کریں اور
 نیز سات کو خیال کریں کہ کس طرح مزدوری پیشہ اشخاص نے انکی زمین کو اینٹوں کی غرض سے
 کھود کر شیشے کا ڈیمیر کر دیا ہے اور نیران جہنوں اور تالابوں کا اندازہ کریں جو شہنشاہ ویران
 مسلسل ٹیلوں میں موجود ہو گئی ہیں اگر وہ اس جہل کو یاد کرنا چاہتے جو کھڑکرو دئے اپنی باجگاہ
 پر بنایا حضرتوں سے ایک ایسے محیط میں جو میں میل سے کم نہیں تھا دریا سے فراٹ سے
 خاص ہتمام کے ساتھ بنوائی تھی اور نیز اس نہایت رفیع شان تجا نہ نرنگ کو جو اہل بابل
 کی خاص عبادت کا تصور کریں اور پھر کس جہات کو دیکھیں کہ وہی ایک جلا جلا پہاڑ ہمارے
 شہر پر عبادت کے دیوانی اور بربادی کا منظر بنا جو انظر آتا ہے جیسوں شہر تباہ

جو چالیس فیٹ بلند تھا اور اس تجانہ دیلیس کا مندر کی چوٹی پر نصب تھا۔
 تمام دیوتاؤں کی سورتیں زمین پر توڑ کر پیکر ہی گئی ہیں اور ان کے دروں کو خاک میں ملا دیا گیا کہ
 ان نہایت باشان و شوکت مذہبی تقریبوں اور سالانہ بارونی تیواروں کو ہی پیش نظر رکھنا
 چاہیے جو فرمانروایان بابل کے عہد میں بڑی سرگرمی سے ہوتے تھے یہ تصور ہی اسکے
 ساتھ ہی ہونا چاہیے کہ ہم سلطنت بابل کی نہایت ہی آبادی اور سرسبزی کی حالت میں ان
 تمام عمل کو چوں میں پھر رہے ہیں جہاں ہر طرف رباب و ربط و سرود کی آوازوں کے ساتھ
 اور کچھ ہی نہیں سنائی دیتا ہے اور بل شیراز کی تہہ پار کو بڑے دھوم سے ملایا جا رہا ہے
 اور نہایت ناخدا ترس اور ظالم سرداران سلطنت بابل ان سرسری نظروں میں جو زلیوئے غلغلا
 بیت المقدس سے سخت ضرورٹ کر لایا تھا بڑے جوش و خروش کے ساتھ باد و باران کی
 اور بے نعل و عیش شراب نوشی میں مصروف ہیں اور ہر دفعہ ہماری پیش نظر اسی مقام پر
 ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ ہمیں سوائے جنگی جانوروں اور وحشت الارض کی ہر ایک
 آوازوں کے اور کچھ ہی نہیں سنائی دیتا ہے اور جو اس کثرت اور فراوانی کے ساتھ ان
 مکانات میں جن میں باشا اور امرا اور ارباب دولت و ثروت تھے ہرے ہوئے ہیں کہ نہایت
 انکاشا نہیں کر سکتا ہے ہر طرف آوازوں کے آشیرانے اور چمکا دروں کے ممکن ہو
 ایک نہایت عجیب خواب کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

ہر طرف ایک ایسے مقام پر جہاں انسانی نقص و سرور کا ایک عجیب و غریب منظر تھا ہمارے
 نظر کے سامنے وہ سمان لایا جاتا ہے کہ جس میں جنگی درندوں کی قطاریں گردش کرتی ہوئی
 دکھائی دیتی ہیں اور جس طرف نظر اٹھ جاتی ہے سوائے انکی چمکا دروں کے اس میں
 قطع کے ساتھ اور کچھ ہی نظر نہیں آتا ہے کہ جو ان درندوں کا وقت ایک اصلی ظن اور
 قدرتی ممکن معلوم ہوتا ہے ہر طرف آوازوں کے غار اور نہایت زہریلے سانپوں کی بانٹیا
 ایک ایسے شخص کو جو اس طلسمات دنیا کو تصور میں دیکھنے لگا ہو کیسا مکرانہ اور حسرت بنا سکتا
 ہے۔ تمام درجہ بدرجہ اور محراب در محراب اور میزان باغ و سوقت ایک پہاڑی ٹیلے کی صورت
 میں نظر آتے ہیں اور انکی اکابرش ایک سطح قوت اور تباہی کی وسعت میں بدلی ہوئی ہیں
 دہائی دیتی ہے۔ دنیا کی تمام زیب و زینت جو بابل کی آراستگی ایک ہر طرح سے
 آردہ انسانی کے واسطے دوائی تھی اب وہاں اب دیرانی اور بربادی کے ساتھ اظہار

ہو گئی ہے۔ اسکے نہایت حیرت انگیز تشکوفے اور دلفریب نقیص اور نہایت سرسبز اور عجیب و
وغریب سایہ دار درخت اس وقت ایک خاک کا ڈھیر نظر آتے ہیں۔ اور ان پر مے اور سٹی کا ایک
پہاڑ مٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے ہر طرف گیدڑوں اور مختلف درندوں کی آوازیں گونجی رہتی
ہے۔ جہاں طیور خوش الحان کے زمزمے اور عندلیبان نغمہ سرسکے چھچھے بلند رہتے تھے سب
مختصری خاموشی زبان حال سے ایک سیلح کو یہ سن رہی ہے کہ سوائے خدائے ذوالجلال
کے ہر ایک شے مجھانے والی ہے اور نیز خدائی یہ نافرمان بندے کس حال غراب سے منیت
و نالود ہو کر آئندہ کے واسطے اپنی زندگی کا ایک عبرتناک نمونہ چھوڑ جاتے ہیں وہ محلات
شاہی بچنی زیب و زینت دلفریب میں مشہور تھی اور وہ امرا اور صاحبان دولت جو بڑے
بڑے سرگرد ہوں اور اپنی مصاحبوں کے ساتھ اس نگار خانہ عشرت میں نہایت مغرور
زندگی بسر کرتے تھے اور جو خدائے ذوالجلال کے نام اور احکام سے بالکل غافل تھے اب انکی
یہ حالت ہے کہ نہ تو انکا کوئی نام لینے والا ہے اور نہ انکی نذوق برتن پوشاکوں کا پتہ ہے اور
نہ انکی تعمیرات کا نشان ہے جسیر انکو اس قدر ناز اور غرور تھا اور نہ انکی وہ شان و شوکت نظر آتی
ہے جسے بالکل غیر فانی سمجھتے تھے انکا جسم خاک میں گلیا ہے انکا گوشت پوست خاک کی
خوراک ہو گیا ہے اور انکی خاک جسم اس وقت شجلی جانوروں اور حشرات الارض اور درخت
سیاحوں کی پامالی میں ہے۔ نہایت عریض و طویل اور رفیع البیان شہر بناہ بابل اب کہاں
ہے وہ تاریخی مقام جہاں سائرس (کیکاؤس) اپنے عظیم الشان اور جبار لشکر کے ساتھ
دیواروں کی نیچے نیمہ زن ہوا تھا بھلا کوئی بتائے تو سہی کہ کسی جگہ یہی اسکا نشان نمودار ہے
وہ جگہ جہاں بابل کی بربادی اور تباہی کے پیلے دنیا کی تمام اقوام متحدہ انخیال ہو کر فراہم
ہو گئی تھیں اور جنگو اپنی عجیب و غریب منصوبوں میں کمال کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ اب
ایک ایسا فرضی مقام سمجھا جاسکتا ہے جسکا وجود خیالی صرف افسانہ نویسوں کے کالہ
سمجھے جانے کے قابل ہے۔ ایک ذرا اس خیالی مقام کا اندازہ کیجیے جہاں انکی شہر بناہ کی
بنیادیں قائم ہوئی تھیں اور جواب بڑے بڑے محققوں کے دل و دماغ میں ایسے اپنی
جہلک دکھلاتا ہے کہ ہم انکی ہستی کے مجھانے پر عورت حال کریں اور انکی تباہی کے استا
اور اس نہایت ہولناک انقلاب سے اس قسم کا نتیجہ حاصل کریں جو انسانی ہستی کی آئندہ
نسلوں کو سستی خدا پرستی کی یقینی سمجھنے کے لیے ہوا اور جسے ایسی عبرت انگیز بربادی

اور ایسے زبردست اور اندوہناک ایک نہایت وسیع عالم انسانی کی غرض سے ظہور پذیر ہو گئی
 تھی۔ سبکو سبابت کا تصور لازم ہے کہ بل شیرجی بادشاہت اور شوکت فرما زوائی نے
 خانانِ بخت نصر کے نام و نمود کو دائرہ خط و جبروت کی انتہائے نقطہ پر پہنچا دیا تھا
 اور سبکی آرزو اور تشاء کے بموجب سلطنتِ بالِ تمام دنیا کے لئے ایک نہایت باجاہ و جلال
 مرکز بھی گئی تھی اسکے افعال کس طرح کی نفرت انگیز تھے اور ان خطرناک اور مکروہ افعال نے
 یہہ مصیبت انگیز انجام ہمیشہ کے لئے قائم کر دیا۔ وہ اسکا اب جھٹانہ غرور کہاں ہے اور
 اسکی مصنوعی جلال و جبروت اور مالی شوکت کا کہیں نشان ہی نہیں ہے اور یہی نتیجہ اس
 امر کا بھی ایک خاص غنہ ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور وہ خدائی ذوالجلال ہی دنیا اور اہل
 دنیا کا خالق اور من جمیع الوجہ اسے حکمران ہے۔ اور اسکی مخلوق میں جو کوئی نام آوری اور نمود
 کی نظر سے سربرآوردہ شمار کیا جاسکتا ہے وہ صرف اسی کی نظرِ رحمت اور تفصیل کے باعث
 ہے ورنہ دراصل ہر قسم کی مخلوق اپنے وجود میں سراسر محتاج ہے اور اسکو اپنے درجہ او
 اقتدار کی حالت قائم رکھنے میں اپنی ذاتی ہمت اور جذبات فسانی سے کوئی ہی فائدہ
 نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فلسفے ابدی اسی نہایت مکروہ مغرورانہ خصلتوں کا نتیجہ ہے اور
 ایک ایسی ہستی اپنے خالق کے فراموش کر دینے اور اسکے احکام کو ہلا دینے سے ظہور پذیر
 ہوتی ہے کہ جو قوت وجود کو بالکل ہی فنا کر دیتی ہے اور جبکا ایک اونے نمونہ ہماری شکایت
 کے سامنے بال کی متکبرانہ زندگی اور اسی خاتمہ پر خیال کرنے سے ہماری پیش نظر ہوتا ہے
 صرف اس خیال پر کہ ہماری ہستی ہمارے اعتبار میں ہے۔ یقیناً ہلکا لدا کو ایک ایسا انقلاب
 برپا کر رہا جسکی فیلکس تبدل اسنے خلقت، دنیا سے اسوقت تک نہیں ملتی ہے اور محض اس
 وہو کہ سے کہ جو کچھ اہلِ باطن کے کرتوت ہیں وہ انسانی زندگی کے خول اور عمدگی کے واسطے
 فطرتموزدان و مناسب ہے انکی مجموعی قابلیت اور جمال اور دانشندی ایک ضبط کا معیار
 ہو گئی۔ شیارِ سلیم اور صد ہا پیشین گذر گئیں اور گذرتی چلی جاتی ہیں اور اسی طرح گذرتی چلی جاتی ہیں
 لیکن شہرِ بابل اور اسکے منکبر باشندوں کی ہستی اسطرح نہایت عبرتناک خواب مرگ میں ہے
 اور کوئی بھی اس یقین کی صورت نہیں ہے کہ انہیں جس جہانِ خانی میں نام و نشان کے باقی
 رہنے کے اعتبار سے کہی کر دے بدلتے کا بھی خیال ہو گیا اور کیونکر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ انکی
 زنا کاری اور نادہ پرستی اور شہید شدہ فراموشی نے اسکے قوائے روحانی کو بالکل فنا کر دیا ہے

اور وہ خاک کا ڈھیر اور طویل ٹیلوں کے سلسلے جو ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں صرف اب اسی
 لیے باقی رہ گئی کہ کچھ عرصہ کے بعد انکی ہستی کی یقین کو صفرِ عالم سے محو کر دیں۔ اس موقع پر کہ
 جہاں دولت اور ثروت اور سرسبزی اور شہت و اجلال کی نسیم و صبا کے چھونکے دل و دماغ
 کو بخود دیکھ دیتے تھے اگر کوئی ستیاچ اور سافرنظر تحقیق حالات ایک سمت کھڑا ہو کر چار
 طرف نظر ڈرائے تو سوائے فنا و نیستی کے آوازوں کے اور ان مٹی کے انباروں کی جو ہر طرف
 ہی جھرتا کہ اور ایک عجیب افسردگی آلود منظر کا مجموعہ ہیں نہ وہ کچھ دیکھ سکتا ہے اور نہ سمجھتا
 ہے اور نہ کچھ سن سکتا ہے اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بال اعظم بخود دنیا کی نگاہوں کے واسطے
 انسانی عجیب و غریب خیالات اور صنایعوں کی ایک عجیب غریب نشانِ شمال تھی اور جسکو
 صرف الفاظ حیرت و تعجب کے واسطے ہر ایک حالت کی بابت ایک خاص اختیار حاصل تھا اگر
 موجودہ نیستی اور بامالی اپنی ہستی اور قیام اور زیب و زینت کے زمانہ سے زیادہ تعجب انگیز
 ہے تو فلوئی کی گرد و گار تو اس سے زیادہ اپنی زندگی کے واسطے کوئی موزوں کامیابی نہ
 دیتے تھے وہ نہیں کہہ سکتی تھے۔ اگر نہایت ہی عمیق نظر سے دیکھا جائے تو اسکی بربادی کے نہ
 کیسے اہم اور ضروری تھے اور نیز ان قرین اور حساب پر خیال کریں جسے بابل کی اصلی حالت
 کسی نابین یا ضرور معدوم ہو جانے والی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعات اور حالات۔ یہ
 کیسے عظیم تغیرات کا نمونہ پیش کرتے ہیں اور جو حالتیں ابتدا میں اپنی ہستی قائم کرنی چاہتی ہیں
 وہ بعض صورتوں میں اپنے خاتمہ کی نظر سے کسی ہولناک اور عبرت انگیز ہو جاتی ہیں۔
 شہنشاہ کیمبر یا کیکاؤس کے حملے سے قبل کوئی شخص یہ بدگمانی ہی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ
 انسانی جنگل (بابل، بابل ایک ویران اور وحشی درندوں کا مسکن اور زمین ہو جائے گا اور جو
 کے وہ منظم جو اسے یرودشلم اور یہودیوں کے ساتھ کیے تھے وہ اسکے نام اور خاندان
 اور ملک کو آخر کار اس طرح شکارِ شہ کے ایک زمانہ میں سوائے افسوس اور گمان کے اسکی بربادی
 زندگی اور ضرور نہ ہوتی تھی بلکہ اور کچھ بھی نہ باقی رہ گیا۔

نہروں کے زمانہ سے دار کے حملے تک جس قدر بلیں اس ملک پر حکمران ہوئیں وہ سب کے سب ایک
 حالت میں اپنی طرز زندگی کو پورا کرتی رہیں اور انکی ماوہ پرستی اور زنا کاری اور فساد فرما کر
 کو ایک ایسا مسلسل استحکام اور ترقی دیتی رہی کہ ایسے ذلیل خود سری اور نہروں کی فیلڈسٹرن تھا
 کہ یہ نہروں کی طرز عمل سے ہی نہیں کہتی تھے۔ اور شاید انسانی فساد پرستی کے نہایت

غلط اور سر اسر قیاسی اھول کے ساتھ اپنے فاسد تخیلات پر کار بند رہنے اور جنہیں
فطرت انسانی اپنی آخری زندگی کے واسطے نہایت خطرناک سمجھتی ہے ان باتوں یا طرز
عمل کے معیشتین کرنے میں جب قدر اہل باطن متفرق تھے اس سے زیادہ عجیب کوئی بھی
عمل قصص الاصلام اور دیگر قدیم تاریخوں میں نہیں پایا جاتا ہے بہر حال ایک مریخ کی حیثیت
سے اگر زوال سلطنت بابل کے اسباب کو ظاہر کیا جائے تو سب سے مقدم یہ امر ہے کہ قدیم
تاریخوں پر ایک مبطلہ اور گہری نظر ڈالی جائے اور ان سے ان اختلافات کی بابت خاص حکم
کیا جائے جو ایسی ایک نہایت قدیم زمانہ کی تاریخ کے واسطے ضروری ہے اور اسکے ساتھ
اس کے آثار باقی ماندہ کو بھی نہایت متفقانہ نظر سے قلم بند کیا جائے مگر ایک نہایت ہی وسیع
ذخیرہ واقعات اور سزاوارتوں کی پامال شدہ حالات کو عمدہ بنیاد و تفصیل کے پیمانہ پر پیچھے
دکھانا نہایت ناظر تمام تاریخ بابل کا لکھنے سے ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ امر ہر ایک مضبوط
ہے کہ کیسے کیسے عظیم الشان تغیرات اور انقلابات کے اندر نہایت سنجیدگی کی سلطنت بابل
کے آثار باقیہ میں پوشیدہ ہیں اور ان کی فہم و تالیف میں کسی وقت اور مشکل و بوجھ نہ تھی
یہ تاریخ بابل جس پر دوازہ شریع کی گئی ہے وہ ایک عجیب و غریب منظر پر بیان اور مختلف برتانات
ساکنات کے مجموعہ کی ساتھ اب ختم ہوتی ہے اب صرف اسکا ایک نہایت مختصر تذکرہ باقی
رہ گیا ہے اور محض اس خیال سے وضاحت کی ضرورت ہے کہ جب قدر پیشین گوئیاں کتب سماویہ
میں اسکے زوال کے واسطے موجد ہیں اسکے بوجھ اسکی بربادی کے حالات تمام و محال
لکھی گئی ہیں گو زیادہ سب حالات ایک جگہ کو دیکھنے کو ہیں جو پیشین گوئیوں کے دھڑکے پر وقتاً
وقتاً بابل کی بربادی کی بابت ظہور پذیر ہوتی رہیں۔ ایک مافکر کتاب ان فیصلجات آسمانی کو جو
اسکی بابت سلسلہ واقعہ ہوئے تھے نہایت صراحت کے ساتھ دیکھ سکتا ہے اور نیز
ان اصلی واقعات کو کم و بیش ملاحظہ کر سکتا ہے جو بارگاہ قادر ذوالجلال سے اسکے لئے اتھار
خلقت ہی سے بطور عجز و خوارت اسکے ساتھ پوشیدہ چلے آتے تھے۔ کیا اس سے بہرہ امر
نہاں نہیں ہوا ہے کہ بابل کے خلاف ہر ایک مشا ویر دی پورا نہیں ہوا اور ہمارے
ساتھ ایسا موقع اسکی بابت پیش نہیں ہو گیا۔ جو سر اسر قیاسی کے خدوخال سے مرکب ہے
اگرچہ سلوم اور عورہ جو کسی زمانہ میں مشہور شہر شفاقت اور ثبات پرست شہر بنیاد ہوئے
اور حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ میں انہر شہر بد عذاب نازل ہوا تھا اور اسکے علاوہ اور بھی بہت

اقوام اور ملک ایسے ہیں جن پر نافرمانی آپہ کی وجہ سے متواتر عذاب نازل ہوتے رہے اور خود قوم بنی اسرائیل بھی اپنی نافرمانیوں کے باعث اکثر اوقات طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہی مگر حضرت بابل کی بربادی اور بامانی ہوئی ہے وہ اس بات کی نظیر اور آئینہ کاسۂ منہ ہے ہمارے نگاہوں کے سامنے پیش کرتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی قوم اور ملک نے خدا کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کسی قوم میں اس قدر ثروت اور دولت اور جاہ و چشم دریافت ہوتا ہے اور نہ کسی قوم اور سلطنت کی تنہائی کے واسطے اتنی پیشین گوئیاں کتب سماویہ کی بنیادی جاتی ہیں جو درحقیقت حرف بہ حرف پوری ہوئیں کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بھی صد اقساط اس پیشین گوئی کی ایسی باقی رہ گئی ہو جس کا ظہور بادی کو بطور گواہ نہ ثابت کرتا ہو اور کیا روئے زمین پر کوئی ایسا مقام ہے کہ جو اس قدر شدید بلاؤں کا مرکز ہو گیا ہو کہ اسکی صورت بھی تلاش کرنے سے نہ مل سکتی ہو۔ اس امر میں ذرا ہی اختلاف نہیں ہے کہ نسل انسانی کی محافظ خانہ دل و دماغ میں ایسی کوئی بھی نہایت مشترک اور عجیب و غریب حالت جیسی کہ زینت و شوکت و شان اور رونق بابل اور ایسی سرسبزی اور پھراہنگی نہایت ہی عجیب و غریب بربادی کی کیفیت ہے موجود ہو۔

یورپ اور ایشیا کی عالی دماغ ستیاہوں نے نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے مورخانہ اور تحقیقاتی طور پر پہلے کی تلاش کی کوشش کی ہے کہ ذوال بابل کی پیشین گوئیاں کتب سماویہ میں موجود ہیں انکی صحیح اور مکمل ہونے کا کوئی ذریعہ ہے تو انکو مفصل حالات اور واقعات خرابی بابل اور ان کے تہذیب و تمدن کے دیکھنے سے جو میلون تک بر باد شدہ سرزمین بابل میں نظر آئے ہیں اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے کہ درحقیقت یہ پیشین گوئی رہتانی تھیں اور جو کچھ ذوال اور بربادی بابل کی بابت کہا گیا تھا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا۔ دنیا کی مختلف اقوام اسکی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئی تھیں اور شہر بابل کا محاصرہ بڑی سرگرمی کیا گیا تاکہ اسے تباہ کر دیا جائے مگر خود شاہ بابل اپنے خاندان کے ساتھ مارا گیا اور شہر عظیم الشان شہر نہا کی دیواریں نیست و نابود ہوئیں۔ بیل مع اپنے بچے ٹوٹ کر باطل ہو گیا ہو گیا۔ سرزمین بابل میں ہر طرف ویرانی اور بربادی محیط ہو گئی۔ میٹر و ڈیج کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اسکی تمام زیب و روف معدوم کر دی گئی۔ کیکائوس نے جو خدا کے نبی اسرائیل کے حکم سے بابل پر حملہ آور ہوا تھا اپنی زبردست حکومت و ماں قابیل کی پیرس محمود اور مجولائپ کی قدیمی روفت اور زنگاری ایک افسانہ ہو گئی اور باغیائے آویزان کا نام و نشان

ہی نہ رہا اور جس قدر دیوتا اور دیویاں اہل بابل اور اہل کالدیہ کے نزدیک واجب الاحترام
 اور قابل پرستش قرار پائی تھیں انکی مسامری اور بر باد دی کی یہ حالت ہوئی کہ بالکل خاک میں
 لگیں اور وہ محلات جو بڑے بڑے بادشاہان ذی جبروت اور باجاہ و جلال شاہزادوں کی
 مسکن تھی ایسی آتش عالم سوز سے جلا دی گئی کہ جسکی بابت انسانی عقل نہایت حیرت کے ساتھ
 کوئی قیاس نہیں قائم کر سکتی کہ وہ کس طرح جلائی گئی۔ انکی زمین اور مکانات اور مصالحہ
 اور تمام عمارت شیشے اور نہایت سخت معدنی قسم کی ڈھپوں اور ٹیلوں کا سلسلہ ہو گئی
 وہ جیل جو ایک زمانہ میں تمام سرسبزی اور خوش فضا کے شہر بابل کے لیے بطور درج
 سمجھی جاتی تھی اور جسے اس شہر کے انتہائی ردیف کا انفرادی تہا صفحہ دہرے شہر
 کر دی گئی۔ بعض مصری بادشاہوں اور ایران کے فرمانرواؤں کی لاشیں انہیں میناروں
 اور دھجوں میں موجود پائی جاتی ہیں مگر بابل کی بادشاہوں کی ہڈیاں اور اسٹھے خاک
 ایک اس طرح معدوم ہوئی کہ اب انکی نسبت یہہر گمان ہی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ میں یہ لوگ
 ایسی بڑی سلطنت کے فرمانروا تھے اور تمام دنیا کی حکمرانی اسنے اختیار میں تھی یہ کہا گیا
 تھا کہ بابل کو اگر توڑ ڈالا جائے گا اور بابل کی دختر و شیرہ زمین کے اندر سرنگوں ہو کر دفن
 ہوگی، اگر کوئی محقق کوخ غور کرے تو انکی کامل طور سے تحقیق ہو گئی سلیں اور اسکا تہا نہ دنیا
 میں باطل بے نام و نشان ہے اور بابل کی آبادی زیر زمین اپنے اعمال کی یاد اش ہو گئی
 رہی ہے یہ پیشین گوئی تھی کہ بابل کا نام و نشان نہ باقی رکھا جائے گا، تو یہ ظاہر ہے کہ اس
 صفحہ دہرے کوئی حصہ اس آبادی کا تلاش کریشے ہی نہیں تھا ہے جو سرزمین بابل کی تھیں
 مشہور تھا اور شہر اسے سدوم اور عمورہ سے زیادہ خدائے قدیر نے اس شہر کو بے نام
 نشان کر دیا۔ ہر طرف خشکی جانوروں اور اتر و ہوں اور چمکا ڈروں اور طرح طرح کے خوفناک
 موذی درندوں کی مسکن اور بیشمار سوراخ اس قطعہ زمین میں نظر آتے ہیں جسے ایک زمانہ میں
 طلمات دنیا کا خطاب تمام اقوام نے دیدیا تھا اور جسکی زرمکاری اور حشمت و دولت اس
 زمین پر مان لی گئی تھی۔ کالدیہ کا علم ہیئت اور نجوم اب زیر زمین دفن ہے اور انکی آلات
 جرنیٹیل اور نیزہ اسباب جسنے اتنی اعظیو انسان اور ایسے رفیع المنزلت محلات اور تھانے
 اور حیرت انگیز بناائے گئے تھے اب بالکل پیشین گوئی کی موافق خواب و خیال ہو گئی
 بڑی بڑی سلطنتیں اور یکے کے جلیل القعد بادشاہ گذر گئے جنکو اس سرزمین کی حکومت

جمل ہوئی مگر نہ تو کسی کو ایسی از سر نو آباد کرنے کی جانب توجہ ہوئی اور نہ کوئی اسکو دوبارہ آباد کر سکا۔ اسوقت سبز زمین بابل کی نسبت صرف پیشین گوئیوں کو یقین کے واسطے اگر غور کیا جائے تو کثرت متعدد اور کثرت سے نشان موجود ہیں جو صرف مٹی کے ڈھیر کے سوا اور کسی خیال کے قابل نہیں ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اسوقت بابل کی زمین ہمارے سامنے ایک ایسے نمونے کا نقشہ پیش کرتی ہے جو اسکی آبادی کی قدیم حالت اور اسکی زوال عظیم کی ایک نہایت سچی اور عجز ناک تصویر ہے۔ صد ہا قبل مسیح اور پچیسین گزر گئی ہیں لیکن جیسے یہ پیشین گوئیاں پوری ہوئی ہیں کوئی شے ابھی مثل پوری نہیں ہوئی اور جبکہ اس امر کا خیال کیا جائے کہ بابل کیا چیز تھا اور کس جگہ آباد اور واقع تھا اور کیونکر برباد ہوا اور نیز یہ امر کہ جب کسی شے کی فنا کا وقت قریب آتا ہے تو ایک لمحہ میں اسکی حالت بالکل متغلب ہو جاتی ہے اسکو نہ دانشمندوں کی دانائی بچا سکتی ہے اور نہ بڑے اولوالعزم بادشاہ روک سکتے ہیں اور نہ دنیا کی کوئی ذرہ دست ترین قوت اسے حملہ سے محفوظ کر سکتی ہے اور بربادی ایک ایسی چیز ہے جسکے مقابل میں انسانی زندگی اگرچہ کسی بھی خوش منظر حالت میں ہو لیکن ایک دم میں رنج و غم اور حسرت و اندوہ کی صورتوں میں بدل جاتی ہے اور معدوم کی کا زلزلہ ایسا زبردست اور پر قوت ہے کہ گو دنیا کی کسی ہی طاقتور مخلوق ہو لیکن جبوقت اسکا اثر محیط ہوتا ہے تو کسی طرح اس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور پھر یہ سمجھنا بھی ضرور ہے کہ یہ سب امور اور یہ سب حالتیں کسی معمولی شخص کے اختیار میں نہیں ہیں اور کوئی دنیوی ہستی اس پر قادر نہیں ہے بلکہ جو اسکو پورا کرتا ہے اور جو اسکی نہایت ہی لاعلاج اور انتہائے طور سے خاتمہ کرنے کا ارادہ اور عزم رکھتا ہے وہ ایسا با اختیار اور ایسا حقیقی زبردست قوت والا ہے جو قدرت اور طاقت اور ہر قسم کے اختیارات کا پیدا کرنے والا اور پر جب اسکی مرضی ہو تو ایک لمحہ میں اسکا شادینے والا ہے اور جب اسکا ارادہ کسی کے فنا اور نیست و نابود کر دینے کے واسطے ہوتا ہے تو پھر تو بڑے بڑے دانشمندوں اور فلاسفوں کی دانائی اسکا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ خود ان قوتوں کا وجود باقی رہ سکتا ہے جو اس قادر مطلق خالقِ مسلمانین و مدہ لاشریک جبار و قہار کی نافرمانی کا مجموعہ ہوں۔ اختتام بعون الملک العلام

قدیم شہر فیضیہ کی بربادی

زمانہ کی طلعت آوٹو بولتا پر سرزمین اسیر یا میں عجیب تماشے نظر آ رہے ہیں سب نے یاد
جبریت انگیز سین شہر فیضیہ کی آبادی اور پہر اسکی بالکل بدلے نام و نشان ہو کر معدوم ہو جائیگا
فیضیہ جو زمانہ قدیم میں عرصہ دراز تک فرمانروایان اسیر یا کا دار السلطنت رہا ہے روئے زمین
پر ایک نہایت ہی آباد اور وسیع اور مردم خیز شہر تھا۔ اسکی آبادی اور تمدنی حالت کی نسبت
دنیا کی مختلف ممالک میں اقوام ایک عجیب خدا اور خدا کا بڑا ذکر کرتی تھیں کیونکہ اسکے تمام باشندے
انسانی آبادی شہر مذکور سے اپنی حالتوں میں ایک عجیب طریقہ زندگی جس سے انسانی
عیش و عشرت کا پتہ چلتا ہے اختیار کر چکے تھے۔ یہ امر کہ جس ملک نے اس شہر کو آباد کیا تھا
اسکی نشان و شوکت کس درجہ پر پہنچی ہوئی تھی تمام تواریخ قدیم سے بخوبی ظاہر ہے اور جو قدیم نام
اسے شہر مذکور کی لاثانی بنا دینے کی نسبت کیا تھا وہ اس زمانہ میں جبکہ زمانہ حال کی طرح بہت
سے دلائل تعمیرات اور اسکے درجہ کی علمی آلات معمار کی کا وجود نہیں پایا جاتا ہے درحقیقت
ایک عجیب صنعت انسانی کا نمونہ یقین سیکرے جاسکتے ہیں فیضیہ کی وجہ تسمیہ کی تفصیل کے واسطے
ایک جدا گانہ کتاب چلیئے لیکن جن مورخین نے اسکی آبادی اور مردم خیزی اور شان و شوکت
کے حالات اپنی کتابوں میں لکھی ہیں وہ ایک محقق کے لئے بڑی دلچسپی سے پڑھی جائیکے قابل
ہیں۔ اسکی آبادی کی کثرت اور دولت و ثروت کی فراوانی اور اسکے ساتھ ہی اسکی دفعہ بربادی
کے حالات انسانی جبریت کے واسطے کچھ کم سامان یا دگاہ و قعات قدیم نہیں ہیں اور شہر مذکور
اگرچہ تاریخوں میں بطور ایک شہر کے دائرہ کے سمجھا گیا ہے لیکن دراصل وہ ایک انسانی عقل تھا
جو تقریباً ایک سو میل کے محیط میں واقع تھا۔ اسکی شہر نہا کی دیواریں اپنی تعمیر کے استحکام اور
صنعت کے اعتبار سے نہایت رفیع الشان تعمیرات عجیب و غریب کے لئے جو اسکے بعد
دنیا میں بنائی گئیں ہیں ایک سبق رموز نمونہ تھیں شہر نہا مذکور کی نسبت تمام مورخین اس
امر پر متفق ہیں کہ اسکی بلند سی سو فیٹ کی تھی اور محیط ساٹھ میل کا تھا۔ اگرچہ اسکی بربادی کے
سلسلے انسانی قدیم تاریخ سے اسکی جو ایک بہت بڑا مورخ زمانہ قدم میں گذر رہا ہے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ شہر
فیضیہ شہر بابل سے برحال میں زیادہ وسیع اور بہت زیادہ آباد تھا۔ کالمش مورخ لکھتا ہے کہ فیضیہ ایک قدیم
اور بے سے زیادہ نامور اور روئے زمین کی تمام آبادیوں سے زیادہ آباد اور محروم تھا

متعلق جس قدر پیشین گوئیاں تھیں وہ اس کے نہایت قریب ترین زمانہ معدومہ میں مشہور ہوئی
 تھیں تاہم سب مورخین نے جو حالات اس کے تباہ اور برباد ہونے کے کچھ ہیں ان کے متعلق
 میں ایک نہایت قدیم پیشین گوئی کا بھی ذکر کیا ہے۔ ڈیوڈ دورس سیکوس ایک قدیم مؤرخ
 لکھتا ہے کہ جب وقت شاہ اسیر یا نے دشمنوں سے سخت فاش کہاٹی اور اس کا لشکر تباہ ہو گیا
 اور بعض کی رائے میں جب وہ دشمنوں کو برباد کر کے اپنے شہر نینو لے میں محصور ہو گیا تو اسے
 یہ محصور ہی اس دنیا پر زیادہ گوارا کی تھی کہ شہر نینو اسی وقت برباد ہو گا جب دریا کے فرات
 اس سے دشمنی پر کمر باندھ گیا یا یہ کہ نینو نے دشمن اسے وقت مسلط اور فوج پائیہ کتا ہے کہ دریا کو فرات جو اس کی دریاؤں کے
 نیچے بہا لے گا ہے شہر کے ایک بہت بڑے حصہ کو غارت اور نہدم کر دیے۔ دراصل ایک پیشین گوئی تھی جو
 نینو کے قتل پتوں میں عرصہ دراز سے مشہور تھی کہ وہ نینو پر دشمن پہنچتے قاتل ہوں گے جبکہ دریا کی
 سرچیں شہر مذکور کی دشمنی پر کمر باندھ لیں اور ضرور ہے اگرچہ بہت پرست سرداران مذہب نے اسے طور تمام قرار دیا ہے
 الہی اور نیز ان ارباب صداقت و آفاق سے دلی دشمنی رکھتے تھے جنہوں نے بت پرستی کے
 رواج کی بنیاد رکھا ہے یا بت پرستی کے خلاف اپنی منصبی کوشش اور توجہ کے پورا کرنے میں کوئی
 دقیقہ اٹھاتا نہ رکھا تھا تاہم وہ ان بہت سے باتوں کو جو اپنے انبیاء کے ذریعہ تمام باشندگان ملک
 میں عرصہ سے مشہور ہو چکی تھیں کسی وجہ خاص سے اپنے دلوں میں محفوظ رکھتے پلے آتے
 تھے اور یہ باتیں زیادہ تر انکی یعنی بت پرست لوگوں کی بربادی اور نیست و نابود ہ جانے کے
 متعلق بیان کی گئی تھیں بہر حال جس خیم سے اور شاہ اسیر یا سے ہنگامہ بیکار گرم ہو چکا تھا آخر
 بڑے شد و مد سے اس شہر یعنی نینو کا محاصرہ کر لیا تھا اور بادشاہ مذکور اسی پیشین گوئی کے
 بہرہ ور ہے پر شہر کے اندر محصور تھا تمام دروازے جو نہایت مستحکم فولاد اور دبیز برنجی تیروں کی
 بنی ہوئی تھیں بند کر دیے گئے تھے اور اس وجہ سے کہ دریا کے فرات کے صدرمہ ہو چکے یا اس سے
 کسی قسم کے نقصان کا کوئی وہم بھی محصور اشخاص کے دلیں نہیں پیدا ہوا تھا لہذا انکو
 کامل اطمینان و اطمینان سے بطور ایک آسے یقین کے تھا کہ اگر سو برس بھی یہی طرح محاصرہ کرے گا
 جائیں تو بھی دشمن کبھی طرح شہر کے اندر داخل نہیں ہو سکتا ہے۔

علاوہ بشمار سامان جنگ کے غلے کے بڑے بڑے ذخیرے اور سامان رسد کی کل چیزیں
 نہایت افراط کے ساتھ شہر کے اندر موجود تھیں اور جو اس مقدار کے ساتھ تھیں کہ اسنے
 بڑے شہر کی بڑی زندگی کی غرض سے ساہا سال کے واسطے کافی تھیں تمام دروازوں

جنگی افسروں کی نگرانی تھیں اور جہند ربرج شہر سیاہ میں بسے ہوئے تھے پھر ایک بڑی آمد اذونج کی رہتی تھی غرض کہ ہر اعتبار سے محصورین کو اپنی حالت اور حفاظت پر کامل اطمینان تھا۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنی بے پرستی کے خرابیوں میں مدہوش اور اپنی زمانہ کاریوں کے نتائج سے بالکل غافل تھے وہ جس طرح انسان کی قوت محاصرہ کو اپنی تدبیروں کے مقابلہ میں جتنی حقیقت سمجھتے تھے اس سے زیادہ خداوند قدیم و قدیر کی نافرمانی میں مصرتی اور اس بات سے بالکل غافل تھے کہ خدا اُسے قدیر انکی تمام حفاظت کی تدبیروں کو توڑ دے گا اور اپنی حفاظت کے معرور انداز پر عمل کو خاک میں ملا دیگا۔ چنانچہ یہ نتیجہ جیسا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے نہایت جلد تمام ان لوگوں کے پیش نظر ہو گیا جو نہایت شد و مد سے محبت پرستی اور انتہا درجہ عیش پرستی میں مشغول تھے یعنی وہ برس کے مسلسل اور متواتر محاصرہ شہر مذکور کے بعد ایک عجیب قدر فی اتفاقی پیش آیا یعنی بارش اس سال میں نہایت شدت سے ہوئی جس کا انجام یہ ہوا کہ دریائے فرات میں مجید طیفانی جو گئی وہاں ویرانی بے انتہا وسعت حاصل کر لی اور سرسبز ملک موصیٰں ایک عظیم الشان سیلاب کی صورت میں شہر سیاہ فنیو اکوینج دن سے بہا لی جانے پر آمادہ ہو گئیں ہر طرف سوئے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا پانی شہر سیاہ کے متصل باٹاٹا بڑھتا جاتا تھا اور جو حصہ زیادہ تر اس رخ پر تھا جہاں دریائے فرات بہا رہا تھا وہ اس سوزش و سیلاب و طیفانی دیا سے نہایت خطرناک معلوم ہونے لگا تھا جب شاہ اسیر یا کو اس سیلاب اور طیفانی کی اطلاع ہوئی تو وہ اس پیشین گوئی کا وقت قریب آجانے کا انتظار کرنے لگا جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے گو یہ انتظار صرف ایک معمولی حالت کے ساتھ تھا کیونکہ اسکو یہ یقین تھا کہ فنیو کی مثل ایک نہایت ہی عظیم الشان شہر کی شہر سیاہ کسی ایسے موقع پر کہ دشمن جس جگہ سے بمذبی شہر پر قابو حاصل کر سکتا ہے گرجائے گی اور ایک ایسا انجام پیش نظر ہوگا جس کا وہم و گمان ہی ان منکران تھی کہ نہیں تھا بہر حال شاہ اسیر یا کے انتظار نے کچھ زیادہ طویل نہیں کھینچی کیونکہ اس زمانہ طیفانی میں دریائے فرات نے ایک روز اس قدر زور باندھا کہ شہر سیاہ کی دیوار پچا یک پس فرلانگ کے فاصلہ میں گر کر زیر آب ہو گئی اور پانی نے شہر کی طرف رخ کر دیا بادشاہ اسیر یا نے اس حال کو شکر یہ یقین کیا کہ جو پیشین گوئی عرصہ سے مشہور تھی وہ بیشک اب پوری ہو گئی اور ایسے وہ اپنی حفاظت کی جانب متوجہ ہوا اسنے ایک بہت مینار اور بعض مورخین کا قول ہے ایک نہایت بلند برج اس عرصہ میں نہایت مستحکم تیار کرایا تھا جس سے یہ غرض تھی کہ

ایسے حالت کے رو بکار ہونے کے وقت شاہ مذکور مع اپنے ساز و سامان کے پناہ گزین ہو گیا
چنانچہ شاہ اسیر ہائے دیوار کے گرنے کا حال سنکر بھی کیا کہ اپنا جقد رخصانہ اور مال و دولت
تہا وہ اس تہ خانہ یا برج میں محفوظ کر دیا بعض مورخین نے اس کے خلاف لکھا ہے اس کے نزدیک
شاہ اسیر ہائے خود اپنی ایوان کی گرد ایک نہایت مستحکم سنگی حصار تعمیر کرایا تھا اور زمین اپنا
مال و دولت اور تمام سامان محفوظ کر دیا تھا اور اسکے علاوہ اس کے قریب عزیز اور خاندانی شیخ
بھی اس ایوان میں نہایت استحکام کی حالت میں محصور تھے مگر عام مورخین قدیم کا اس پر اتفاق
تھا کہ بادشاہ مذکور کی اس کارروائی سے اس کو کوئی بھی نفع نہیں پہونچا اور جس طرح کتاب تاحم
بنی میں بربادی غنیمت کی پیشین گوئی کی گئی تھی اور جس کا مضمون حسب ذیل اردر یا کی طرف دوا
کہو لے دینے چاہیے اور ایوان شاہی برباد ہو جائے گا اور نیز یہ بھی اس پیشین گوئی کا مضمون
قدیم غنیمت پانی کی ایک لہر ہو جائے گا اور اس کی تمام سطح پر طبنانی اور سیلاب کی حکومت ہوگی
وہ تمام و کمال پوری ہوئی ایک سو رخ قدیم نے اس مجموعہ واقعات کا نہایت صحیح طور پر اس بنی
مکرم کی پیشین گوئی کی تعلق تفصیلی ذکر اپنی کتاب میں لکھا ہے یعنی انکا جقد بیان ہے وہ دوا
تاحم بنی کی پیشین گوئی یا اس کی تکمیل کی بابت تمام واقعات سے معلوم ہے وہ لکھتا ہے کہ بعد اس
سیلاب کے واقع ہونے اور دیوار شہر تہا کی گرجا کیجئے اگرچہ شاہ اسیر ہائے اپنی حفاظت کی کتاب
بہت کچھ توجہ کی تھی تاہم وہ اپنی قدیم فتوحات اور اپنی قومی سرداروں کی شجاعت پر مستند
مغرور تھا اور اس کو ہال بھیر یاد باختر کی وفاداری پر ایسا یقین تھا کہ اس نے اس دشمن کی دفعیہ
کے بیٹے جو شہر مذکور کے محاصرہ یا فتح کی جانب نہایت سرگرمی سے مصروف تھا ذرا بھی
توجہ نہیں کی بلکہ اس سیلاب کے واقعہ کی دوا ایک ہی روز کے بعد اس نے اپنے شہر کے باشندوں
کے واسطے ایک روز جشن اور تیوہار کا مقرر کیا کہ اس روز اس کی کل فوج اور سرداران لشکر
شکر بخشی میں مشغول تھے اور ان کو دین و دنیا کی خبر نہ تھی۔ ہر طرف شاد بازی کا جلسہ اور سامان
لہو و لعب جمع تھا اور تمام اہل اسیر یا اپنی زندگی کی خوبی اس روز صرف اسی بنیاد پر مجموعہ
راحت یقین کرتے تھے کہ تمام زمانہ کی شاد پرستی اور سارے جہان کی زنا کاری آج
ہی ختم کر دینا ہے۔ ہر مقام پر برباد اور جنگ و جدوج رہے تھے اور گانے بجانے سے کان
پڑی آواز نہیں سنائی دیتے تھے۔ عام طور سے غنیمت کے کہنے والے اگرچہ نہایت

ضعیف الاعتقاد اور دنیا کی ہر ایک شے کی پرستش اپنے مذہب کا ایک جزو خاص سمجھتے تھے لیکن مذہب حق اور وہ مذہب کہ جسکے باعث بنی اسرائیل سے انکو سخت دشمنی ہو گئی تھی انکے نزدیک سر اسرے وجود سمجھا گیا تھا اور اس مذہب کے جس قدر ہادی راہنیا بنی اسرائیل اور یہودی بدایت کی جانب توجہ کرتے تھے اس سے زیادہ تمام باشندگان مینو میں ایک عام عداوت اور عناد خاص اس مذہب اور مقلدین شریعت ابراہیمی سے پیدا ہو گیا تھا اور اسکو وقتاً فوقتاً قری تھی۔ ایک معمولی شخص بھی جب چکنا چل ہو جاتا تھا تو دم واپسین اپنی اولاد کو نہایت شد و مد سے نصیحت کرتا تھا کہ ایک ایسا دائرہ مذہب جسکا اصول تمہاری آبائی بتوں کا پامال اور نیست و نابود کرنا ہے قبولیت اور عمدہ سمجھنے کے لئے ہرگز نہیں ہے اور تم اسکو ہمیشہ دشمن کی نظر سے دیکھتے رہنا اور دیکھو خبردار تم راستہ پر اپنا قدم نہ رکھنا جہاں باختری دیوتاؤں کی خدمت سے اعلان اور نہایت سرگرمی سے بیان کی جاتی ہے ہر حال ایسے نہایت عمدہ موقع پر اور ایسی عجیب سہولت پذیر زمانہ میں کہ شاہ اسیر با مع اپنے کل لشکر اور رعایا کے جشن اور عیش و عشرت میں مصروف اور شاہ پرستی میں مصروف اور بے غل و غش بادہ گساری میں مصروف تھا کہ یکایک دشمن نے کثیر فوج سے دوزخ شہر میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا اور اسقدر لوگ تیر تیغ یکے گئے کہ شہر کے کلی کوچوں میں خون کا دریا بہنے لگا آخر کار ایک عظیم قتل و غارت کے بعد جس میں خود شاہ مینو بھی مارا گیا باشندگان شہر نے حملہ آور گرہ کی کجی نسبت موصوفین قدیم کا بیان ہے کہ وہ اہل کالہ بیتھے اطاعت اختیار کر لی اور شہر میں امن و امان ہو گیا۔

اہل مینو اسکے ہاتھ سے بنی اسرائیل کی گرفتاری اور شہر ٹائلس کی باؤی موصوفین قدیم نے اس بابت اتفاق کیا ہے کہ سب سے پہلے جس ملک یا شہر یا سلطنت نے مقلدین مذہب حق یعنی بنی اسرائیل دیہود کو تباہ اور برباد اور قتل و سیر کیا ہے وہ شہر مینو ہی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں یہودیوں میں نہایت لفاق اور خود راہی ہوئی تھی تو تمام امراء سلطنت یہودی اپنی حالت میں گرفتار تھے اور اگرچہ انکے مذہبی اصول میں ایک عجیب طرح کا غلط طع ہو گیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ اسوقت تک انہوں نے اپنی

کتاب اور اصول شریعت میں کوئی اس طرح کی خرابی نہیں پیدا کی تھی جس سے اس مذہب کی اصلی پیانیں شدید فرق نمودار ہو گیا ہو۔ وہ ایسے بنی اسرائیل ظلم اور دروغگوئی پر کمر بستہ ہو گئی تھی اور اپنی گروہ قوم سے انکو ہمدردی بہت کم تھی اور ایک خاص طریقہ کی عیش پرستی اور خدا فراموشی نے انکو دین و دنیا سے بیگانہ کر دیا تھا۔ اور اسی باعث انکی ملکی حالت، تنہا، کمزور ہو گئی تھی۔ وہ پہلا شہر جسکی پہلی دفعہ ایک آبادی بنی اسرائیل کی حیثیت سے تباہی اور بربادی باشندگان نینوا کے ہاتھ سے ہوئی تھی اور والوں کا شہر تھا۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ اس شہر کی بربادی کی نسبت پہلے سے کوئی ٹینٹین کوئی ہچکچاہٹ تھی اور جو کچھ مورخین قدیم نے اس شہر کی اس زمانہ کی نسبت اپنی تحقیقات لکھی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کے باشندوں نے اپنی زندگی کے عمدہ پیمانے کو باطل فراموش کر دیا تھا ہر طرف وحشت اور جہالت پہلا شروع ہو گئی تھی اور حکام کے ظلم اور ایذا رسانی سے بہت سی آبادی یہاں سے جلا وطن ہو کر نینوا میں آباد ہونے کو چلی گئی تھی البتہ معدلت عامہ بالکل بند ہو گئی اس حالت سے جب اہل نینوا سے کو اطلاع ہوئی تو انکے بادشاہ نے موقع پا کر ایک بڑی جمعیت کے ساتھ یہودیوں پر حملہ کیا اور انکی ایک بڑی تعداد قتل و غارت کے بعد گرفتار کر لی اور یہودی بنی اسرائیل غلامی کی حالت میں لائے گئے اور ان سے ذیل خدمات لیجائی گئیں۔ یہودی ایک مورخ لکھتا ہے کہ کھار نینوانی اس روز کہ جب بنی اسرائیل پر فتح پائی تھی ایک عید کا دن قرار دیتا تھا۔ یہ حالت اس قدر ظلم و جبر تک پہنچ گئی تھی کہ بنی اسرائیل اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ انکے خاندان کے خاندان مختلف مقامات میں جلا وطن کر دیئے گئے اور زبردستی انکو بت پرستی پر مجبور کیا جاتا تھا۔ یہودی عورتیں مردوں سے زیادہ طرح طرح کے مظالم میں گرفتار تھیں اور اس فتح کے بعد جعفر سرگرمی بد اعمالی اور بت پرستی میں باشندگان نینوا کو ہو گئی تھی وہ اپنی شہادت پر کہ خود انکی ہم مذہب اہل تحقیق نے انپر نہایت آزادی سے شکستہ چینی کی ہے۔ اور انکا ساکنان نینوا کے ظلم و جور کا یہ ہوا کہ انکی بابت پیشگاہ رب الافواج سے نہایت سخت عیب و استغاثہ انبشیا کی معرفت نازل ہوا اور بہت سی پیشین گوئیوں سے اس بات کو عام طور سے ثابت شدہ ٹینٹینوں ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ دنیا میں نینوا ہی پہلا شہر ہے جسکے باشندوں نے یہودیوں کی مثل غارت اور سیری پر کمر باندھی اور علماء دینی بنی اسرائیل میں پہلا شہر جو انہوں نے اس طرح تباہ کیا تھا وہ خبائیس کا شہر کہلاتا تھا ۱۲۔

ہو گئی کہ نینو اغتقرب بر باد ہو جائیو الا ہے چنانچہ ایک خاص شین گونی جو سر اسٹریٹنگٹن گئی
 اس موقع پر لکھی جاتی ہے کہ جب وہ اسیں ایک دوسری سے کانٹوں کی طرح الجھنے
 لگیں گے اور جس وقت وہ نشہ بازوں کی طرح بالکل نشہ میں مدہوش ہو گئی تو وہ بالکل ایک
 سوکھا ہوا ہنڈہ ہو جائیگے اس مقدس شین گونی کو لے والی نے دشمنوں سے لوٹ
 کا ہی وعدہ کیا تھا چنانچہ ذیل کے الفاظ سے اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ بیکے نقری سامان
 کو لوٹ لا اور انکی طلائی سرمایہ کو غارت کر دیکر نہ اس موقع پر بیشمار سامان دو تھندی ہر
 قسم کا موجود ہے اور ایک مورخ لکھتا ہے کہ سونے اور چاندی کے بیشمار سکے اور بچھڑے
 جو اس شہر میں آتش زدگی سے بچائے گئے تھے وہ شہر کا بانا کو مسجد پیٹ گئے تمام مورخین
 قدیم مع نامحسابات بر متفق ہیں کہ شہر نینو اصراف سیلاب فزات اور دشمنوں کی قتل غارت
 ہی سے بر باد نہیں ہوا بلکہ زیادہ تر نقصان اس شہر کو آتش زنی سے ہوا تھا اور جسطرح ڈاکو
 ڈورس مورخ لکھتا ہے شہر مذکور ایک حصہ تو طینیانی سے اور ایک حصہ صرف یکا یک ایک
 لگا دینے سے نیست و نابود ہوا۔

حمد آذر فوج جسے نینو کے نام و نشان کو بھی نیست و نابود کر دیا خود ایسے گروہ سے تھی جو
 غریب اور ملت میں اہل نینو کے شریک تھا اور اسکے امیر ایک ایسے بادشاہ کی تخت
 تھی جسکے مورث اعلیٰ نے نینو میں پہلے پہل فرمانروائی اور سلطنت آرائی کا فخر و اعزاز حاصل
 کیا تھا۔ اسیں کسی طرح کا بھی شک نہیں کہ اہل باختر و بکھتریں جو اپنے کو آسمان کی اولاد سمجھتے
 تھے زمانہ میں اس بات کے واسطے ہمیشہ نامور رہینگے کہ انہوں نے حکمرانی اور ملکی تعلقات
 قائم کرنے کے اصول اور ایسے قواعد ایجاد کیے جن سے دنیا میں شخصی سلطنت کی بنیاد پڑی
 سلطہ نامحربی کی کتاب دیو ڈورین میں چین گونی کی شرح میں لکھتا ہے کہ دو حمد آذر لشکر شہر نینو کے لوٹ سے دو تھندی ہو گئی
 تھے ۱۲ اکثر عیسائی مورخ سمجھتے ہیں کہ مقدس شین گونیاں انبار ہی اسرائیل کی تھیں شہر نینو کی بربادی کی بابت ہر گئی دو سو
 نامحربی کی کتاب خود میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں اور اسکے علاوہ طبقاتی اسکے تینوں مشنوں میں بھی اچھا ذکر ہے
 ہے کہ جو لب گذر جانے دھڑا اور بیگز زمانہ کی ہماری جدید عہد میں اس کتاب کی صداقت میں شک کیا جائے
 خود ان مورخ نے عہد جو تہم بادشاہ کے حالات کے ذکر میں ایک مختصر سا نوٹ یہ بھی دیا ہے کہ دوسرے زمانہ میں ایک
 بنی مبعوث ہوئے تھے جسکا نام نام تھا اور انہوں نے اہل نینو کی بربادی اور سعدوی کی نسبت حسب ذیل شین گونی
 کی تھی کہ نینو ایک دریا کے آب کی طرح جوش مار مارا نظر آتا ہو اور اسے مورخ کلیان سپے کہ نامحربی نے اوزی

اور تمام بندگان خدا ایک ہی شخص کی جبارانہ حکومت کی اطاعت و پابندی پر مجبور کیے گئے
ایک مسلسل تحریر قدیم سے یہ بات بخوبی ذہن میں آسکتی ہے کہ شہر فیذا کی آبادی کی ابتدا جس
پیمانہ پر ہو چکی تھی وہ اس بات کا مجموعہ تھا کہ آئندہ ایک عظیم بربادی اور اس شہر کے واسطے
میش آنے والی ہے۔ گویا شہر مذکور کی عظیم ترین آبادی اسی لئے تھی کہ وہ دنیا کی طرز قرار
اور زمانہ کی کروٹ سے پس جانے یا پامال ہونے کے واسطے قائم رکھی جائے۔

بادشاہ غینوا جو بعض موزین کے نزدیک پورے ساٹھ برس تک یہودیوں کی تباہی میں
مبتلا رہ چکا تھا اور جسکے عہد میں دولت و مال اور کوٹ و فرائض کی حد نہیں رہی تھی اپنی اس
جفاکاری اور سب سے زیادہ بت پرستی کی یاد دہش میں اپنی ہی ہم قوم دشمن کے ہاتھ سے
کتے کی موت مارا گیا اور ایک ایسے شہر کی عظمت و بزرگی دفعۃً خاک میں الٹ گئی جس سے بزرگ
با جاہ و جلال شہر و سرزمین پر اتیک آباد نہیں ہوا ہے اس شدید اور نہایت ہولناک بادی
شہر مذکور کی نسبت یہ پیشین گوئی بھی شہر پر ہو چکی تھی کہ دخالق قدیس کی سرزمین کا ایک ہتھیار
جبر تراک خانہ لوگوں کے سامنے لائیگا۔ تباہی اور اذارسائی اسکی طرف سے اب کیسے واسطے
ہوگی وہ اب بالکل خالی اور برباد اور ویران ہے۔ رب الافواج نے اسکی شمال و جنوب کی
خلاف اپنا ہاتھ بلند کر دیا ہے اور علے ہذا سیریا کی بربادی ضرور ہوگی اور نیولے پالما
اور ایک جنگلی ہوناک حصہ زمین قرار پا جائے گا اور وہ وقت کب آئیگا کہ بادی غیبی
ایک برباد اور ایسی سرزمین ہو جائے گی جس میں صرف حشرات الارض مسکن بنائیں گی اور جاہلی
جنگلی درندے اور حیوانات موزہ ایمیں لوٹتے اور چلتے پھرتے نظر آئیں گے؟

سہ پیشین گوئیاں کی ہیں جنکی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہیں ہے اور جبندہ سورس کے عرصہ میں تمام و کمال
درجہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے جو کہ کتاب خواجه میں جو سہ مسیح پر تصنیف ہوئی ہے لکھا ہے کہ اسی طرز و طریقہ
پر جبکہ ذکر ہو چکا ہے فیذا کی بربادی کا حال بالاتفاق یونانی اور عبرانی مورخوں نے ہی لکھا ہے اور ایک مورخ نے
اپنی شرح کتاب ناحم بنی میں شہر مذکور کی اور بربادی پر غلبہ پائی کی بات نہایت تفصیل کے ساتھ ہل ذکر کیا
ہے کہ فیذا کی بربادی اور تاخت و تاراج ہل کا لیا اور باشندگان ہل کے ہاتھ سے ہوئی تھی اور یہی عنوان سے
سراسر مل مورخ باشندہ آکندیر جو سہ مسیحوی میں پیدا ہوا تھا اس پیشین گوئی کی شرح کی ہے جہاں بوجارٹ مورخ
کی تحقیقات کا بھی حوالہ ہے زمین نہ صرف بربادی غیبی کا ذکر ہے بلکہ جتنے مفضل حالات نوشین ایک ارثی
مورخ نے آبادی و خرابی فیذا کی لکھی ہیں۔ اسکی باتوں کی تطبیق علاوہ متوسط موزین کے جہنوں نے اس جیکٹ

دوسری صدی عیسوی میں ایک ایسی باشندہ کنارہ دریائے فرات سے لوٹیں اس بات کی شہادت دی ہے کہ نینوا برباد ہو کر بالکل نیست و نابود ہو گیا یہاں تک کہ اسکی برباد شدہ آثار قدیمہ کا بھی اب نام و نشان اور پتہ نہیں نظر آتا ہے بلکہ یہ بھی دریافت ہونا مشکل ہے کہ شہر مذکور کس موقع پر آباد تھا۔

لوٹین مورخ کی اس اظہار اور نیز بہت سے صدیوں کے گذر جانے پر دیکھ جائیں زمانہ یہ نتیجہ ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے کہ شہر مذکور کی بابت یہ امر بھی دریافت کرنا مشکل ہے کہ وہ کس جگہ آباد تھا اور کون کون سے اگرچہ یہ نام امید پیدا ہوتی ہے کہ نینوی کی آبادی اور اسکی سرزمین کی اصلی حالت سے کہ کس موقع پر وہ آباد تھا آگاہی ہوتا ہے بعض آثار قدیمہ سے اس شہر کہنے کی بابت یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ حال کی آباد شہر موصول کے نہایت ہی متصل آباد تھا جسکو اکثر نہایت محقق سیاحان ارض شام اور عراق و حجاز کی سیہ و سفر کے حالات اور قوی کر دیا ہے۔ اکثر مورخین لکھتے ہیں کہ اسکے نام اور حالات مذکورہ کی تحقیق باشندگان ملک مذکور سے سات صدی عیسوی میں بخوبی ہو گئی تھی کیونکہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ خسرو پرچہ نے جنگ نینوا میں اپنی قسمت آزمائی کی تھی اس لڑائی کی حالت کی نسبت مشہور مورخین اس طرح لکھتا ہے کہ ”درومی جنرلوں نے نہایت دلیرانہ طور پر مقام اکنرس سے دریائے دجلہ کی جانب پیش قدمی کی تھی اور راتھرائش کی بزدلانہ دہشتدہی نے اس امر کو پسندیدہ سمجھا کہ اسکی فوج کا قیام ایک نہایت قدیم اور دیران ملک میں ہونا چاہیے چنانچہ اس حکم کی قطع تعمیل سے عنان قسمت سلطنت عجم کی اس سرزمین میں ہلکا لٹ و گجی۔“

دریائے دجلہ کی مشرقی جانب موصول کے پل کے متصل نینوائے اعظم اس موکر کے واسطے انتخاب کیا گیا تھا۔ گو شہر مذکور اور نیز اسکی قدیمی آثار عرصہ دراز ہوا کہ صفحہ دہر سے شگھی ہیں لیکن اسکے سطح وسیع پرانے دو ٹو پھنے رومی اور ایرانی لشکروں نے نہایت گہراں کی موکر پر بہت کچھ بحث کی ہے بوجارٹ۔ مارشمن۔ اور پول مورخین نے سترہویں صدی میں۔ ڈیوڈ راکس نے مورخ نے جسے مذکور بالا معاملہ پر نہایت تفصیلی رائے دی ہے بحالیکہ اسے حقدار سبابت کہ نینوی کی بربادی کس طرح ہوئی لکھا ہے ہیر وڈوٹس۔ اسٹرالو۔ ٹاکٹس۔ یلیٹی کی تحقیقاتوں کا خلاصہ ہے۔ زوال و بربادی نینوی کی حالات بال تفصیل تیار ہو چکے ہیں اور تاہم اور طبقات کی پیشین گوئیاں بھی عام طور پر مشہور ہو گئی ہیں اور اسلئے میں یہ حالات مطبوع بھی ہو چکی ہیں۔

آرام کی تھی اور اس قدر خوشنویسی ہوئی تھی کہ کوسوں تک آدمیوں کی فینٹیں ہی نشین
 نظر آتی تھیں۔ دراصل گویا شہر نیو اکا رقبہ آبادی اس واقعہ کے لیے خاص مقام امتحان جان
 بازی مقرر ہوا تھا۔ مشہور مورخ مسٹر بیچ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ وہ ایک محقق شخص کے
 واسطے اس قدر غور کرنا کافی ہے جو حقیقت ان تمام آثار قدیمہ کی مسلسل حالات قدیمت
 کا پتہ دے کہ باوجود ایسی شدید جنگ اور نیز اس قدر سرکہ آرائیوں کے شہر نہ کوئی رقبہ
 کی گذشتہ حالت میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوا، نینوا کے قدیم ظروف اور صنعتی کے شواہد
 اور بہتر برقی و گھڑکی ہوئی چیزیں اہل بابل اپنے ملک میں لوٹ کر لے گئے۔ یہ سب اشیاء
 یا شند گان نینوا کی بنائی ہوئی ہیں اکثر بابل کی قدیم خرابیوں اور کھنڈروں سے اب تک برآمد
 ہوتی ہیں بہر حال اس عظیم ترین آبادی اور ملک و ملت کی سرسبز اور وہاں کے مغرور اور
 دولت مند اشخاص کی ثروت و دولت مندگی کی حقیقت تباہ و برباد ہو جانے کی بابت اس بربادی کی
 انتظار کی حالت میں خدا سے قدر کی اس ارشاد نے پوری تکمیل پائی جو ناحم بنی کی زبانی سنا
 گیا گیا تھا کہ میرے سے اول یہ امر ہے کہ باوجود ایسی عظیم آبادی اور دولت مندگی کی انہی سرسبز
 بڑی دولت مند تہذیبوں کی رونق دار اور دلنریب چیزوں اور طراوت بخش انہار کی سرزمین بالکل ویران
 میدانوں کی صورت میں بدل جائے گی صاف الفاظ چپین گوئی کے اسالہ ہیں جو وہ سب
 ذیل میں رتواپتے کہ سبزہ زار کا کھڑا بنائے اور تم بعد اؤ کثیر ٹھونڈ اور شہریوں کی حدود
 میں تبدیل ہو جائے گی تیرے سوا اگر آسمان کے نیچے سب سے مضروب کرینگے اور کھیرے کو کھیرے
 بچھیں دوڑے اور رینگے پھریں گے۔ تیرا ماح و تخت، ٹھوکیوں کی صوتیں دکھائی دینگا اور
 تیرے کتاؤں کی ہڈیاں اس سبزہ زار کی مٹی میں بچھیں گے جو موسم سرما میں اپنی خضارت اؤ
 سرسبزی سے ایک عجیب طرح کے جھل کا نمونہ ہونگی اور انہی کیا جھکے ہیں بالکل نہ ثابت کر سکیں گے
 کہ وہ دراصل کبھی واقع تھیں یا نہیں، شک نہیں کہ دنیا کے پہلے والے اس سے زیادہ اور کونا
 بہتر تاک منظر پاسکتی ہیں کہ وہ نظر غور سے نینوے کی ویرانوں کو دیکھیں جو سرزمین بابل سے
 زیادہ پامالی کی حالت میں ہیں۔

شہر نینوی کی عمارتیں

اگرچہ عام طور سے اس شہر کی قدیم عمارتیں بہ لحاظ اپنے استحکام اور پہنچ و پہنچ ہونے کی تہا

عجیب و غریب خیال کی گئی تھیں لیکن سب سے زیادہ حیرتناک اہل شہر کی مندر اور اور پشیمان
 تھیں جو تمام شہر کی عمارتوں سے بلند اور مضبوط اور بار و برف سے محفوظ تھیں اور باشندگان فیوضی و کفر
 اپنی تمام عمر کی دولت صرف ایک چھوٹے سے مندر کی تعمیر میں صرف کر دیتے تھے۔ اسکے
 علاوہ شاہ اکبٹا کا محل جسکو مزدیابل سے بلحاظ قرابت نہایت قریب تعلق تھا ایسا رفیع و
 اور بلند اور باریب و زینت تھا کہ صرف اسکے دروازوں کی آرائش ملک کی ایک برس کی
 محال سے کی گئی تھی۔ اسکے علاوہ ایک اور شاہی مکان تھا جسے اہل بابل و کلدیہ اپنے
 قلعہ و قصبہ کے وقت منہدم کر ڈالا تھا اس شاہی مکان میں صرف دو ہزار ستون سنگ و
 رخام کے لٹکائے گئے تھے اور یہی کی شکل دیگر عمارت کی حالت خیال کرنا چاہیے جس مکان میں
 اسیران بنی اسرائیل قید کیئے گئے تھے وہ بھی ایک نہایت عظیم الشان حصہ کسی شاہی محل کا
 جو اپنے زمانہ اپنی آرائش اور زیب و زینت میں تمام ملک میں لامتناہی تھا۔ شہر ہے کہ اپنی فیوض
 کی عمارتیں زیادہ تر سنگ و رخام اور اس قسم کی پتھروں کی تھیں جو بیست و زمانہ حال تک رہا ہے
 تعمیرات کی نہایت زیادہ کرخت اور بقا بل صنعت حال کے ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی
 صنایع کا نمونہ تھے۔

راکا مندر اور اوشس کی خانقاہ جب تک ببل کا تھانہ بابل میں نہیں تعمیر ہوا تھا اپنی خوبی تعمیر
 کے اعتبار سے روئے زمین پر بے عیال و نظیر سمجھا جاتا تھا۔ اور اسکی تیاری میں سلطنت کی
 طرف سے جو لاگت صرف ہوئی تھی اسکا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا تھا کہ ہر روز چار
 مزدوران و نو تعمیرین میں کام کرنا چھٹی سو گدیوں میں چار سو کمین ایک قسم کا بیانیہ تھا صرف وہ جانتا تھا۔

باشندگان نیو اسکے بت اور اسکا طریقہ پرستش

ایمین سنگ نہیں ہے کہ تمام فیولے کے رہنے والے بت پرست تھے اور وہ خدا کے
 وحدہ لا شریک اور واجب الوجود حقیقی کے وجود کے قطعی منکر تھے باوجودیکہ انیس ایک
 بہت بڑی جماعت ایسے اشخاص کی تھی جو حکما کے لقب کی سزاوار تھی کیونکہ انہوں نے
 بہت سے اسرار و تاثیرات اشیاء کے ایسے دریافت کر لیے تھے جو سوائے نہایت درجہ
 ذی علم و ارباب تحقیق کے دوسروں سے تقریباً ناممکن تھے علوم و ہنسی میں بھی انکو نہایت
 اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی اور نظریات کے سمجھنے اور سمجھانے میں ایسی دستگاہ رکھتے تھے

کہ دوبر دراز سے شایقین علم انکے پاس درس و تدریس کے واسطے جاتی تھو۔ علم شرعی
 جی بہت سی شاخیں ہوتی ہیں دنیا کی اکثر حصیات میں بطور علم شایع ہیں بیان ہے کہ
 انکی خاص ایجاد ہے گو بہت سے مومنین نے اس بات اختلاف کیا ہے۔ ایسے علم دلائل
 اور ایسے ذہن و ذکا اور قوائے انتقال ذہنی کی موجودگی پر وہ اس سرشت سے بالکل بچر
 بلکہ انکی قطعی منکر تھے اور انکا مضحکہ اڑانے تھے جو ایک واجب الوجود خدا سے نامرئی
 قادر مطلق کے فیضان سے جاری ہوا تھا یعنی مذہب حق سے انکو دشمنی ہو گئی تھی اور بعد
 اس بابت انکو سرگرمی تھی وہ سرسر کفر اور الحاد اور زندقہ سے بہری ہوئی تھی۔ وہ ہمیشہ
 دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے اور ان بہتروں اور کلمی کے بچس اور بے جان ٹکڑوں کو معبود
 اور الہ سمجھتے تھے جو وہ انکی نقل و حرکت اور ساخت کے محتاج ہیں وہ نہایت تیر دل ہی
 خلیث ارواح اور ہتیار ستاروں اور تم قسم قسم کے درختوں اور گہو گہووں اور انڈے کی
 چمکوں کو قابل پرستش یقین کرتے تھے اور انکو اپنی حاجات و مشکلات کا ادا کرنے والی جان
 انکی منیتیں مانتے اور انکے آگے نذر بیٹ چڑھاتے اور انکی فرضی عظمت اور جلال اور خیالی
 فائدہ رسانی اور قوت کی بھج گاتے تھے لیکن ایک صرف اس خدا کی پرستش سے انکو انکار
 نہا جو حقیقت الٰہیہ اور خالق عالم اور قادر علی الاطلاق ہے اور جسکی قدرت اور سدا
 فیضان رحمت نے تمام مخلوق کو عالم نیستی سے طرفہ یعنی ظاہر و آشکارا کر دیا۔ اور نہ صرف
 ایسے خدا کے حقیقی کے وجود کی وہ لوگ منکر ہی تھے بلکہ بوجہ انبیاء و نبی اسرائیل کے متواتر
 اصرار و کوششوں کی کہ اس خدا کے حقیقی کو نام اور کار و بار قدرت کی قدر ان لوگوں کی نگاہ میں پیدا ہوا بشدگان شہر فزا
 اس جیم و کریم خدا کے نام کے دشمن ہو گئے تھے اور یہاں تک اس عداوت اور عدا کو شداد ہو گیا تھا کہ مذہب حق
 کے جہد و تقلید انکی تابو اور ہتیار میں آجاتے تھے جو ایسے شدید و ہولناک یا ذہنی پہنچاتی تھیں جسے ایک نیک و پیار
 خلقت انسانی بھی گوارا نہیں کر سکتی ہے۔ ہر گلی کو پیسے میں راکھی پرستش علانیہ ہوتی تھی
 جسکا بہت اکثر کلمی کو ترش کرنا یا جاتا تھا اور انکے علاوہ اور ہی بعض مومنین انکے منکر
 میں اس قسم کی رکھی رہتی تھیں جنکی عظمت و قوت الٰہیت کے یہ کافر لوگ تیر دل سے معتقد
 تھے اور ہمیشہ اس تلاش میں ہی رہتے تھے کہ سوا کے ان دیوتاؤں کے کوئی اور بھی دیوتا
 ایسا ہے جنکی صورت ترش کر پرستش کرنے سے انکے معبودوں کی قعدا میں ترقی ہو جائے
 یہ ایک عجیب و غریب غلطی اس گروہ نابکار کی تھی کہ اپنی فطرت کے خلاف اس بات پر ہمیشہ

سرگرم رہتے تھے کہ بطور شوق اور تفریح ایسے معبودوں کی تعداد دریافت کریں جو اپنی قوت
مجموعی سے کسی دوسرے شخص کی دیناؤں کی قوت پر غالب آجائیں اور اس سے بہتر
ظاہر ہوتا ہے کہ باستاندگان نینوا سر اسرار و حکم ادا کرتے اور مادہ پرستی اور ضعیف الاعتقاد
میں اپنا عدیل و نظیر نہیں کہتے تھے۔

اہل نینوا کی طرز معاشرت اور انکی علمی ترقیات

اگرچہ ساکینین بابل و کلدایا کی طرز معاشرت نے دنیا کی تہذیب میں زمانہ قدیم میں ایک
عجیب انقلاب ہر قسم کے اصول زندگی میں پیدا کر دیا تھا اور یہ بھی ضرور ہے کہ انکی طرز
معاشرت سے اس قسم کے نتیجے پیدا ہوئے تھے جنکی قدیم طریقہ زندگی میں بہت کچھ
اصلاح ہو گئی تھی لیکن اس بات کے یقین کرنے میں ذرا ہی شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہہ جہد و زحمت
حالت کی عمدگی اور علمی ترقیات اور مختلف فنون اور صنایع و بدایع اور تہذیب کے اصول و
وہ سر اسرار نینوا کے قائم کیئے ہوئے بلکہ ایجاد کیئے ہوئے تھے اور ایک مسلسل تحقیق و
توابع سے بہتر اور بخوبی ثابت و منکشف ہے کہ دنیا میں تہذیب کی اشاعت اور تمدنی معاملات
کی ترویج صرف اہل نینوا کی ذات سے شروع ہوئی اور یہی وہ لوگ تھے جو نہایت تاریک و نا
قدیم میں ایک عجیب و غریب طریقہ زندگی انسان میں سہولت سے انجام پا چکا اصول قائم
کر چکے تھے انہوں نے ہر قسم کی رسم و رواج جو مختلف مذہبی تیوہاروں میں کھار کے یہاں رکھی
سمجھی جاتی تھی علاوہ اصل اصول مذہب کے اس غرض سے کہ دائرہ مذہب میں ایک استحکم
وسعت ہو جائے جاری کر دی تھی اور گویا یہ امر یقینی ہے کہ مختلف زبانوں میں مذہب
میں علاوہ قطعی ارکان کے جس قدر زیادہ ہمیں انجام دیجاتی ہیں انکے سلسلہ اور ضرورت کو
اہل نینوا نے اپنی حماقت اور مادہ پرستی کے جوش میں تمام دنیا میں پھیلا دینے کے واسطے سرگرم
ظاہر کی تھی۔ اور وہ ہمیشہ اور ہر روز ایسے طریقہ ایجاد کرتے رہتے تھے جن سے انکا باطن
بہی اپنی جبلت کی نظر سے عجیب و غریب پلٹے کہا تا رہتا تھا۔

شادی و غمی اور اسکے علاوہ بہت سے ایسے عجیب و غریب تقریبیں انہوں نے اپنی زندگی
کے واسطے ضروری سمجھ لی تھیں جن سے کوئی وقت کسی نہ کسی رسم کے ادا کرنے سے نکلے
یئے خالی نہ تھا۔ وہ نجوم کی تاثیر کے قابل تھی اور سفر و سیاحت میں اسکے نتائج پر پورا پورا

عمل کرنے میں اپنی قطعی فلاح سمجھتے تھے اہل نینوا کے اطفال کے پیدا ہونے سے انکے ہونڈ زمین ہونے تک ایک عجیب سوں کا دریا فطرت انسانی پر لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے جسے ایک بہت بڑا گردہ بالکل ڈوبا ہوا تھا اور بعض صرف اس قدر فرخ سمجھتے تھے کہ دنیا کی ضروری یا منجوسی کاروبار میں کوئی تشکل رد بکار نہ ہو۔

شادی کی رسمیں عموماً ایک ہی طرف کی تھیں تاہم خاندان شاہی کے واسطے انہیں سے بہت سی باتیں ایسی خاص تھیں جو وقت پر اسکو کمال سرگرمی سے ادا کرنی پڑتی تھیں اور جنکی ضرورت ایسی لازمی سمجھی گئی تھی کہ اگر ان تقریبوں میں کوئی معمولی رسم ہی پوری نہ ہوتی تھی تو وہ بدشگونی سمجھی جاتی تھی۔ غمی کی تقریبات میں شاہی خاندان کی طرف سے بہت بڑا اہتمام ہوتا تھا اور ہر ایک شخص جو ذرا ہی شاہی کامبر سہرا جاتا تھا ہندوؤں تک اسکا ماتم رکھا جاتا تھا اور بہت سی وہ رسمیں جو اکثر دور دست دیار مشرق میں اسموعہ پر ادا کیجاتی ہیں وہ اس زمانہ میں بھی کسی قدر اختلاف کے ساتھ پوری کیجاتی تھیں گویا جسد ایسی رسمیں اسوقت تک ان مقامات میں اتیک موجود ہیں وہ دراصل اہل نینوا سے ہی کی ایجاد نہیں جنہیں اہل کلدیہ نے ہی بلا اختلاف اپنے یہاں شائع کرنا ضروری سمجھ لیا تھا اور اسکے ساتھ ہی تمام ایشیا کی بت پرست اقوام میں انکو درجہ قبولیت حاصل ہو گیا تھا۔ اہل نینوا عام طور سے سیاحت کو بہت کم پسند کرتے تھے تاہم تجارتی ترقی کی طرف انکا خیال از حد رجوع اور انکے تاجروں کے کارواں تمام عراق اور شام اور ہندوستان کی سرسبز اور متمدن اقطاع میں آمد و رفت کہتے تھے اور اطراف عالم میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی کہ جہاں دو ایک اہل نینوا بطریق تجارت نہ پہنچے ہوں اور انہوں نے اپنی تہذیب اور عجیب و غریب طریقہ مذہب سے وہاں کے باشندوں کو آگاہ نہ کر دیا ہو۔ گو اس بات بہت شک کیا جاسکتا ہے کہ ایسے مقامات جہاں نینو سے کے تاجر منظر تجارت آمد و رفت نہ کرتے تھے انہیں تہذیب اس درجہ پر پہنچی ہوئی تھی کہ وہ ان اہول زندگی کو جنہیں اہل نینوا نے بڑی سرگرمی سے اختیار کیا تھا قبول کر سکیں یہ لوگ ہندوستان سے گذر کر چین کے اندر ملک تک پہنچ جاتے تھے اور گویا بابت کوئی قطعی تاریخ سے نہیں ملتا ہے لیکن بعض واپس حالیہ میں قسم کے پائے جاتے ہیں جسے یہ امر بخوبی دریافت ہوتا ہے کہ اہل نینوا کے تاجران مقامات میں سلسلہ کے طور پر اپنے ملک کے اشیاء کا تبادلہ کرتے رہتے تھے

اور اس طریقہ سے جس قدر نفع انکو حاصل ہوتا تھا وہ بھی ملکی سرسبز کی ایک نہایت قابل طبیب
شاخ اور حصہ سمجھا جاسکتا ہے۔ قالین اور شاک اور شتر مرغ کے پر اور سونا اور چاندی اور
جواہرات اور ہر قسم کی نہایت خوشنماہی ہوی کا نسے کے برتن اور گہوڑے اسکے خمار
تجارتی شیا میں داخل تھے لیکن باہرین ہمہ ترقی تجارت یہہ حالت صرف ایک خاص گروہ
کی ہی عام طور سے تجارت کا بیمانہ نہایت ناقدری کے ساتھ اندازہ کیا جاتا تھا اور ہندو
ملک زیادہ تر فوجی زندگی یا علمی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتے تھے۔ سنگترشی میں انہی
نادرستی اور نادار لکالی کا ثبوت اس بات سے ظاہر ہے کہ انہوں نے ایسی ہی صنایع
ورود پر انحصار میں جو بالکل پنہر کی تھیں دکھائی نہیں دیتیں اہل کالہ یا ہی جو بعد کو فن نگارشی
میں ایک قسم کے موجد سمجھے جاتے تھے نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکھتے تھے
انکی قیدیوں کی حالت نہایت عزیزناک اور از حد ظالمانہ تھی اور یہی حال اہل مینوا کی کنیز
اور غلاموں کا تھا انکو کوئی ہی ان فی حق حاصل نہیں تھا اور باطل جانوروں کی مثل اسکے ساتھ
برتاؤ ہوتا تھا۔ زیادہ تر غلامی کی مصیبت میں بنی اسرائیل مبتلا تھے جو اہل مینوا کی ہر ذلیل کی
ذلیل خدمت ہی انجام دینے کے واسطے مستعد رکھی جاتی تھی۔

یہہ غلام اور لونڈیاں گھر کی بیجان اشیاء کی طرح سمجھی جاتی تھیں اور انکے خوراک اور جان کی
کوئی بھی یکسش حاکم وقت کی طرف سے نہیں تھی۔ اور سب سے زیادہ ایک خرابی یہ تھی کہ
اگر غلام کسی اسلے سے اسلے خاندان کا کیوں ہنر اور اس سے کیسی ہی عمدہ خدمت اپنے ملک
کی ظہور پر کیوں نہ وہ اس پر ہی ایک ایسے جانور کے مانند سمجھا جاتا تھا جو گوڑوں اور گاسا
بلیوں میں اپنی خوبصورتی یا محنت یا کسی اور وجہ سے مالک کی نگاہ میں کوئی خاص درجہ
ظاہر کر لیتا ہے۔ قانون ملکی عام حالت میں عجیب طرح کا جبر ایک جو اپنے جرم کے باعث
قطعا قابل قتل سمجھا جاتا تھا اسی کی مثل ایک ایسا شخص ہی درجہ اقل قرار دیا جاتا تھا جو
بنی اسرائیل کے کیسے ایسی خدمت پر مقرر کر دینے کا سامی ہو جسکو خاص کیسے باشندوں سے
تہوڑی سی ہی مساوات حاصل ہو سکتی ہو۔ مگر اسی کے حقوق کچھ عجیب طرح کی تھی رعایا
کو اپنے رخاہ اور فلان کے واسطے کا شکار بھی صرف اس قدر حصہ ملتا تھا جس سے وہ
اپنی احتجاج ضرورتیں پوری کر سکے اور اسکے ساتھ ہی تمام غلہ سرکاری محفوظ مکانات
میں بہرہ دیا جاتا تھا جسکا ایک مطلب یہہ بھی تھا کہ ملکی حفاظت کی غرض سے ایسا اہل

ضروری ہے کہ دشمن کی حملہ آوری اور غلبہ کے وقت اہل شہر کو اس غلہ کی موجودگی سے آگاہ فرمادی جائے۔
 فوجی حالت بہ نسبت دیگر انتظام ملک کے ایک زمانہ تک باسندگان نینو کی بہت کچھ
 قابل اطمینان رہی ہے اور اس میں شک نہیں کہ آلات کی عمدگی اور آدمیوں کی کثرت پر جو
 بدل خدمات فوجی میں شریک ہوتے تھے نینو کا بادشاہ بالکل اپنی غفلت اور زاناکاری
 اور ظلم اور بے پرستی کے آئینہ تاج سے غافل ہو گیا تھا۔

یہ ضرور ہے کہ اگرچہ اس قطعہ ملک کے اطراف و چوہب کی سلطنتیں اور حکومتیں اپنی حالت
 کو ایک عمدہ پیمانہ انتظام پر لاپچی تھیں۔ ان میں فوجی ترقی بھی ایک درجہ تک موجود تھی تاہم
 جیسی با اصول فوج اور اسلحہ درجہ کے سپاہی اور افسر نینو کے بادشاہ کے ساتھ تھے وہ
 کسی حکومت میں نہیں اور اسی باعث جسطرف اس ملک کے ایک چھوٹے سردار نے
 بھی کوئی ارادہ شہر کا کیا تو اسکو نہایت آسان طور پر فتح کر لیا۔ انکی اسلحہ تلوار اور تبر و
 نیزہ اور تبر تھے جبکہ خوبی اور عمدگی بطور نظیر دوسرے ملکوں میں بیان کیجاتی تھی اور بعض
 مورخین کا بیان ہے کہ پیش قبض جو نہایت ہی تنگ وقت میں ایک سپاہی کی جان بچا
 تھا یہ اسی ملک کی ایجاد ہے۔

اکثر مورخین کہتے ہیں کہ تیر اندازی کا ہنر اہل نینو ہی نے ایجاد کیا ہے اور گو یہ تحقیق
 مستتبہ ہو مگر بعض تاریخین اس بات کی شاک ہیں کہ اہل نینو اپنے زمانہ میں فن تیر اندازی
 میں اپنا عدیل و نظیر نہیں کہتے تھے اور اس فن پہلے گری کو اور تمام فوجی اسلحہ ایک طرح کا
 امتیاز اور درجہ حاصل تھا۔ یہ ضرور تھا کہ شمشیر زنی میں کامل مہارت کے بعد ہر ایک باشندہ
 شہر تیر اندازی کے فن میں کمال حاصل کرے اور کم سے کم اسقدر تو بالضرور اسکو مشق کرنی
 پڑتی تھی کہ ضرورت کے وقت اپنے اہل ملک کی مدد کر کے اس بات کے دریافت کر بیٹھے
 کمال حیرت ہوتی ہے کہ جسطرح شاہان عجم اپنے فوجی اشخاص کو فن تیر اندازی میں
 کامل ماہر کر دینا چاہتے تھے اس سے زیادہ اہل نینو کی مصروفیت کا پتہ اس فن کی بات
 اکثر کتب تواریخ سے ملتا ہے۔

عام جرائم کی سزا میں اگرچہ معمولی تھیں لیکن بعض سزائیں اسقدر سخت اور ہتھکڑیاں و جلا
 تھیں کہ جسکے خیال کرنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں عام طور سے نینو
 کو اگرچہ کوئی سزا نہیں دیجاتی تھی لیکن اگر کوئی عورت اسلحہ خاندان کی کسی شخص کے ساتھ

مجاہز تعلق پیدا کر کے خوار ہو جائے تو اسکو معاف کر کے شہر کے قتل کی سزا دیجاتی تھی اور بعض
جرم میں زندہ محرم کی کہاں اتار لیجاتی تھی اور دربار شاہی میں ذرا ذرا سے تصور و خیال
نکلا لینا تو ایک معمولی بات تھی۔ ہر سے سے کسی انسان کو دو ٹکڑے کرنا عام عبرت کے
واسطے پسندیدہ طریقہ انتظام میں داخل کہا گیا تھا اور سلطنت سے اجاوت یا سرکشی کے
جرم کی سزا نہایت ہی سخت تھی ایسا محرم ایک ایسے بچی میں رکھ کر مصالحوہ کی طرح پیس دیا
جاتا تھا جو اس کی آخری زندگی کے ہتھام کے واسطے اہل غینوا میں کمی جرایم کے واسطے ایک
خاص ایجاد قرار دی گئی تھی۔

جسوقت کوئی نذریہ یا قبضہ سلطنت سے باغی ہو جاتا تھا تو اسکے تاجرب اور گوشمالی سیدھی
کیجاتی تھی اور جہانگ مکن شاہی فوج تمام تر وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیتے تھے
اور وہاں کی عمارتوں کو گہوڑ کر خاک میں ملا دیتے تھے۔ اہل غینوا بہت بڑے قفر و بے
تھے انہوں نے اپنی دلچسپی کے واسطے طرح طرح کی شغل ایجاد کر لی تھے اور زیادہ تر انکے
عجیب اور خوش رنگ باجوں کے بجانے میں صرف ہوتا تھا علاوہ جنگ وغیرہ کے چند
خاص باجے انہوں نے اپنے طور سے ایجاد کیے تھے جگانشان مینیا رصدیوں کے گزرجا
سے اسوقت صفحہ روزگار پر نہیں ملتا ہے۔ شہر کے اندر بہت سے ایسے مقامات بنے جو
تھے جن میں عام باشندگان غینوا ہر روز جا کر مختلف قسم کی فوجی شوق اور کھیل خاص اوقات
میں کھیلا کرتے تھے۔ خود بادشاہ اور تمام شاہزادے اور امرا فن چوگان بازی کے
مانند ایک نہایت ورزشی شغل میں اکثر اوقات مصروف رہتے تھے گہوڑے کی سواری
عام تھی اور بعض طبقہ کے اشخاص گدھے کی سواری کو گہوڑے پر ترجیح دیتے تھے یہی
اکثر تارکینوں سے ثابت ہے کہ امرے غینوا کو سانڈوں کی لڑائی دیکھنے کا از حد شوق
تھا اور اسکے واسطے مینوں میں بیٹھ کر بڑے بڑے اہتمام اور سامان کیے جاتے تھے
اور جس حریف کی فتح اس معرکہ میں ہوتی تھی اسکو بہت کچھ انعام اکرام اور اسے شہر دیوڑ
شہر کے اندر بڑے بڑے شوالے اور ٹرکین تعمیر تھیں جنہر دو طرف سایہ دار اور باسیود
درخت لگائے تھے جو جنگا سلسلہ شہر میں ساٹھ میل کے دور سے کم نہ تھا اور ان سڑکوں کے
ساتھ نہایت آباد بانی کی ہنریں دوڑائی گئی تھیں جو گرمی تلاوت رسیدہ مسافروں کو بہت
اطمینان قلب پہونچا کر سیراب کرتی تھیں اور انکے علاوہ دیوب میں گراٹے ہوئے

مومنوں کی ان نہروں سے ہمیشہ تر روزانہ رہتے تھے۔

ان مشرکوں اور نہروں کی حالت پر غور کرنے سے نہایت حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایسے وسیع اور فلاح تعمیرات کام جنہیں بے نظیر کاریگری صرف ہوئی تھی اس زمانہ میں انجام پذیر ہو گئی تھی جبکہ موجودہ زمانہ کی طرح علمی آلات تعمیر کا وجود ہی نہ تھا۔ وہ چوپ کا رنگ بدلتے یا زوال آفتاب کے وقت سے بے انتہا شایقین اور اہل تفریح کا ہجوم ہوتا تھا جنہیں مردکی عوض عورتیں بہت زیادہ ہوتی تھیں اور جنکو حسب قانون ملک ایک خاص درجہ تک آزادی حاصل تھی تاہم بعض اوقات میں انکی آزادی اسقدر بڑھ جاتی تھی کہ ان نہروں کے کنارے اندھیری لالٹون میں ایسی ایسی بے کرداریاں ہوتی تھیں کہ گویا تمام رومے زمین کی بدافعالی لئے اس قطعہ شہر کو اپنے واسطے منتخب کر لیا تھا بھائی اور بے شرمی ان معاملات میں عام تھی جو ایسی زندگی سے تعلق رکھتی تھیں جسکی ابتداء اور خاتمہ صرف نفس پرستی اور شراب پرستی پر ہوتی تھی اور جتنے نتائج اکثر اوقات ایک وسیع سلسلہ نسل انسانی کو تلف کر دیتے تھے۔ خود خاندان شاہی اور تمام امریکی عورتیں اس بلا میں مبتلا تھیں۔ ایک جام شراب پر زنا کاری میں کامیابی حاصل کر لینا اس زمانہ میں کچھ بھی مشکل نہ تھی۔ اکثر مورخین لکھتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے لباس میں جسقدر فرق تھا وہ صرف ٹوپی سے تیز ہو سکتا تھا کہ نینو کے باشندوں میں مردوں کی ٹوپیاں مخروطی ہوتی تھیں اور عورتوں کی ٹوپیاں بالکل سرسبز منڈھسی ہوئی معلوم ہوتی تھیں تاہم عورتوں کو اپنے لباس میں طرح طرح کی اختراع اور ایجادوں کی جانب بڑھی توجہ تھی جس سے ایک عجیب دلہن پڑی پیدا ہو جاتی تھی۔ روزانہ گھر کے کاروبار میں عورتیں اور مرد اکثر و نوشریک ہوتے تھے اور عورتوں کو جسقدر آزادی اپنے معاملات خانگی میں تھی اسی وجہ سے صرف یہی تھی کہ وہ گھر کے تمام کاروبار مرد کی نسبت بہت زیادہ انجام دیتی تھیں۔

یہ امر بھی اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ باشندگان ہندو اپنہت کاشتکاری کی صنعت اور تحصیل علوم کو زیادہ پسند کرتے تھے اور اسکی تصدیق اسبات سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سوئے ایک خاص گروہ کے جو فلاطین مصر کے مانند صرف کاروبار زراعت میں مصروف رہتا تھا اور اکثر طبقہ کے اشخاص اس قسم کے آثار قدیمہ کی موجودگی بیان کرتے تھے جو انکی عالی ذہنی اور قوت متفکر یہ اور نہایت حدت فہم پر دلیل واضح ہے۔

فن تعمیرات میں لوگوں نے مانہ میں جیسے اعلیٰ درجہ کی دستگاہ حاصل تھی وہ انکے ان صنایع سے ظاہر ہے جنکی بابت تمام قوانین قدیمہ نہایت اعلان کے ساتھ شہادت دے رہی ہیں۔ علوم متداولہ میں سے اکثر علوم یہاں کے لوگوں کی خاص ایجاد و نہیں سے یقین کیجئے جاسکتے ہیں اور چند ذرائع تحقیق سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ انہیں اپنی زبان میں سلسلہ تصنیف جاری ہو چکا تھا اور بہت سی کتابیں مختلف علوم میں انکی زبان میں تصنیف ہو چکی تھیں۔ یجنکی بابت بیان ہے کہ وہ خط ظاہری میں تانبے اور لوہے کے پتروں پر لکھی گئی تھیں۔ اور گو کا غذا کا وجود اس وقت میں شتبہ ہوا اور ظلم و دات زمانہ حال کی طرح ایسے نہایت ہی قدیم زمانہ میں سہولت انسانی کی غرض سے نہ ایجاد ہوئی ہون لیکن ہاں بات کے خیال کرنے سے ایک محقق مورخ کو کمال حیرت ہوتی ہے کہ اہل غنیمت ایسے ہر قسم کے خیالات اظہار اور انکے اظہار کی حفاظت کیسے عجیب ذریعوں سے کرتے تھے انہوں نے علامات اور نشانات ہر قسم کے خیالوں کے متعلق باہم قرار دیے ہوئے تھے جو رفتہ رفتہ اسد جبر پہنچی کہ مقامات و دوست بین انسانی ضروریات کے لئے ایک عجیب طریقہ سے سہولت کا سلسلہ قائم ہو گیا تھا۔ انکی رسم الخط پر غور کرنے سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ انسے پہلے کوئی ذریعہ اظہار خیالات کا انسانی طبقات عام میں نہیں جاری تھا۔ کیونکہ جہاں تک خیال کیا جاتا ہے یہ ذریعہ جس سے اپنے خیالات کا اظہار ایک شخص دوسرے شخص پہاںندگان مینو میں سے کرتا تھا تو وہ بالکل ان رسوم خطوط سے جداگانہ ہیں جو انکے بعد تدریج گرد انسان میں ایجاد و در رائج ہوتے رہے وہ جو وقت کسی خیال کو ظاہر کرتے تھے تو ایسی اکثر غالب اجزاء کی تصویریں بنا دیے تھے جو رموزات ذہنی تصور کیے جاسکتے ہیں اور جتنے سمجھنے میں اگرچہ ابتدا گوئی وقت واقع ہوتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ تدریج اس طریقہ اظہار خیالات کو بڑی ترقی پتی بلکہ در جو عرصہ وراثت کی اپنی تکمیل پہنچتی رہی یہ امر نہایت حیرتناک ہے کہ کس طرح انکے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے تمام تعلقات کے لئے ایسا کوئی ذریعہ ایجاد کریں جو ہماری ضروریات کی آسانی کے واسطے ایک بہترین واسطہ ہو کیونکہ ایسے حالت کے عدم موجودگی سے انکو یہ کال یقین ہو گیا تھا کہ انسان فی ایک ایسی صفت کی واقفیت سے محروم ہو جو ایسی نہایت زبردست مشکلات

اور حاجات کو کیسے عجیب طریقہ سے رفع کر سکتی ہے۔ انہوں نے ابتداً شاید کچھ معمولی ذریعہ اظہار خیالات کو رواج دیا اور اسکے بعد اس طرف توجہ کی کہ اسکے سبب متہم یا نشان معاملات اور عظیم امور جو اکثر حالتوں میں یا تو ناقص رہتے تھے اور قطعاً دو مقامات پر ہونے یا کسی قسم کی خاص مصلح کے باعث سرانجام نہیں پاسکتے ہیں وہ کیونکر یہ آسانی تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔

اور یہ حالت ایسی شکل تھی جو ابتدائے زندگی میں کسی طرح حل ہو جانے کی قابلیت سے محروم سمجھی گئی تھی مگر جس عجیب طریقہ سے اس کو حل کر لیا گیا قابلِ تعریف یہ خطِ مرموزہ ہر ایک قسم کی ضرورت اور خیال کے متعلق جزو اور کلیتہ ظاہر کیے جاتے تھے فرض کیجئے کہ ایک شخص کو یہ خیال ظاہر کرنا ہوتا تھا کہ دشمن اس پر رات کے وقت چاندنی میں دربارِ اندر کر حملہ کر نیو والا ہے۔ تو اس کی تصویر اس طرح بنائی جاتی تھی جو کتب الہیہ کی سمجھ میں ہی آسانی سے آجاتی تھی یعنی اس تصویر میں اول چاند اور اسکے بعد چند آدمیوں کی صورت اور اس کے بعد دریا اور کشتی اور اپنی تصویر بنا دیتے تھے۔ اگرچہ ہمارا یہ بیان مورخین قدیم کی اکثر صحیح تحقیقاتوں کا اقتباس ہے لیکن ہمیں اس سے انکار نہیں ہے کہ اہلِ نینوا میں اسکے سوا اور بھی کوئی خط ہو یا اس خط کا قطعاً وجود نہ ہو بلکہ اور کوئی ذریعہ اس قسم کے اظہار خیالات کا ہو لیکن اس شخص سے کسی حال میں انکار نہیں کیا جاسکتا کہ باشندگانِ نینوا کو تحریر کے ذریعہ جقدر آسانی سے اظہار خیالات میں انسان کو ہوتی ہے اس سے بہت اچھی طرح واقف ہو گئی گو یہ بات دریافت کرنا مشکل ہے کہ یہ خیال اسکے دل میں کس طرح پیدا ہوا تھا اور اس کی عملدرآمد اور تکمیل شرمیک کس بنیاد پر ہوئی تھی۔

بہر حال یہ امر اکثر قرین اور قدیمی روایتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ خط کی ایجاد تمام گروہ انسانی اور کم سے کم ان ممالک میں باشندگانِ نینوا نے کی تھی اور اس طریقہ سے جقدر فائدہ انہوں نے اٹھایا وہ بہ نسبت اس احسان کے بہت کم ہے جو اس طریقہ اظہار خیالات کی ایجاد سے تمام بنی نوع انسان پر انہوں نے ایک ایسی نہایت ابتدائی اور تاریک زمانہ میں کیا ہے جبکہ نسل انسانی بالکل اپنی ضرورتوں کے رفع کرنے میں ایک معمولی طبیعت سے کام لیتی تھی اور جو قطعاً اس بات سے ناواقف

تھے کہ علاوہ کلمہ و کلام اور باجمہ گفتگو کرنے کے انسانی خیالات کے تبادلہ کا اور
 بھی کوئی نہایت ضروری اور کارآمد ذریعہ ہے جسکی بدولت دنیا میں بڑے بڑے مسائل
 اور نہایت اہم امورات بلا وقت و مشکلات انجام پائیا جینگے۔ بہر حال یہ عام حالت اہل
 نینو کی طرز معاشرت کی تھی جسکو مورخین مختلف ضرورتوں میں بیان کیا ہے اور ہاں خیال
 ہے کہ اگر اس اختلاف کی نوعیت پر غور کیا جائے تو چندان قابل اعتراض بھی نہیں ہے
 کیونکہ جس زمانہ میں یہ تاریخ لکھی گئی ہے وہ انسانی نسل کے پینے ایک نہایت سادہ اور
 صاف موسم طوع ستارہ تہذیب کا تھا اور جبکہ دنیا دریائی کو اپنا لباس اور بڑی بڑی
 کو اپنی غذا اور پہاڑوں کی غاروں میں جانوروں کی طرح زندگی بسر کرنے کو ایک نہایت
 عمدہ حالت اپنی خلقت کی سمجھتی تھی۔ اور جبکہ اس بات کا وجود بہ مستثنای بعض قطعات
 دنیا کی کہیں نہیں پایا جاتا ہے کہ ہندو باطنی سے کیونکہ انسانی دنیا میں ہنگامہ ہے۔ اگر نہایت
 عمیق نظر اہل نینو کے غور اور انکی شدیدت پرستی اور انکی اس عجیب و غریب قوت و کمال
 کے نتائج پر ڈالی جائے تو ایک سوخ کو عجیب حیرت اور حیرت دہانگیر ہوتی ہے۔ کیا
 جبکہ ایسی عقل کسی گروہ انسانی میں موجود ہو تو اسکا ایسی حالت گراہی اور غریبی افعال
 میں مبتلا ہو جانا جیسے کہ اہل نینو کی نہایت مذموم صفات تھیں فطرت انسانی کی ایک
 نہایت اہمیانہ طرز عمل کو پیش کرتا ہے اور بعض مومنین کا یہ خیال نہایت صحیح ہے کہ
 صرف اس قسم کے نتائج کے باعث جبکہ حشر شیعہ عجیب و غریب مسائل و بدائع نے انہما
 میں اہل نینو کے قولے ذہنی کا دار سمجھا جاسکتا ہے مذکورہ گروہ انسانی اپنی ہی اور
 حالت خلقت کو بالکل بھول گیا تھا اور نہ صرف اسے اپنی سستی کو غلامیوں میں کر دیا تھا بلکہ
 اسے اس ذات عظیم القدر کو ہی بالکل اپنے صفحہ ذہن سے محو کر دیا تھا کہ جسکے ایک لمحے
 حکم سے ایسے عظیم الشان دنیا اور یہ نہایت عالم ظہیرین جلوہ گر ہوئی ہے۔ اور پھر
 اس غرور نے انکی خلقت کو مقتدر ترقی دی کہ وہ ایک خدا کے حقیقی کی پرستش کے
 بجائے کروڑوں دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے اور آخر اس بت پرستی کی پاداش
 میں انکو بیشکاہ بلیل سے وہ سزا دی گئی جو نہایت موزون و مناسب تھی اور نہ صرف
 انکے جسموں کو اس تباہی کا مزا بچھایا گیا بلکہ انکی نسل اور گروہ بالکل بے نشان ہو گیا
 اور انکے حکمران اشخاص کا نام ہی اب کوئی نہیں پاتا ہے اور خود شہر نینو جسکی تعمیر

پر ایسے باشندوں کو ایک نہایت نفرت انگیز فخر و ناز تھا وہ ایسا منیت و نابود کیا
 گیا کہ اگر اس وقت اس بات کی تحقیقات کی جائے کہ دراصل شہر مذکور کس مقام پر آباد ہو کوئی
 صحیح نشان اس خیال اور تحقیق کے اطمینان کے واسطے نہیں مل سکتا ہے۔ بہر حال
 یہ ایک نہایت ہی عبرتناک حالت ان دو شہروں کی تھی جتنی مثال ہر اعتبار سے
 اس وقت دنیا میں نہیں مل سکتی ہے اور جس پر غور و فکر کرنے سے ہر ایک اہل بصیرت کو
 عمدہ سبق حاصل ہوتا ہے۔

URDU STACKS

ۛۛۛۛ

ۛۛۛۛ

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.

| |

